تبرکات

کی شرعی حیثیت

تالیف وتصنیف

www.KitaboSunnat.com

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فہرس

نمبر شمار	عناوین	صفحہ نمبر
1	فہرست	3
2	تبرکات کی شرعی حیثیت	5
3	تبرک کی اقسام	61
4	منسوب آثار کی حقیقت	84
5	اسم محمد ﷺ سے تبرک	136
6	آثار نبویہ سے حصول تبرک	155
7	سلف صالحین کا آثار سے تبرک	181
8	قبر نبوی سے تبرک	195
9	انبیا وصلحا سے متعلق بعض عقائد	241
10	دست بوسی کی شرعی حیثیت	246
11	قدم بوسی کی شرعی حیثیت	254
12	اجساد اولیا سے منسوب تبرکات	268
13	قبور اولیا سے تبرک	274
14	اولیا وصالحین کی قبور پر مساجد	300
15	ابدال کی حقیقت	351

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

16	کیا نبی کریم ﷺ کے فضلات کو زمین نگل جاتی تھی؟	368
17	کیا کسی صحابی نے نبی کریم ﷺ کا پیشاب پیا؟	371
18	کیا کسی صحابی نے نبی کریم ﷺ کا خون پیا؟	376

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تبرکات کی شرعی حیثیت

قرآن وحدیث پر مبنی عقائد واعمال کو صحابہ کرام، تابعین عظام اور تبع تابعین وائمہ دین کے فہم کی روشنی میں سمجھنا اور اپنانا اہل سنت واہل حق کا وطیرہ ہے۔کتنے ہی عقائد واعمال ایسے ہیں کہ سلف صالحین کے نزدیک وہ کفر وشرک اور بدعت ہیں، لیکن اہل کلام واہل بدعت کے ہاں وہ دین کا درجہ رکھتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مذہب سلف کی بنیاد قرآن وحدیث پر ہے، جبکہ اہل بدعت کا مزعومہ دین ان کی آرا وخواہشات پر مبنی ہے۔

✿ امام محمد بن وضاح رحمہ اللہ (۲۸۶ھ) فرماتے ہیں:

عَلَيْكُمْ بِالِاتِّبَاعِ لِأَئِمَّةِ الْهُدَى الْمَعْرُوفِينَ، فَقَدْ قَالَ بَعْضُ مَنْ مَضٰى: كَمْ مِّنْ أَمْرٍ هُوَ الْيَوْمَ مَعْرُوفٌ عِنْدَ كَثِيرٍ مِّنَ النَّاسِ؛ كَانَ مُنْكَرًا عِنْدَ مَنْ مَّضٰى، وَمُتَحَبَّبٌ إِلَيْهِ بِمَا يُبْغِضُهُ عَلَيْهِ، وَمُتَقَرَّبٌ إِلَيْهِ بِمَا يُبْعِدُهُ مِنْهُ، وَكُلُّ بِدْعَةٍ عَلَيْهَا زِينَةٌ وَّبَهْجَةٌ.

”تم پر معروف ائمہ ہدیٰ کی پیروی ضروری ہے۔بعض اسلاف نے کہا ہے: کتنے ہی معاملات آج لوگوں میں مشہور ہیں، لیکن اسلاف کے ہاں وہ منکر تھے، کتنے ہی امور آج محبوب ہیں، حالانکہ اسلاف کے نزدیک قابل نفرت تھے اور کتنے ہی معاملات آج تقربِ الٰہی کا ذریعہ سمجھے جاتے ہیں، جبکہ اسلاف کے ہاں وہ اللہ سے دُوری کا سبب تھے۔ ہر بدعت خوبصورت اورخوش نما ہوتی ہے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

(البِدَع والنَّهيُ عنها، ص 89، تحت الحديث : 107)

تین فضیلت والے زمانوں کے لوگ، یعنی صحابہ کرام، تابعین عظام اور تبع تابعین معیار حق ہیں۔ ان کے فہم و منہج کے مطابق قرآن و حدیث کی پیروی ضروری ہے۔ تبرک ایسے اہم مسئلہ پر بھی ہم فہم سلف کی روشنی میں گفتگو کرتے ہیں۔

تبرک کی تعریف:

❀ علامہ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ (۱۴۲۱ھ) فرماتے ہیں:

تَبرُّكٌ تَفَعُّلٌ مِّنَ الْبَرَكَةِ، وَالْبَرَكَةُ هِيَ كَثْرَةُ الْخَيْرِ وَثُبُوتُهٗ، وَهِيَ مَأْخُوذَةٌ مِّنَ الْبِرْكَةِ بِالْكَسْرِ، وَالْبِرْكَةُ مَجْمَعُ الْمَاءِ، وَمَجْمَعُ الْمَاءِ يَتَمَيَّزُ عَنْ مَّجْرَى الْمَاءِ بِأَمْرَيْنِ؛ الْكَثْرَةِ وَالثُّبُوتِ، وَالتَّبَرُّكُ طَلَبُ الْبَرَكَةِ، وَطَلَبُ الْبَرَكَةِ لَا يَخْلُو مِنْ أَمْرَيْنِ؛ الْأَوَّلُ أَنْ يَّكُونَ التَّبَرُّكُ بِأَمْرٍ شَرْعِيٍّ مَّعْلُومٍ، مِّثْلِ الْقُرْآنِ، قَالَ تَعَالٰى : ﴿كِتَابٌ اَنْزَلْنَاهُ اِلَيْكَ مُبَارَكٌ﴾(ص : ٢٩)، فَمِنْ بَرَكَتِهٖ أَنَّ مَنْ أَخَذَ بِهٖ حَصَلَ لَهُ الْفَتْحُ، فَأَنْقَذَ اللّٰهُ بِذٰلِكَ أُمَمًا كَثِيرَةً مِّنَ الشِّرْكِ، وَمِنْ بَرَكَتِهٖ أَنَّ الْحَرْفَ الْوَاحِدَ بِعَشْرِ حَسَنَاتٍ، وَهٰذَا يُوَفِّرُ لِلْإِنْسَانِ الْوَقْتَ وَالْجُهْدَ ...... إِلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ مِنْ بَرَكَاتِهِ الْكَثِيرَةِ، وَالثَّانِي أَنْ يَّكُونَ بِأَمْرٍ حِسِّيٍّ مَّعْلُومٍ، مِثْلِ التَّعْلِيمِ، وَالدُّعَاءِ، وَنَحْوِهٖ، فَهٰذَا الرَّجُلُ يَتَبَرَّكُ بِعِلْمِهٖ وَدَعْوَتِهٖ إِلَى الْخَيْرِ، فَيَكُونُ هٰذَا بَرَكَةً لِّأَنَّنَا نِلْنَا مِنْهُ خَيْرًا كَثِيرًا، وَقَالَ أُسَيْدُ ابْنُ حُضَيْرٍ : مَا هٰذِهٖ بِأَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا آلَ أَبِي بَكْرٍ، فَإِنَّ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهَ يَجْرِي عَلٰى بَعْضِ النَّاسِ مِنْ أُمُورِ الْخَيْرِ مَا لَا يَجْرِيهِ عَلٰى يَدِ الْآخَرِ، وَهُنَاكَ بَرَكَاتٌ مَّوْهُومَةٌ بَاطِلَةٌ مِّثْلُ مَا يَزْعُمُهُ الدَّجَّالُونَ أَنَّ فُلَانًا ـ الْمَيِّتَ الَّذِي يَزْعُمُونَ أَنَّهٗ وَلِيٌّ ـ أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ بَرَكَتِهٖ، وَمَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ، فَهٰذِهٖ بَرَكَةٌ بَاطِلَةٌ، لَا أَثَرَ لَهَا، وَقَدْ يَكُونُ لِلشَّيْطَانِ أَثَرٌ فِي هٰذَا الْأَمْرِ، لٰكِنَّهَا لَا تَعْدُو أَنْ تَكُونَ آثَارًا حِسِّيَّةً، بِحَيْثُ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَخْدِمُ هٰذَا الشَّيْخَ، فَيَكُونُ فِي ذٰلِكَ فِتْنَةً، أَمَّا كَيْفِيَّةُ مَعْرِفَةِ هَلْ هٰذِهٖ مِنَ الْبَرَكَاتِ الْبَاطِلَةِ أَوِ الصَّحِيحَةِ؛ فَيُعْرَفُ ذٰلِكَ بِحَالِ الشَّخْصِ، فَإِنْ كَانَ مِنْ أَوْلِيَاءِ اللّٰهِ الْمُتَّقِينَ الْمُتَّبِعِينَ لِلسُّنَّةِ الْمُبْتَعِدِينَ عَنِ الْبِدْعَةِ، فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ يَجْعَلُ عَلٰى يَدَيْهِ مِنَ الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ مَا لَا يَحْصُلُ لِغَيْرِهٖ، وَمِنْ ذٰلِكَ مَا جَعَلَ اللّٰهُ عَلٰى يَدِ شَيْخِ الْإِسْلَامِ ابْنِ تَيْمِيَّةِ مِنَ الْبَرَكَةِ الَّتِي انْتَفَعَ بِهَا النَّاسُ فِي حَيَاتِهٖ وَبَعْدَ مَوْتِهٖ، أَمَّا إِنْ كَانَ مُخَالِفًا لِّلْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ، أَوْ يَدْعُو إِلٰى بَاطِلٍ، فَإِنَّ بَرَكَتَهٗ مَوْهُومَةٌ، وَقَدْ تَضَعُهَا الشَّيَاطِينُ لَهٗ مُسَاعَدَةً عَلٰى بَاطِلِهٖ، وَذٰلِكَ مِثْلُ مَا يَحْصُلُ لِبَعْضِهِمْ أَنَّهٗ يَقِفُ مَعَ النَّاسِ فِي عَرَفَةَ ثُمَّ يَأْتِي إِلٰى بَلَدِهٖ، وَيُضَحِّي مَعَ أَهْلِ بَلَدِهٖ.

’’تبرک، برکۃ مادہ سے بابِ تفعّل کا مصدر ہے۔ بھلائی کی کثرت اور اس کے دوام کو برکت کہتے ہیں۔ لفظِ برکت، برکۃ سے ماخوذ ہے۔ جو پانی کے تالاب

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کو کہا جاتا ہے۔ تالاب کا بہتے ہوئے پانی سے دو طرح کا فرق ہوتا ہے؛ ایک زیادہ ہونے سے اور دوسرے ٹھہرنے سے۔ تبرک برکت طلب کرنے کا نام ہے۔ برکت کو طلب کرنا دو طرح سے ہو سکتا ہے؛ ایک تو کسی شرعی معلوم امر سے، جیسے قرآنِ کریم سے برکت حاصل کرنا، جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ﴾ ''جو کتاب ہم نے آپ کی طرف نازل کی ہے، مبارک ہے۔'' یہ اس کتاب کی برکت ہے کہ جو اسے اپنا لیتا ہے، اسے فتح حاصل ہوتی ہے۔ اس کتاب کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے بہت سے لوگوں کو شرک سے بچایا۔ یہ بھی قرآنِ کریم کی برکت ہے کہ ایک حرف کے بدلے میں دس نیکیاں ملتی ہیں۔ اس سے انسان کے وقت اور محنت دونوں کی بچت ہوتی ہے۔ یوں قرآنِ مجید کی اور بھی بہت سی برکات ہیں۔ برکت کی دوسری صورت یہ ہوتی ہے کہ کسی حسی معلوم چیز سے برکت حاصل کی جائے، جیسے تعلیم، دعا وغیرہ سے۔ کوئی شخص اپنے علم اور نیکی کی طرف دعوت کی وجہ سے متبرک ہے، تو اس سے برکت حاصل ہو گی، کیونکہ ہم اس سے بہت زیادہ بھلائی حاصل کر سکیں گے۔ (مثلاً جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہار گم ہونے پر تیمّم کا حکم نازل ہوا، تو) سیدنا اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے اسی بنا پر کہا تھا: ابوبکر کی آل! یہ کوئی تمہاری پہلی برکت نہیں۔ اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کے ہاتھ پر ان امورِ خیر کو جاری کر دیتا ہے، جو دوسروں کے ہاتھ پر جاری نہیں ہوتے۔ لیکن بہت سی باطل اور وہم و گمان پر مبنی برکات ہیں، جیسے دجال قسم کے لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ فلاں مردہ، جسے وہ ولی سمجھ رہے ہوتے ہیں، نے تم پر یہ برکت نازل کی ہے، وغیرہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ باطل برکت ہے، جس کا کوئی اثر نہیں ہوتا اور بسا اوقات تو شیطان اس معاملہ میں تعاون کرتا ہے، لیکن یہ معاملات حسی آثار سے زیادہ کچھ نہیں ہوتے۔ شیطان اس بزرگ کا نام استعمال کرتا ہے اور وہ اس سلسلہ میں فتنہ بن جاتا ہے۔ رہی یہ بات کہ باطل اور صحیح برکات میں فرق کیسے کیا جائے، تو اس کی پہچان اس شخص کی حالت دیکھ کر ہو گی۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ کے متقین اولیا، سنتِ رسول کے متبعین اور بدعت سے دُور رہنے والے افراد میں سے ہو، تو اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں میں ایسی خیر و برکت رکھ دیتا ہے، جو دوسروں سے حاصل نہیں ہوتی۔ اس کی مثال وہ برکت ہے، جو اللہ تعالیٰ نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے ہاتھ پر رکھی تھی، جس سے ان کی زندگی اور بعد از وفات لوگ فیض یاب ہو رہے ہیں۔ اگر وہ شخص کتاب وسنت کا مخالف ہو یا باطل کی طرف دعوت دیتا ہو، تو اس کی برکت ایک وہمی امر ہے اور بسا اوقات شیاطین اس کے باطل فعل پر معاونت کے لیے کسی امر کو رونما کرتے ہیں۔ اس کی مثال یہ ہے کہ بعض لوگ دوسروں کے ساتھ عرفہ میں وقوف کرتے بھی پائے گئے، پھر وہ اپنے علاقے میں آ کر اہل علاقہ کے ساتھ قربانی کرتے بھی پائے گئے۔''

(القول المُفید علی کتاب التّوحید : 1/194-195)

❁ شیخ صالح بن عبدالعزیز بن محمد بن ابراہیم آل الشیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

قَالَ سُبْحَانَهٗ : ﴿وَبَارَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلٰى إِسْحَاقَ﴾(الصّافات : ١١٣) وَقَالَ : ﴿وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا﴾(مریم : ٣١)، فَالَّذِي يُبَارِكُ؛ هُوَ اللّٰهُ جَلَّ وَعَلَا، فَلَا يَجُوزُ لِلْمَخْلُوقِ أَنْ يَّقُولَ : بَارَكْتُ عَلَى الشَّيْءِ، أَوْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أُبَارِكُ فِعْلَكُمْ، لِأَنَّ الْبَرَكَةَ وَكَثْرَةَ الْخَيْرِ وَلُزُومَهُ وَثَبَاتَهُ؛ إِنَّمَا ذٰلِكَ مِنَ الَّذِي بِيَدِهِ الْأَمْرُ؛ وَهُوَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ، وَقَدْ دَلَّتِ النُّصُوصُ فِي الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ عَلٰى أَنَّ الْأَشْيَاءَ الَّتِي أَحَلَّ اللّٰهُ جَلَّ وَعَلَا الْبَرَكَةَ فِيهَا؛ قَدْ تَكُونُ أَمْكِنَةً أَوْ أَزْمِنَةً، وَقَدْ تَكُونُ مَخْلُوقَاتٍ آدَمِيَّةً.

فَهٰذَانِ قِسْمَانِ؛ اَلْقِسْمُ الْأَوَّلُ: أَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى بَارَكَ بَعْضَ الْأَمَاكِنِ كَبَيْتِ اللّٰهِ الْحَرَامِ، وَحَوْلَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ، كَمَا قَالَ سُبْحَانَهُ: ﴿الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ﴾(بني إسرائيل: ١)، وَمَعْنٰى كَوْنِ الْأَرْضِ مُبَارَكَةً أَنْ يَّكُونَ فِيهَا الْخَيْرُ الْكَثِيرُ اللَّازِمُ، يَعْنِي أَبَدًا، أَنْ يُّتَمَسَّحَ بِأَرْضِهَا، أَوْ أَنْ يُّتَمَسَّحَ بِحِيطَانِهَا، لِأَنَّ بَرَكَتَهَا لَازِمَةٌ لَّا تَنْتَقِلُ بِالذَّاتِ، يَعْنِي أَنَّكَ إِذَا لَامَسْتَ الْأَرْضَ، أَوْ دُفِنْتَ فِيهَا، أَوْ تَبَرَّكْتَ بِهَا، فَإِنَّ بَرَكَتَهَا لَا تَنْتَقِلُ إِلَيْكَ بِالذَّاتِ، وَإِنَّمَا بَرَكَتُهَا مِنْ جِهَةِ الْمَعْنٰى فَقَطْ، كَذٰلِكَ بَيْتُ اللّٰهِ الْحَرَامُ هُوَ مُبَارَكٌ لَّا مِنْ جِهَةِ ذَاتِهٖ، يَعْنِي لَيْسَ كَمَا يَعْتَقِدُ الْبَعْضُ أَنَّ مَنْ تَمَسَّحَ بِهِ انْتَقَلَتْ إِلَيْهِ الْبَرَكَةُ، وَإِنَّمَا هُوَ مُبَارَكٌ مِّنْ جِهَةِ الْمَعْنٰى، يَعْنِي اجْتَمَعَتْ فِيهِ الْبَرَكَةُ الَّتِي جَعَلَهَا اللّٰهُ فِي هٰذِهِ الْبِنْيَةِ؛ مِنْ جِهَةِ تَعَلُّقِ الْقُلُوبِ بِهَا، وَكَثْرَةِ الْخَيْرِ الَّذِي يَكُونُ لِمَنْ أَرَادَهَا وَأَتَاهَا وَطَافَ بِهَا، وَتَعَبَّدَ عِنْدَهَا، وَكَذٰلِكَ الْحَجَرُ الْأَسْوَدُ؛ هُوَ حَجَرٌ مُّبَارَكٌ، وَلٰكِنْ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بَرَكَتُهُ لِأَجْلِ الْعِبَادَةِ، يَعْنِي أَنَّ مَنِ اسْتَلَمَهُ تَعَبُّدًا مُّطِيعًا لِّلنَّبِي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي اسْتِلَامِهٖ لَهٗ، وَفِي تَقْبِيلِهٖ، فَإِنَّهٗ يَنَالُهٗ بِهٖ بَرَكَةَ الِاتِّبَاعِ، وَقَدْ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَمَّا قَبَّلَ الْحَجَرَ: إِنِي لَأَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ لَّا تَنْفَعُ وَلَا تَضُرُّ، فَقَوْلُهٗ: لَا تَنْفَعُ وَلَا تَضُرُّ، يَعْنِي لَا يَجْلِبُ لِمَنْ قَبَّلَهٗ شَيْئًا مِّنَ النَّفْعِ، وَلَا يَدْفَعُ عَنْ أَحَدٍ شَيْئًا مِّنَ الضُّرِّ، وَإِنَّمَا الْحَامِلُ عَلَى التَّقْبِيلِ مُجَرَّدُ الِاتِّسَاءُ، تَعَبُّدًا لِّلّٰهِ، وَلِذٰلِكَ قَالَ: وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُكَ؛ مَا قَبَّلْتُكَ، فَهٰذَا مَعْنَى الْبَرَكَةِ الَّتِي جُعِلَتْ فِي الْأَمْكِنَةِ، وَأَمَّا مَعْنٰى كَوْنِ الزَّمَانِ مُبَارَكًا؛ مِثْلَ شَهْرِ رَمَضَانَ، أَوْ بَعْضِ أَيَّامِ اللّٰهِ الْفَاضِلَةِ، فَيَعْنِي أَنَّ مَنْ تَعَبَّدَ فِيهَا، وَرَامَ الْخَيْرَ فِيهَا، فَإِنَّهٗ يَنَالُ مِنْ كَثْرَةِ الثَّوَابِ مَا لَا يَنَالُهٗ فِي غَيْرِهَا مِنَ الْأَزْمِنَةِ.

وَالْقِسْمُ الثَّانِي: الْبَرَكَةُ الْمُنَوَّطَةُ بِبَنِي آدَمَ، وَهِيَ الْبَرَكَةُ الَّتِي جَعَلَهَا اللّٰهُ جَلَّ وَعَلَا فِي الْمُؤْمِنِينَ مِنَ النَّاسِ، وَعَلٰى رَأْسِهِمْ سَادَةُ الْمُؤْمِنِينَ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ وَالرُّسُلِ، فَهٰؤُلَاءِ بَرَكَتُهُمْ بَرَكَةٌ ذَاتِيَةٌ، يَعْنِي أَنَّ أَجْسَامَهُمْ مُّبَارَكَةٌ، فَاللّٰهُ جَلَّ وَعَلَا هُوَ الَّذِي جَعَلَ جَسَدَ آدَمَ مُبَارَكًا، وَجَعَلَ جَسَدَ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مُبَارَكًا، وَجَعَلَ جَسَدَ نُوحٍ مُّبَارَكًا، وَهٰكَذَا جَسَدَ عِيسٰى وَمُوسٰى، عَلَيْهِمْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جَمِيعًا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ جَعَلَ أَجْسَادَهُمْ جَمِيعًا مُّبَارَكَةً، بِمَعْنٰى أَنَّهٗ لَوْ تَبَرَّكَ أَحَدٌ مِّنْ أَقْوَامِهِمْ بِأَجْسَادِهِمْ، إِمَّا بِالتَّمَسُّحِ بِهَا، أَوْ بِأَخْذِ عَرَقِهَا، أَوِ التَبَرُّكِ بِبَعْضِ أَشْعَارِهِمْ، فَهٰذَا جَائِزٌ، لِأَنَّ اللّٰهَ جَعَلَ أَجْسَادَهُمْ مُّبَارَكَةً بَرَكَةً مُّتَعَدِّيَةً، وَهٰكَذَا نَبِيُّنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَسَدُهٗ أَيْضًا جَسَدٌ مُّبَارَكٌ؛ وَلِهٰذَا وَرَدَ فِي السُّنَّةِ أَنَّ الصَّحَابَةَ كَانُوا يَتَبَرَّكُونَ بَعَرَقِهٖ، وَيَتَبَرَّكُونَ بِشَعْرِهٖ، وَإِذَا تَوَضَّأَ اقْتَتَلُوا عَلٰى وَضُوئِهٖ، إِلٰى آخِرِ مَا وَرَدَ فِي ذٰلِكَ، ذٰلك أَنَّ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ فِيهَا بَرَكَةٌ ذَاتِيَةٌ يَّنْتَقِلُ أَثَرُهَا إِلٰى غَيْرِهِمْ، وَهٰذَا مَخْصُوصٌ بِالْأَنْبِيَاءِ وَالرُّسُلِ، أَمَّا غَيْرُهُمْ؛ فَلَمْ يَرِدْ دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّ مِنْ أَصْحَابِ الْأَنْبِيَاءِ وَالرُّسُلِ مَنْ بَرَكَتُهُمْ بَرَكَةٌ ذَاتِيَةٌ، حَتّٰى أَفْضَلُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَبُو بَكْرٍ وَّعُمَرُ، فَقَدْ جَاءَ بِالتَّوَاتُرِ الْقَطْعِيِّ أَنَّ الصَّحَابَةَ وَالتَّابِعِينَ وَالْمُخَضْرَمِينَ لَمْ يَكُونُوا يَتَبَرَّكُونَ بِأَبِي بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيٍّ، كَمَا كَانُوا يَتَبَرَّكُونَ بِشَعْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَوْ بِوَضُوئِهٖ، أَوْ بِنُخَامَتِهٖ، أَوْ بِعَرَقِهٖ، أَوْ بِمَلَابِسِهٖ، وَنَحْوِ ذٰلِكَ، فَعَلِمْنَا بِهٰذَا التَّوَاتُرِ الْقَطْعِيِّ أَنَّ بَرَكَةَ أَبِي بَكْرٍ وَّعُمَرَ إِنَّمَا هِيَ بَرَكَةُ عَمَلٍ، لَيْسَتْ بَرَكَةَ ذَاتٍ تَنْتَقِلُ، كَمَا هِيَ بَرَكَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلِهٰذَا جَاءَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فِي الْحَدِيثِ الَّذِي رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي صَحِيحِهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ مِنَ الشَّجَرِ لَمَا بَرَكَتُهُ كَبَرَكَةِ الْمُسْلِمِ، فَدَلَّ هٰذَا عَلٰى أَنَّ فِي كُلِّ مُسْلِمٍ بَرَكَةٌ، وَفِي الْبُخَارِيِّ أَيْضًا قَوْلُ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ: مَا هٰذِهِ بِأَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا آلَ أَبِي بَكْرٍ، فَهٰذِهِ الْبَرَكَةُ الَّتِي أُضِيفَتْ لِكُلِّ مُسْلِمٍ، وَأُضِيفَتْ لِآلِ أَبِي بَكْرٍ، هِيَ بَرَكَةُ عَمَلٍ، هٰذِهِ الْبَرَكَةُ رَاجِعَةٌ إِلَى الْإِيمَانِ، وَإِلَى الْعِلْمِ، وَالدَّعْوَةِ، وَالْعَمَلِ، فَكُلُّ مُسْلِمٍ فِيهِ بَرَكَةٌ، وَهٰذِهِ الْبَرَكَةُ لَيْسَتْ بَرَكَةَ ذَاتٍ، وَإِنَّمَا هِيَ بَرَكَةُ عَمَلٍ، وَبَرَكَةُ مَا مَعَهُ مِنَ الْإِسْلَامِ وَالْإِيمَانِ، وَمَا فِي قَلْبِهِ مِنَ الْإِيقَانِ، وَالتَّعْظِيمِ لِلّٰهِ جَلَّ وَعَلَا، وَالْإِجْلَالِ لَهُ، وَالِاتِّبَاعِ لِرَسُولِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَهٰذِهِ الْبَرَكَةُ الَّتِي فِي الْعِلْمِ، أَوِ الْعَمَلِ، أَوِ الصَّلَاحِ، لَا تَنْتَقِلُ مِنْ شَخْصٍ إِلٰى آخَرَ، وَعَلَيْهِ فَيَكُونُ مَعْنَى التَّبَرُّكِ بِأَهْلِ الصَّلَاحِ؛ هُوَ الِاقْتِدَاءُ بِهِمْ فِي صَلَاحِهِمْ، وَالتَّبَرُّكُ بِأَهْلِ الْعِلْمِ؛ هُوَ الْأَخْذُ مِنْ عِلْمِهِمْ وَالِاسْتِفَادَةُ مِنْهُ وَهٰكَذَا، وَلَا يَجُوزُ أَنْ يُتَبَرَّكَ بِهِمْ بِمَعْنٰى أَنْ يُتَمَسَّحَ بِهِمْ، أَوْ يُتَبَرَّكُ بِرِيقِهِمْ، لِأَنَّ أَفْضَلَ الْخَلْقِ مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ، وَهُمُ الصَّحَابَةُ، لَمْ يَفْعَلُوا ذٰلِكَ مَعَ خَيْرِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيٍّ، وَهٰذَا أَمْرٌ مَقْطُوعٌ بِهِ،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَمَعْنٰى تبَرُّكِ الْمُشْرِكِينَ أَنَّهُمْ كَانُوا يَرْجُونَ كَثْرَةَ الْخَيْرِ، وَدَوَامَ الْخَيْرِ، وَلُزُومَ الْخَيْرِ، وَثُبَاتَ الْخَيْرِ بِالتَّوَجُّهِ إِلَى الْآلِهَةِ، وَهٰذِهِ الْآلِهَةُ يَكُونُ مِنْهَا الصَّنَمُ الَّذِي مِنَ الْحِجَارَةِ، وَالْقَبْرِ مِنَ التُّرَابِ، وَيَكُونُ مِنْهَا الْوَثَنُ وَالشَّجَرُ، وَيَكُونُ مِنْهَا الْبِقَاعُ الْمُخْتَلِفَةُ، كَالْغَارِ أَوْ عَيْنِ مَاءٍ، أَوْ نَحْوِ ذٰلِكَ، فَهٰذِهِ التَّبَرُّكَاتُ الْمُخْتَلِفَةُ جَمِيعُهَا تَبَرُّكَاتٌ شِرْكِيَّةٌ .

’’اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:﴿وَبَارَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلٰى إِسْحَاقَ﴾(الصّافات : ۱۱۳) ’’ہم نے ابراہیم اور اسحاق پر برکت نازل کی۔‘‘نیز فرمایا:﴿وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا﴾ (مریم : ۳۱) ’’مجھے[عیسیٰ علیہ السلام کو) مبارک بنایا۔‘‘یعنی برکت دینے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔کسی مخلوق کے لیے یہ کہنا جائز نہیں کہ میں نے فلاں چیز کو برکت دی ہے یا میں تمہارے کام کو مبارک کروں گا،کیونکہ برکت،کثرتِ خیر اورلزوم و ثباتِ خیر اسی ذات کے پاس ہے۔جس کے ہاتھ میں سب معاملات ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔کتاب وسنت کی نصوص یہ بتاتی ہیں کہ جن چیزوں میں اللہ تعالیٰ نے برکت رکھی ہے،وہ جگہوں کی صورت میں بھی ہیں،وقت کی صورت میں بھی ہیں اور انسانوں کی صورت میں بھی۔اس کی دو قسمیں ہیں؛ پہلی تو یہ کہ اللہ تعالیٰ نے بعض جگہوں کو برکت دی ہے،جیسے بیت اللہ الحرام کو اور بیت المقدس کے ماحول کو،جیسے فرمایا : ﴿الَّذِيْ بَارَكْنَا حَوْلَهٗ﴾ (بني إسرائيل : ۱)’’جس کے اردگرد کو ہم نے برکت دی۔‘‘ تو جگہ کے مبارک ہونے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سے مراد یہ ہوتی ہے کہ اس میں خیر کثیر ہوتی ہے، جو اس میں لازم، یعنی ہمیشہ کے لیے ہوتی ہے۔اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ (برکت کی نیت سے) اس جگہ کی زمین کو چھوا جائے یا اس کی دیواروں کو مس کیا جائے، کیونکہ اس کی برکت اس جگہ کے ساتھ لازم ہوتی ہے، بالذات منتقل نہیں ہوتی۔اگر آپ اس جگہ کو ہاتھ لگائیں یا اس میں دفن ہو جائیں یا اس سے تبرک حاصل کرنے کی کوشش کریں، تو اس کی برکت آپ کی طرف بالذات منتقل نہیں ہو گی۔اس کی برکت تو صرف معنوی ہوتی ہے۔یوں بیت اللہ الحرام مبارک ہے، لیکن معنوی طور پر بالذات نہیں۔بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ جو بیت اللہ کو چھوئے گا، اس کی برکت اس پر منتقل ہو جائے گی، یہ خیال درست نہیں، کیونکہ بیت اللہ معنوی طور پر مبارک ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ اس عمارت میں اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی کئی برکتیں جمع ہیں، مثلاً دل اس کے ساتھ اٹک جاتے ہیں، جو اس میں آنے کا ارادہ کرتا ہے، آتا ہے اور طواف کرتا ہے اور اس کے پاس عبادت کرتا ہے، اس کو خیر کثیر حاصل ہوتی ہے۔اسی طرح حجر اسود مبارک پتھر ہے، لیکن اس کی برکت صرف عبادت کے لیے ہے، یعنی جو اس کو عبادت کے لیے اور نبی کریم ﷺ کی پیروی میں چومتا ہے اور اس کا استلام کرتا ہے، اسے اس بنا پر اتباع کی برکت حاصل ہو گی۔یہی وجہ ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جب حجر اسود کو چوما تو فرمایا: پتھر ہے، نہ نفع دے سکتا ہے نہ نقصان۔سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان یہ بتاتا ہے کہ جو شخص حجر اسود کو چومتا ہے، حجر اسود نہ اسے نفع کی کوئی صورت دے سکتا ہے نہ اس سے کسی نقصان والی چیز کو دُور کر سکتا ہے۔ اسے چومنے کا باعث

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صرف اللہ کی عبادت کے لیے نبی کریم ﷺ کی پیروی ہے۔اسی لیے پھر انہوں نے فرمایا: اگر میں رسولِ اکرم ﷺ کو تجھے چومتے ہوئے نہ دیکھتا،تو میں بھی تجھے نہ چومتا۔جگہوں میں برکت ہونے کا یہی معنیٰ ہے۔اور کسی وقت،مثلاً ماہِ رمضان یا دیگر فضیلت والے ایام کے مبارک ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص ان دنوں میں عبادت کرے گا اور خیر کا ارادہ کرے گا، وہ باقی اوقات کے مقابلے میں زیادہ ثواب حاصل کرے گا۔

دوسری قسم وہ ہے، جو انسانوں میں ودیعت کی ہے،یہ وہ برکت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مؤمن لوگوں میں رکھ دیا ہے۔ان لوگوں میں سرفہرست مؤمنوں کے سردار انبیا ورسل ہیں۔انبیائے کرام کی برکت ذاتی ہوتی ہے، یعنی ان کے اجسام برکت والے ہوتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے سیدنا آدم علیہ السلام کے جسم کو مبارک بنایا، سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے جسم کو مبارک بنایا، سیدنا نوح علیہ السلام کے جسم کو مبارک بنایا، اسی طرح سیدنا عیسیٰ و سیدنا موسیٰ علیہما السلام کے اجسام کو مبارک بنایا۔اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ان کے کسی امتی نے ان کے اجسام کو چھو کر یا ان کا پسینہ لے کر یا ان کے بالوں سے برکت حاصل کی،تو یہ جائز تھا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اجسام کو ایسی برکت نصیب فرمائی تھی،جو آگے منتقل بھی ہوتی تھی۔اسی طرح ہمارے نبی محمد بن عبد اللہ ﷺ کا جسم بھی مبارک تھا۔اسی لیے احادیث میں وارد ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ کے پسینے اور بالوں سے تبرک لیتے تھے۔ جب آپ ﷺ وضو فرماتے،تو وہ آپ کے وضو کا پانی حاصل کرنے میں باہم مقابلہ کرتے تھے۔اسی طرح آپ ﷺ کے دیگر تبرکات کا معاملہ تھا۔اس کی وجہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ تھی کہ انبیاءِ کرام کے اجسام میں برکت ذاتی تھی جس کا اثر دوسروں تک منتقل بھی ہوتا تھا۔لیکن یہ معاملہ ابنیا ورسل کے ساتھ خاص ہے۔ان کے علاوہ انبیاءِ کرام کے صحابہ میں سے کسی صحابی کے بارے میں بھی یہ وارد نہیں کہ ان کی برکت ذاتی ہو۔ یہاں تک کہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی سب سے بزرگ ہستیاں سیدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما ہیں،ان کے بارے میں بھی تواترِ قطعی سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ صحابہ کرام،تابعین اور مخضرمین (جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کا زمانہ پایا، لیکن زیارت نہ کر سکے) سیدنا ابوبکر وعمراور عثمان وعلی رضی اللہ عنہم سے تبرک نہیں لیتے تھے،جبکہ نبی کریم ﷺ کے بالوں،وضو کے پانی، تھوک، پسینے، لباس وغیرہ سے تبرک لیا جاتا تھا۔اس تواترِ قطعی سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی برکت، عمل والی برکت تھی۔ یہ ذاتی برکت نہیں تھی، جو نبی کریم ﷺ کی برکت کی طرح دوسروں کو منتقل ہوتی ہو۔اسی لیے صحیح بخاری کی ایک حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک درخت کی برکت ایسی ہے جیسے مسلمان کی برکت ہوتی ہے۔ یہ حدیث بتاتی ہے کہ ہر مسلمان میں برکت ہوتی ہے۔صحیح بخاری ہی میں سیدنا اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کا یہ قول موجود ہے :(انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہار گم ہونے کی وجہ سے آیتِ تیمّم کے نزول پر فرمایا:) آلِ ابوبکر! یہ کوئی تمہاری پہلی برکت نہیں۔ یہ وہی برکت ہے، جسے ہر مسلمان کی طرف منسوب کیا گیا ہے اور آلِ ابوبکر کی طرف بھی منسوب کیا گیا ہے۔ یہ عمل والی برکت ہے اور یہی برکت ایمان، علم، دعوت اور عمل کی طرف لے کر جاتی ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان میں برکت موجود ہوتی ہے،لیکن یہ برکت ذاتی نہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوتی، بلکہ عمل کی اور مسلمان میں موجود اسلام و ایمان اور اس کے دل میں موجود یقین، اللہ تعالیٰ کی تعظیم،اس کے جلال اور اتباعِ رسول کی برکت ہوتی ہے۔ یہی برکت ہے جو علم،عمل اور نیکی میں ہوتی ہے، یہ ایک شخص سے دوسرے میں منتقل نہیں ہوتی۔اسی بنا پر نیک لوگوں سے تبرک کا معنیٰ یہ ہے کہ نیکی میں ان کی اقتدا کی جائے،اہل علم سے تبرک کا معنی یہ ہوگا کہ ان سے علم حاصل کیا جائے اور استفادہ کیا جائے۔ان سے اس طرح تبرک لینا جائز نہیں کہ ان کو چھوا جائے یا ان کے لعاب سے برکت حاصل کرنے کی کوشش کی جائے، کیونکہ اس امت کی سب سے بزرگ ہستیاں صحابہ کرام ہیں، انہوں نے اس امت کی بزرگ ترین ہستیوں ابو بکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم سے ایسا تبرک حاصل نہیں کیا اور یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے۔مشرکین کے تبرک کی یہی صورت تھی کہ وہ اپنے معبودوں کی طرف توجہ کر کے کثرتِ خیر، دوامِ خیر اور لزوم و ثباتِ خیر کی امید کرتے تھے۔ان کے معبودوں میں پتھر کے بت، مٹی کی قبریں،آستانے، درخت، مختلف جگہیں، جیسے غاریں،چشمے وغیرہ شامل تھے۔ یہ سارے تبرکات شرکیہ ہیں۔“

(التّمهيد لشرح كتاب التّوحيد، ص 124-127)

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں :

أَمَّا قَوْلُ الْقَائِلِ : نَحْنُ فِي بَرَكَةِ فُلَانٍ، أَوْ مِنْ وَّقْتِ حُلُولِهِ عِنْدَنَا حَلَّتِ الْبَرَكَةُ، فَهٰذَا الْكَلَامُ صَحِيحٌ بِاعْتِبَارٍ بَاطِلٌ بِاعْتِبَارٍ، فَأَمَّا الصَّحِيحُ : فَأَنْ يُّرَادَ بِهٖ أَنَّهٗ هَدَانَا وَعَلَّمَنَا وَأَمَرَنَا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَانَا عَنِ الْمُنْكَرِ، فَبِبَرَكَةِ اتِّبَاعِهٖ وَطَاعَتِهٖ؛ حَصَلَ لَنَا مِنَ الْخَيْرِ مَا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حَصَلَ، فَهٰذَا كَلَامٌ صَحِيحٌ، كَمَا كَانَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ لَمَّا قَدِمَ عَلَيْهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَرَكَتِهٖ لَمَّا آمَنُوا بِهٖ وَأَطَاعُوهُ، فَبِبَرَكَةِ ذٰلِكَ حَصَلَ لَهُمْ سَعَادَةُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، بَلْ كُلُّ مُؤْمِنٍ آمَنَ بِالرَّسُولِ وَأَطَاعَهٗ حَصَلَ لَهٗ مِنْ بَرَكَةِ الرَّسُولِ بِسَبَبِ إِيمَانِهٖ وَطَاعَتِهٖ مِنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ مَا لَا يَعْلَمُهٗ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَيْضًا إِذَا أُرِيدَ بِذٰلِكَ أَنَّهٗ بِبَرَكَةِ دُعَائِهٖ وَصَلَاحِهٖ دَفَعَ اللّٰهُ الشَّرَّ وَحَصَلَ لَنَا رِزْقٌ وَّنَصْرٌ، فَهٰذَا حَقٌّ، كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «وَهَلْ تُنْصَرُونَ وَتُرْزَقُونَ إِلَّا بِضُعَفَائِكُمْ؛ بِدُعَائِهِمْ وَصَلَاتِهِمْ وَإِخْلَاصِهِمْ»، وَقَدْ يَدْفَعُ الْعَذَابَ عَنِ الْكُفَّارِ وَالْفُجَّارِ لِئَلَّا يُصِيبَ مِنْ بَيْنِهِمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ مِمَّنْ لَّا يَسْتَحِقُّ الْعَذَابَ، وَمِنْهُ قَوْلُهٗ تَعَالٰى: ﴿وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَاءٌ مُّؤْمِنَاتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ أَنْ تَطَئُوْهُمْ فَتُصِيْبَكُمْ مِّنْهُمْ مَّعَرَّةٌ مبِغَيْرِ عِلْمٍ لِّيُدْخِلَ اللّٰهُ فِىْ رَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَاءُ لَوْ تَزَيَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا﴾(الفتح: ٢٥)، فَلَوْلَا الضُّعَفَاءُ الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ كَانُوا بِمَكَّةَ بَيْنَ ظَهْرَانَيِ الْكُفَّارِ؛ عَذَّبَ اللّٰهُ الْكُفَّارَ، وَكَذٰلِكَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَوْلَا مَا فِي الْبُيُوتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالذَّرَارِيِّ؛ لَأَمَرْتُ بِالصَّلَاةِ، فَتُقَامُ، ثُمَّ أَنْطَلِقُ مَعِي بِرِجَالٍ مَّعَهُمْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حُزَمٌ مِّنْ حَطَبٍ إِلٰى قَوْمٍ لَّا يَشْهَدُونَ الصَّلَاةَ مَعَنَا، فَأُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوتَهُمْ»، وَكَذٰلِكَ تَرْكَ رَجْمَ الْحَامِلِ حَتّٰى تَضَعَ جَنِينَهَا، وَقَدْ قَالَ الْمَسِيحُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ﴿وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيْنَ مَا كُنْتُ﴾(مريم : ٣١)، فَبَرَكَاتُ أَوْلِيَاءِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ بِاعْتِبَارِ نَفْعِهِمْ لِلْخَلْقِ بِدُعَائِهِمْ إِلٰى طَاعَةِ اللّٰهِ، وَبِدُعَائِهِمْ لِلْخَلْقِ، وَبِمَا يُنْزِلُ اللّٰهُ مِنَ الرَّحْمَةِ، وَيَدْفَعُ مِنَ الْعَذَابِ بِسَبَبِهِمْ؛ حَقٌّ مَّوْجُودٌ، فَمَنْ أَرَادَ بِالْبَرَكَةِ هٰذَا، وَكَانَ صَادِقًا؛ فَقَوْلُهٗ حَقٌّ، وَأَمَّا الْمَعْنَى الْبَاطِلُ؛ فَمِثْلُ أَنْ يُّرِيدَ الْإِشْرَاكَ بِالْخَلْقِ، مِثْلُ أَنْ يَّكُونَ رَجُلٌ مَّقْبُورٌ بِمَكَانٍ، فَيُظَنُّ أَنَّ اللّٰهَ يَتَوَلَّاهُمْ لِأَجْلِهٖ، وَإِنْ لَّمْ يَقُومُوا بِطَاعَةِ اللّٰهِ وَرَسُولِهٖ، فَهٰذَا جَهْلٌ، فَقَدْ كَانَ الرَّسُولُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدَ وَلَدِ آدَمَ، مَدْفُونٌ بِالْمَدِينَةِ عَامَ الْحَرَّةِ، وَقَدْ أَصَابَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ مِنَ الْقَتْلِ وَالنَّهْبِ وَالْخَوْفِ مَا لَا يَعْلَمُهٗ إِلَّا اللّٰهُ، وَكَانَ ذٰلِكَ لِأَنَّهُمْ بَعْدَ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ أَحْدَثُوا أَعْمَالًا أَوْجَبَتْ ذٰلِكَ، وَكَانَ عَلٰى عَهْدِ الْخُلَفَاءِ يَدْفَعُ اللّٰهُ عَنْهُمْ بِإِيمَانِهِمْ وَتَقْوَاهُمْ، لِأَنَّ الْخُلَفَاءَ الرَّاشِدِينَ كَانُوا يَدْعُونَهُمْ إِلٰى ذٰلِكَ، وَكَانَ بِبَرَكَةِ طَاعَتِهِمْ لِلْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ وَبَرَكَةِ عَمَلِ الْخُلَفَاءِ مَعَهُمْ؛ يَنْصُرُهُمُ اللّٰهُ وَيُؤَيِّدُهُمْ، وَكَذٰلِكَ الْخَلِيلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَدْفُونٌ بِالشَّامِ، وَقَدِ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اسْتَوْلَى النَّصَارٰى عَلٰى تِلْكَ الْبِلَادِ قَرِيبًا مِّنْ مِّائَةِ سَنَةٍ، وَكَانَ أَهْلُهَا فِي شَرٍّ، فَمَنْ ظَنَّ أَنَّ الْمَيِّتَ يَدْفَعُ عَنِ الْحَيِّ مَعَ كَوْنِ الْحَيِّ عَامِلًا بِمَعْصِيَةِ اللّٰهِ؛ فَهُوَ غَالِطٌ، وَكَذٰلِكَ إِذَا ظَنَّ أَنَّ بَرَكَةَ الشَّخْصِ تَعُودُ عَلٰى مَنْ أَشْرَكَ بِهٖ، وَخَرَجَ عَنْ طَاعَةِ اللّٰهِ وَرَسُولِهٖ، مِثْلُ أَنْ يَّظُنَّ أَنَّ بَرَكَةَ السُّجُودِ لِغَيْرِهٖ، وَتَقْبِيلِ الْأَرْضِ عِنْدَهٗ، وَنَحْوِ ذٰلِكَ يُحَصِّلُ لَهُ السَّعَادَةَ، وَإِنْ لَّمْ يَعْمَلْ بِطَاعَةِ اللّٰهِ وَرَسُولِهٖ، وَكَذٰلِكَ إِذَا اعْتَقَدَ أَنَّ ذٰلِكَ الشَّخْصَ يَشْفَعُ لَهٗ وَيُدْخِلُهُ الْجَنَّةَ بِمُجَرَّدِ مَحَبَّتِهٖ وَانْتِسَابِهٖ إِلَيْهِ؛ فَهٰذِهِ الْأُمُورُ وَنَحْوُهَا مِمَّا فِيهِ مُخَالَفَةُ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ، فَهُوَ مِنْ أَحْوَالِ الْمُشْرِكِينَ وَأَهْلِ الْبِدَعِ، بَاطِلٌ لَّا يَجُوزُ اعْتِقَادُهٗ وَلَا اعْتِمَادُهٗ، وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى أَعْلَمُ.

”کسی کا یہ کہنا کہ ہم فلاں کی برکت میں ہیں یا اس کے ہمارے پاس آنے کے وقت سے ہمارے پاس برکت نازل ہونا شروع ہوگئی ہے؛ یہ کلام ایک اعتبار سے درست اور ایک اعتبار سے باطل ہے۔صحیح اس طرح ہے کہ اس سے مراد یہ ہو؛ اس نے ہماری راہنمائی کی،ہمیں دین سکھایا،ہمیں نیکی کا حکم دیا اور برائی سے منع کیا،یوں اس کی پیروی واطاعت کی برکت سے ہمیں یہ بھلائی حاصل ہو گئی ہے۔ یہ کلام درست ہے، جیسا کہ اہل مدینہ کے پاس نبی کریم ﷺ تشریف لائے، جب وہ آپ ﷺ پر ایمان لائے اور آپ کی اطاعت کی، تو اس عمل کی برکت سے انہیں دنیا وآخرت کی سعادت حاصل ہوگئی۔ بلکہ جو شخص

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بھی رسولِ کریم ﷺ پر ایمان لاتا ہے اور آپ کی اطاعت کرتا ہے، اسے ایمان واطاعت کی وجہ سے دنیا و آخرت کی بے انتہا بھلائی کی صورت میں آپ ﷺ کی برکت حاصل ہوگی۔ اسی طرح جب یہ مراد ہو کہ کسی شخص کی دُعا وصلاح کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے شر کو ختم کر دیا اور ہمیں رزق ونصرت حاصل ہوگئی، تو یہ بھی درست ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہاری مدد صرف تمہارے کمزوروں کی دُعا، نماز اور ان کے اخلاص کی وجہ سے کی جاتی ہے۔ کبھی اللہ تعالیٰ کفار وفجار سے عذاب اس لیے ٹال دیتا ہے کہ ان کے درمیان رہنے والے مؤمنین کو یہ عذاب نہ پہنچ جائے، جو اس کے مستحق نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مدعا ہے: ﴿وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَاءٌ مُّؤْمِنَاتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ أَنْ تَطَئُوْهُمْ فَتُصِيْبَكُمْ مِّنْهُمْ مَّعَرَّةٌ ۢبِغَيْرِ عِلْمٍ لِّيُدْخِلَ اللّٰهُ فِي رَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَاءُ لَوْ تَزَيَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيْمًا﴾ (الفتح: ۲۵) ’’اگر ایسے مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں نہ ہوتیں جن کو تم جانتے نہ تھے کہ اگر تم انہیں پامال کر دیتے تو تمہیں ان کی طرف سے بے خبری میں نقصان پہنچ جاتا (تو بھی تمہیں فتح ہوجاتی مگر تاخیر) اس لئے (ہوئی) کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں جسے چاہے داخل کرلے۔ اور اگر دونوں فریق الگ الگ ہوجاتے تو ان میں سے کافروں کو ہم دردناک عذاب سے دوچار کرتے۔‘‘ یعنی اگر مکہ میں کفار کے درمیان کمزور مؤمن موجود نہ ہوتے، تو اللہ تعالیٰ کفار پر عذاب نازل فرماتا۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ارشاد فرمایا: اگر گھروں میں عورتیں اور بچے نہ ہوتے، تو میں حکم دیتا، نماز کی اقامت کہی جاتی، پھر میں اپنے ساتھ ایسے مردوں کو لے کر، جن کے پاس لکڑیوں کے گٹھے ہوتے، ان لوگوں کی طرف چلتا جو ہمارے ساتھ نماز میں حاضر نہیں ہوتے اور میں ان کے گھروں کو جلا دیتا۔ اسی طرح آپ ﷺ (زنا کرنے والی) حاملہ عورت کو اس وقت تک رجم کرنے سے رُک گئے جب تک اس نے بچے کو نہیں جن لیا۔ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ﴿وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيْنَ مَا كُنْتُ﴾ (مريم : ٣١) ''میں جہاں بھی ہوں، اللہ نے مجھے مبارک بنایا ہے۔'' چنانچہ اولیاء اللہ کی برکات اس اعتبار سے ہوتی ہیں کہ وہ مخلوق کو اطاعت الٰہی کی طرف دعوت دیتے ہیں، ان کے لیے دُعا کرتے ہیں اور ان کے سبب اللہ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے اور وہ عذاب سے بچتے ہیں۔ یہ صورت برحق اور موجود ہے۔ جو سچا شخص برکت سے یہ مراد لیتا ہے، اس کی بات برحق ہے۔ رہا برکت کا غلط معنی، تو وہ یہ ہے کہ اس کے ذریعے مخلوق کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرایا جائے، جیسے کوئی بزرگ کسی جگہ دفن ہو اور اس کے بارے میں یہ گمان کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے وہاں کے لوگوں کو دوست رکھتا ہے، اگرچہ وہ اللہ ورسول کی اطاعت بجا نہ بھی لاتے ہوں۔ یہ اعتقاد جہالت پر مبنی ہے۔ رسول اللہ ﷺ اولادِ آدم کے سردار تھے۔ آپ ﷺ مدینہ منورہ میں دفن تھے، لیکن حادثۂ حرہ کی صورت میں اہل مدینہ اس قتل ولوٹ مار اور خوف کا شکار ہوئے، جس کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں۔ یہ سانحہ اس لیے پیش آیا کہ خلفائے راشدین کے بعد اہل مدینہ نے ایسے اعمال ایجاد کر لیے تھے، جن کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بنا پر اس حادثہ کا پیش آنا ضروری ہو گیا تھا۔ خلفائے راشدین کے دور میں اللہ تعالیٰ نے ان کے ایمان وتقویٰ کی وجہ سے اہل مدینہ کو عذاب سے بچایا ہوا تھا، کیونکہ خلفا لوگوں کو ایمان وتقویٰ کی طرف دعوت دیتے تھے۔ خلفا کی اطاعت کی برکت اور خود خلفا کے عمل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کی نصرت وتائید کرتا تھا۔ اسی طرح خلیل اللہ ابراہیم علیہ السلام شام میں مدفون ہیں، اس کے باوجود نصاریٰ ان علاقوں پر تقریباً سو سال تک قابض رہے ہیں۔ اہل شام اس دوران بہت مصیبت میں تھے۔ لہٰذا جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ کوئی مرنے والی ہستی کسی زندہ شخص کو گناہ گار ہونے کے باوجود عذاب سے بچاتی ہے، وہ غلطی پر ہے۔ اسی طرح جب کوئی شخص یہ اعتقاد رکھے کہ کسی ہستی کی برکت اسے حاصل ہوتی ہے، جو اس ہستی کو اللہ کے ساتھ شریک کرتا ہے اور اللہ و رسول کی اطاعت چھوڑ دیتا ہے، مثلاً وہ یہ سمجھ لے کہ غیر اللہ کو سجدہ، غیر اللہ کے پاس زمین کو بوسہ دینا وغیرہ سعادت کا سبب بنتا ہے، اگرچہ وہ اللہ و رسول کی اطاعت نہ بھی کرے، نیز وہ غیر اللہ اس کے لیے سفارش کرے گا اور اپنی محبت اور انتساب کی وجہ سے اسے جنت میں داخل کرائے گا، تو ایسے کتاب وسنت کے مخالف امور مشرکین و اہل بدعت کا پیشہ ہیں۔ یہ باطل امور ہیں، جن پر اعتقاد و اعتماد جائز نہیں، واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔''

(مَجموع الفتاویٰ: 11/113-115)

❀ شیخ الاسلام رحمہ اللہ کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اظہار عقیدت بھی ملاحظہ فرمائیں:

اَلنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجِبُ عَلَيْنَا أَنْ نُّحِبَّهٗ حَتّٰى يَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْنَا مِنْ أَنْفُسِنَا وَآبَائِنَا وَأَبْنَائِنَا وَأَهْلِنَا وَأَمْوَالِنَا، وَنُعَظِّمَهٗ،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَنُوَقِّرَهُ، وَنُطِيعَهُ بَاطِنًا وَّظَاهِرًا، وَنُوَالِيَ مَنْ يُّوَالِيهِ، وَنُعَادِيَ مَنْ يُّعَادِيهِ، وَنَعْلَمَ أَنَّهُ لَا طَرِيقَ إِلَى اللّٰهِ إِلَّا بِمُتَابَعَتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا يَكُونُ وَلِيًّا لِّلّٰهِ، بَلْ وَلَا مُؤْمِنًا وَلَا سَعِيدًا نَّاجِيًا مِنَ الْعَذَابِ؛ إِلَّا مَنْ آمَنَ بِهٖ، وَاتَّبَعَهُ بَاطِنًا وَّظَاهِرًا، وَلَا وَسِيلَةَ يُتَوَسَّلُ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ بِهَا؛ إِلَّا الْإِيمَانُ بِهٖ وَطَاعَتُهُ، وَهُوَ أَفْضَلُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ، وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ، وَالْمَخْصُوصُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِالشَّفَاعَةِ الْعُظْمَى الَّتِي مَيَّزَهُ اللّٰهُ بِهَا عَلٰى سَائِرِ النَّبِيِّينَ، صَاحِبُ الْمَقَامِ الْمَحْمُودِ، وَاللِّوَاءِ الْمَعْقُودِ لِوَاءِ الْحَمْدِ، آدَمُ فَمَنْ دُونَهُ تَحْتَ لِوَائِهٖ، وَهُوَ أَوَّلُ مَنْ يَّسْتَفْتِحُ بَابَ الْجَنَّةِ، فَيَقُولُ الْخَازِنُ: مَنْ أَنْتَ؟ فَيَقُولُ: أَنَا مُحَمَّدٌ، فَيَقُولُ: بِكَ أُمِرْتُ أَنْ لَّا أَفْتَحَ لِأَحَدٍ قَبْلَكَ، وَقَدْ فَرَضَ عَلٰى أُمَّتِهٖ فَرَائِضَ، وَسَنَّ لَهُمْ سُنَنًا مُّسْتَحَبَّةً، فَالْحَجُّ إِلٰى بَيْتِ اللّٰهِ فَرْضٌ، وَالسَّفَرُ إِلٰى مَسْجِدِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْأَقْصٰى لِلصَّلَاةِ فِيهِمَا وَالْقِرَائَةِ وَالذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ وَالِاعْتِكَافِ مُسْتَحَبٌّ بِاتِّفَاقِ الْمُسْلِمِينَ، وَإِذَا أَتٰى مَسْجِدَهُ، فَإِنَّهُ يُسَلِّمُ عَلَيْهِ وَيُصَلِّي عَلَيْهِ، وَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ فِي الصَّلَاةِ وَيُصَلِّي عَلَيْهِ فِيهَا.

”نبی کریم ﷺ سے اس قدر محبت ہم پر فرض ہے کہ آپ ﷺ ہمیں ہماری جانوں، ہمارے آباء واجداد، ہماری اولادوں، ہمارے اہل وعیال اور ہمارے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اموال سے بڑھ کر محبوب ہو جائیں۔اسی طرح آپ ﷺ کی تعظیم و توقیر،آپ کی ظاہری و باطنی اطاعت،آپ سے محبت رکھنے والوں سے محبت اور آپ کی دشمنی کرنے والوں سے دشمنی بھی ہم پر فرض ہے۔ نیز ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ آپ ﷺ کی پیروی کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے تقرب کا کوئی راستہ نہیں۔کوئی بندہ ولی تو کیا، مؤمن اور سعید و ناجی بھی نہیں ہو سکتا، جب تک آپ پر ایمان نہ لائے اور ظاہری و باطنی طور پر آپ ﷺ کا فرمانبردار نہ بن جائے۔اللہ تعالیٰ کے تقرب کا کوئی وسیلہ آپ پر ایمان اور آپ کی اطاعت و فرمانبرداری کے سوا نہیں۔ آپ ﷺ پہلوں اور بعد والوں سب سے افضل اور خاتم النبیین ہیں۔ قیامت کے دن شفاعتِ عظمیٰ بھی آپ کے ساتھ خاص ہو گی،جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام انبیا پر برتری دی ہے۔آپ مقامِ محمود پر فائز ہوں گے اور لواء الحمد آپ کے ہاتھ میں ہو گا،جس کے نیچے آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک کے تمام (مؤحد) لوگ ہوں گے۔آپ ﷺ ہی سب سے پہلے وہ شخص ہوں گے، جو جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے تو دربان پوچھے گا: آپ کون ہیں؟ آپ ﷺ فرمائیں گے : میں محمد ہوں۔ اس پر دربان عرض کرے گا : آپ وہی وہ شخصیت ہیں جن کے بارے میں مجھے حکم دیا گیا ہے کہ آپ کے علاوہ کسی کے لیے میں دروازہ نہ کھولوں۔آپ ﷺ نے اپنی امت کے لیے بہت سے فرائض و مستحب سنن مقرر کی ہیں۔ مثلاً بیت اللہ کا حج فرض ہے،جبکہ مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ کی طرف نماز،قرأت، ذکر،دعا اور اعتکاف کی نیت سے سفر سب مسلمانوں کے ہاں بالاتفاق مستحب ہے۔ جب کوئی مسلمان آپ ﷺ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

کی مسجد میں جاتا ہے،تو آپ پر درود وسلام بھیجتا ہے، نیز ہر نماز میں بھی درود و سلام کا ہدیہ پیش کرتا ہے۔‘‘

(مَجموع الفتاوٰی: 27/320-321)

نبی کریم ﷺ کی تعظیم و تکریم اور آپ ﷺ سے برکت حاصل کرنا کمال ایمان کی نشانی اور انتہائی محبتِ نبوی کا ثبوت ہے۔جس چیز کو نبی کریم ﷺ کی ذاتِ بابرکات سے کسی قسم کا علاقہ اور واسطہ ہو،خواہ وہ آپ ﷺ کے بال مبارک ہوں، جبہ مبارک ہو،عصا مبارک ہو، نعلین شریفین ہوں،اس سے تبرک لینا مشروع اور جائز ہے۔ان آثار کی تعظیم و تکریم درحقیقت نبی کریم ﷺ کی ذاتِ بابرکات سے محبت کا اظہار ہے۔اس حقیقت سے کسی مسلمان کو انکار کی مجال نہیں۔

آثار سے تبرک، خاصۂ نبوی ہے:

خوب یاد رہے کہ آثار سے تبرک ہمارے نبی پاک ﷺ کا خاصہ ہے۔کسی اور شخصیت کو آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی پر قیاس کر کے اس کے آثار سے تبرک کا جواز پیش کرنا کسی بھی صورت درست نہیں، کیونکہ مخلوق میں آپ ﷺ جیسا کوئی نہیں۔

اگر آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی پر کسی ولی یا صالح شخص کو قیاس کر کے اس کے آثار سے تبرک لینا جائز ہوتا،تو سلف صالحین،یعنی صحابہ کرام،تابعین عظام اور ائمہ دین ضرور ایسا کرتے، کیونکہ وہ قرآن و حدیث کے تقاضوں کو بخوبی پورا کرتے تھے اور قرآن و حدیث کے مفاہیم و معانی اور مطالب کو سب سے بڑھ کر جاننے والے تھے۔

❁ علامہ شاطبی رحمہ اللہ (۷۹۰ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الصَّحَابَةَ بَعْدَ مَوْتِهٖ لَمْ يَقَعْ مِنْ أَحَدٍ مِّنْهُمْ شَيْءٌ مِّنْ ذٰلِكَ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بِالنِّسْبَةِ إِلٰى مَنْ خَلْفَهٗ، إِذْ لَمْ يَتْرُكِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَهٗ فِي الْأُمَّةِ أَفْضَلَ مِنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَهُوَ كَانَ خَلِيفَتَهٗ، وَلَمْ يُفْعَلْ بِهٖ شَيْءٌ مِّنْ ذٰلِكَ، وَلَا عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَهُوَ كَانَ أَفْضَلَ الْأُمَّةِ بَعْدَهٗ، ثُمَّ كَذٰلِكَ عُثْمَانُ، ثُمَّ عَلِيٌّ، ثُمَّ سَائِرُ الصَّحَابَةِ الَّذِينَ لَا أَحَدٌ أَفْضَلُ مِنْهُمْ فِي الْأُمَّةِ، ثُمَّ لَمْ يَثْبُتْ لِوَاحِدٍ مِّنْهُمْ مِّنْ طَرِيقٍ صَحِيحٍ مَّعْرُوفٍ أَنَّ مُتَبَرِّكًا تَبَرَّكَ بِهٖ عَلٰى أَحَدِ تِلْكَ الْوُجُوهِ أَوْ نَحْوِهَا، بَلِ اقْتَصَرُوا فِيهِمْ عَلَى الِاقْتِدَاءِ بِالْأَفْعَالِ وَالْأَقْوَالِ وَالسِّيَرِ الَّتِي اتَّبَعُوا فِيهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَهُوَ إِذًا إِجْمَاعٌ مِّنْهُمْ عَلٰى تَرْكِ تِلْكَ الْأَشْيَاءِ .

”صحابہ کرام نے آپ کی وفات کے بعد آپ کے علاوہ کسی کے لیے یہ (تبرک) مقرر نہ کیا، کیونکہ آپ ﷺ کے بعد امت میں سب سے افضل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے اور آپ ﷺ کے بعد خلیفہ بھی تھے۔ان کے ساتھ اس طرح کا کوئی معاملہ نہیں کیا گیا۔نہ سیدنا عمر سے کوئی اس طرح کا تبرک لیا گیا۔ وہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد امت میں سب سے افضل تھے، پھر سیدنا عثمان اور سیدنا علی رضی اللہ عنہما اور دوسرے صحابہ کرام تھے،کسی صحابی کے بارے میں باسند صحیح ثابت نہیں کہ کسی صحابی یا تابعی نے ان کے ساتھ تبرک والا ایسا سلسلہ جاری کیا ہو، بلکہ انہوں (دیگر صحابہ و تابعین) نے نبی کریم ﷺ کے اتباع پر مبنی اقوال و افعال اور طریقہ کار میں پہلوں کی پیروی پر اکتفا کیا،لہٰذا یہ ان کی طرف سے تبرک

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بالآثار کو ترک کرنے پر اجماع ہے۔‘‘(الاعتصام: 2/8-9)

❁ حافظ ابن رجب رحمہ اللہ (۷۹۵ھ) فرماتے ہیں:

كَذٰلِكَ التَّبَرُّكُ بِالْآثَارِ؛ فَإِنَّمَا كَانَ يَفْعَلُهُ الصَّحَابَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ مَّعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَمْ يَكُونُوا يَفْعَلُونَهُ مَعَ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ، وَلَا يَفْعَلُهُ التَّابِعُونَ مَعَ الصَّحَابَةِ مَعَ عُلُوِّ قَدْرِهِمْ.

’’اسی طرح آثار کے ساتھ تبرک کا معاملہ ہے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار کے ساتھ تبرک لیا کرتے تھے،لیکن آپس میں وہ ایسا نہیں کرتے تھے، نہ ہی تابعین کرام،صحابہ کرام کے آثار کے ساتھ تبرک لیتے تھے، حالانکہ ان کی قدر و منزلت بہت بلند تھی۔‘‘

(الحِکَم الجدیدة، ص 55)

❁ علامہ عبد الرحمٰن بن حسن رحمہ اللہ (۱۲۸۵ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا مَا ادَّعَاهُ بَعْضُ الْمُتَأَخِّرِينَ مِنْ أَنَّهُ يَجُوزُ التَّبَرُّكُ بِآثَارِ الصَّالِحِينَ؛ فَمَمْنُوعٌ مِّنْ وُّجُوهٍ: مِنْهَا أَنَّ السَّابِقِينَ الْأَوَّلِينَ مِنَ الصَّحَابَةِ وَمَنْ بَعْدَهُمْ لَمْ يَكُونُوا يَفْعَلُونَ ذٰلِكَ مَعَ غَيْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَا فِي حَيَاتِهِ وَلَا بَعْدَ مَوْتِهِ، وَلَوْ كَانَ خَيْرًا لَّسَبَقُونَا إِلَيْهِ، وَأَفْضَلُ الصَّحَابَةِ أَبُو بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، وَقَدْ شَهِدَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَنْ شَهِدَ لَهُ بِالْجَنَّةِ، وَمَا فَعَلَهُ أَحَدٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ مَعَ أَحَدٍ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مِّنْ هٰؤُلَاءِ السَّادَةِ.

”بعض متاخرین جو صالحین کے آثار سے تبرک لینے (کے جواز) کا دعویٰ کرتے ہیں، تو یہ کئی وجہ سے ممنوع ہے: ایک تو اس لیے کہ سلف صالحین، صحابہ و تابعین نبی کریم ﷺ کے علاوہ کسی کے آثار سے تبرک نہیں لیتے تھے، نہ آپ ﷺ کی زندگی میں نہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد۔ اگر یہ نیکی کا کام ہوتا، تو سلف ہم سے پہلے ضرور اس کام کو کر چکے ہوتے۔ صحابہ کرام میں سے بزرگ ترین ہستیاں ابو بکر و عمر اور عثمان و علی رضی اللہ عنہم، جو ان صحابہ میں شامل تھے، جنہیں آپ ﷺ نے جنت کی بشارت دی تھی، ان بزرگ ترین ہستیوں کے آثار سے بھی کسی نے تبرک نہیں لیا۔“ (فتح المجید شرح کتاب التّوحید، ص 142)

❀ علامہ نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ (۱۳۰۷ھ) فرماتے ہیں:

لَا يَجُوزُ أَنْ يُّقَاسَ أَحَدٌ مِّنَ الْأُمَّةِ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَنْ ذٰلِكَ الَّذِي يَبْلُغُ شَأْنَهٗ؟ قَدْ كَانَ لَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَالِ حَيَاتِهٖ خَصَائِصُ كَثِيرَةٌ، لَا يَصْلُحُ أَنْ يُّشَارِكَهٗ فِيهَا غَيْرُهٗ.

”امت میں کسی کو رسول اللہ ﷺ پر قیاس کرنا جائز نہیں۔ کون ہے جو آپ ﷺ کی شان کو پہنچ سکے؟ حیاتِ مبارکہ میں آپ ﷺ کو بہت سے خصائص حاصل تھے، جن میں آپ ﷺ کے ساتھ کوئی شریک نہیں ہو سکتا۔“

(الدّین الخالص: 250/2)

❀ شیخ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز رحمہ اللہ (۱۴۲۰ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا التَّبَرُّكُ بِشَعْرِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَرَقِهٖ وَوَضُوئِهٖ؛ فَلَا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حَرَجَ فِي ذٰلِكَ كَمَا تَقَدَّمَ، لِأَنَّهٗ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ أَقَرَّ الصَّحَابَةَ عَلَيْهِ، وَلِمَا جَعَلَ اللّٰهُ فِيهِ مِنَ الْبَرَكَةِ، وَهِيَ مِنَ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ، وَهٰكَذَا مَا جَعَلَ اللّٰهُ فِي مَاءِ زَمْزَمَ مِنَ الْبَرَكَةِ، حَيْثُ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ زَمْزَمَ : «إِنَّهَا مُبَارَكَةٌ، وَإِنَّهَا طَعَامُ طُعْمٍ وَّشِفَاءُ سُقْمٍ» وَالْوَاجِبُ عَلَى الْمُسْلِمِينَ الْاِتِّبَاعُ وَالتَّقَيُّدُ بِالشَّرْعِ، وَالْحَذَرُ مِنَ الْبِدَعِ الْقَوْلِيَّةِ وَالْعَمَلِيَّةِ، وَلِهٰذَا لَمْ يَتَبَرَّكِ الصَّحَابَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ بِشَعْرِ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَوْ عَرَقِهٖ أَوْ وَضُوئِهٖ، وَلَا بِشَعْرِ عُمَرَ أَوْ عُثْمَانَ أَوْ عَلِيٍّ أَوْ عَرَقِهِمْ أَوْ وَضُوئِهِمْ، وَلَا بِعَرَقِ غَيْرِهِمْ مِّنَ الصَّحَابَةِ وَشَعْرِهٖ وَوَضُوئِهٖ، لِعِلْمِهِمْ بِأَنَّ هٰذَا أَمْرٌ خَاصٌّ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا يُقَاسُ عَلَيْهِ غَيْرُهٗ فِي ذٰلِكَ، وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ : ﴿وَالسَّابِقُوْنَ الْأَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِيْنَ فِيهَا أَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾(التّوبة : ١٠٠)

”رسول اللہ ﷺ کے بالوں، پسینے اور وضو کے پانی سے تبرک لینے میں کوئی حرج نہیں، جیسا کہ بیان ہو چکا ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام کے اس عمل پر رضامندی ظاہر فرمائی اور اس میں برکت موجود ہے، جو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سے ہوتی ہے۔ اسی طرح وہ برکت جو آبِ زمزم میں اللہ تعالیٰ نے رکھی ہے۔رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا: یہ بابرکت پانی ہے، بھوک کے لیے کھانا اور بیماری کے لیے شفا ہے۔مسلمانوں پر ضروری ہے کہ وہ شریعت کی پیروی و پابندی کریں اور قولی و عملی بدعات سے اجتناب کریں۔یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بالوں، پسینے اور وضو کے پانی سے تبرک نہیں لیا، نہ سیدنا عمر، سیدنا عثمان اور سیدنا علی رضی اللہ عنہم اور دوسرے صحابہ کرام کے ساتھ ایسا معاملہ کیا، کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ یہ تبرک نبی کریم ﷺ کے ساتھ خاص ہے اور اس سلسلے میں کسی کو بھی آپ ﷺ پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کے بارے میں فرمایا :

﴿وَالسَّابِقُوْنَ الْأَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا أَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾(التوبة : ١٠٠)

”مہاجرین اور انصار میں سے اسلام میں سبقت کرنے والوں اور جنہوں نے اچھے طریقے سے ان کی پیروی کی، سے اللہ راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے، نیز اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے باغات تیار کیے ہیں، جن کے نیچے سے نہریں بہہ رہی ہیں، وہ ہمیشہ ان میں رہیں گے۔یہی بڑی کامیابی ہے۔“

(مَجموع فتاوى ابن باز : 121/9)

❀ نیز فرماتے ہیں :

لَا نَعْلَمُ شَيْئًا فِي هٰذَا إِلَّا مَا ثَبَتَ عَنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اللّٰه جَعَلَ فِي جِسْمِهٖ وَعَرَقِهٖ وَمَسِّ جَسَدِهٖ بَرَكَةً خَاصَّةً بِهٖ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، وَلَا يُقَاسُ عَلَيْهِ غَيْرُهٗ مِنَ الْعُلَمَاءِ وَغَيْرِهِمْ، وَمَا يَفْعَلُهٗ بَعْضُ النَّاسِ مِنَ التَّبَرُّكِ بِبَعْضِ النَّاسِ؛ فَهُوَ غَلَطٌ لَّا وَجْهَ لَهٗ، وَلَيْسَ عَلَيْهِ دَلِيلٌ، إِنَّمَا هٰذَا خَاصٌّ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لِأَنَّ اللّٰهَ جَعَلَ فِي عَرَقِهٖ بَرَكَةً، وَفِي رِيقِهٖ وَفِي وَضُوئِهٖ وَفِي شَعْرِهٖ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، وَلِهٰذَا وُزِّعَ شَعْرُهٗ بَيْنَ النَّاسِ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ، وَأَمَرَ الصَّحَابَةَ أَنْ يَّأْخُذُوا مِنْ فَضْلِ وَضُوئِهٖ وَمِنْ عَرَقِهٖ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، لِمَا جَعَلَ اللّٰهُ فِيهِ مِنَ الْبَرَكَةِ، وَلَا يُقَاسُ عَلَيْهِ غَيْرُهٗ، وَلِهٰذَا لَمْ يَتَبَرَّكِ الصَّحَابَةُ بِالصِّدِّيقِ، وَلَا بِعُمَرَ وَلَا بِعُثْمَانَ وَلَا بِعَلِيٍّ، وَهُمْ أَفْضَلُ النَّاسِ بَعْدَ الْأَنْبِيَاءِ، فَدَلَّ ذٰلِكَ عَلٰى أَنَّ هٰذَا خَاصٌّ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَمَّا مَا يَفْعَلُهٗ بَعْضُ النَّاسِ مِنَ التَّبَرُّكِ بِبَعْضِ الْعُلَمَاءِ، أَوْ بِبَعْضِ الْعُبَّادِ، أَوْ بِبَعْضِ جُدْرَانِ الْكَعْبَةِ، أَوْ بِكَسْوَةِ الْكَعْبَةِ؛ فَكُلُّ هٰذَا لَا أَصْلَ لَهٗ، بَلْ يَجِبُ مَنْعُهٗ.

''ہمارے علم میں آثار سے تبرک کے بارے میں صرف وہی چیز ہے، جو نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے جسم، پسینے اور بدن کو چھونے میں خاص برکت رکھی تھی۔ اس سلسلے میں آپ ﷺ کے علاوہ دیگر علما

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وغیرہ کو آپ ﷺ پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ بعض لوگ جو کچھ بزرگ ہستیوں کے آثار سے تبرک لیتے ہیں، وہ غلط کام ہے، جس کی کوئی وجہِ جواز نہیں، نہ اس پر کوئی دلیل ہے۔ ایسا کرنا نبی کریم ﷺ کے ساتھ خاص ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے بال، لعاب، وضو کے پانی اور بالوں میں برکت رکھی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ کے بال مبارک لوگوں میں تقسیم کیے گئے، نیز آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو حکم فرمایا کہ وہ آپ ﷺ کے وضو کے بچے ہوئے پانی اور پسینے کو لیں، کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ نے برکت رکھی تھی۔ اس معاملے میں کسی اور کو آپ ﷺ پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ یہی وجہ تھی کہ صحابہ کرام نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آثار سے تبرک نہیں لیا، نہ سیدنا عمر، سیدنا عثمان اور سیدنا علی رضی اللہ عنہم کے ساتھ ایسا کیا گیا، حالانکہ یہ ہستیاں انبیا کے بعد سب سے بزرگ ترین ہستیاں تھیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تبرک نبی کریم ﷺ کے ساتھ خاص تھا۔ کچھ لوگ جو بعض علما، بعض عابدوں، کعبہ کی بعض دیواروں یا غلافِ کعبہ سے تبرک لیتے ہیں، اس کی کوئی دلیل نہیں، بلکہ اس سے روکنا ضروری ہے۔''

(مَجموع فتاوی ابن باز: 28/285-286)

حجر اسود اور آثارِ صالحین سے تبرک:

❁ ڈاکٹر محمد طاہر القادری بریلوی صاحب لکھتے ہیں:

''جیسے مناسکِ حج ادا کرتے ہوئے حجر اسود، رکن یمانی اور مقامِ ابراہیم سے برکت کا حصول شرک نہیں، تو کسی پیغمبر یا ولی سے واسطہ تیمن یا واسطہ تبرک

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

شرک کیسے ہو گا؟ اگر ایک پتھر کو واسطہ بنا لینا جائز ہو اور انبیا و اولیا کو واسطہ بنانا ناجائز اور شرک تصور کیا جائے، تو یہ حقیقی تصورِ دین کے خلاف ہے۔''

(تبرک کی شرعی حیثیت، ص 19)

الحمد للہ! ہم نے تبرکِ مشروع اور تبرکِ ممنوع کی وضاحت کر دی ہے۔ حجر اسود کو بوسہ دینا، رکن یمانی کو چھونا اور مقامِ ابراہیم پر نماز ادا کرنا شرعاً جائز ہے۔ یہ سب کچھ قرآن و حدیث کی پیروی میں کیا جاتا ہے۔ ان اعمال کا اپنا خاص موقع و محل ہے۔ طواف کے علاوہ حجر اسود کو بوسہ دینا اور رکن یمانی کو چھونا جائز نہیں، کیونکہ یہ عبادت ہے اور عبادت کا موقع و محل متعین کرنے کا اختیار صرف رسول اللہ ﷺ کو ہے۔ رہا یہ کہنا کہ حجر اسود کو بوسہ اس لیے دیا جاتا ہے، رکن یمانی کو چھوا اس لیے جاتا ہے اور مقامِ ابراہیم پر نماز کی ادائیگی اس لیے کی جاتی ہے کہ اس سے تبرک حاصل کیا جائے، تو یہ غلط فہمی ہے۔ جسے دُور کیا جانا ضروری ہے۔ حجر اسود، رکن یمانی اور مقامِ ابراہیم کو واسطہ تیمن و تبرک بنانا صحابہ و تابعین اور ائمہ دین سے ثابت نہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو چومتے ہوئے واضح طور پر یہ اعلان کر دیا تھا کہ اطاعتِ رسول کے علاوہ اسے چھونے کا اور کوئی مقصد نہیں، ملاحظہ فرمائیں:

❁ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ حجر اسود کے پاس آئے، اسے بوسہ دیا اور فرمایا:

إِنِّي أَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ، لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ، وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُكَ؛ مَا قَبَّلْتُكَ.

''بلاشبہ میں جانتا ہوں کہ تُو ایک پتھر ہے، نہ نفع دیتا ہے نہ نقصان۔ اگر میں نے نبی کریم ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا، تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا۔''

(صحيح البخاري : 1597، صحيح مسلم : 1270)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے اس فرمان کو جان کر بھی کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ حجر اسود کو تبرک کی نیت سے چوما جاتا ہے؟

اسلافِ امت حجر اسود کو بوسہ دیتے تھے، رکن یمانی کو چھوتے تھے اور مقامِ ابراہیم پر نماز ادا کرتے تھے، لیکن تبرک کی نیت سے نہیں، بلکہ پیروی رسول ﷺ کی نیت سے ایسا کرتے تھے۔ پھر یہی اسلاف رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی اور کے آثار سے تبرک حاصل نہیں کرتے تھے، بلکہ وہ اس چیز سے قطعاً ناواقف تھے۔ رہے آثارِ رسول ﷺ، تو ان سے تبرک کا ثبوت شریعت میں موجود ہے اور اسلافِ امت اس پر عمل پیرا تھے۔

❀ علامہ احمد بن عبداللہ، طبری رحمہ اللہ (۶۹۴ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّمَا قَالَ ذٰلِكَ لِأَنَّ النَّاسَ كَانُوا حَدِيثِي عَهْدٍ بِعِبَادَةِ الْأَصْنَامِ، فَخَشِيَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَنْ يَّظُنَّ الْجُهَّالُ بِأَنَّ اسْتِلَامَ الْحَجَرِ هُوَ مِثْلُ مَا كَانَتِ الْعَرَبُ تَفْعَلُهُ، فَأَرَادَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَنْ يُّعْلِمَ أَنَّ اسْتِلَامَهُ لَا يُقْصَدُ بِهٖ إِلَّا تَعْظِيمُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَالْوُقُوفُ عِنْدَ أَمْرِ نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَنَّ ذٰلِكَ مِنْ شَعَائِرِ الْحَجِّ الَّتِي أَمَرَ اللّٰهُ بِتَعْظِيمِهَا، وَأَنَّ اسْتِلَامَهُ مُخَالِفٌ لِّفِعْلِ الْجَاهِلِيَّةِ فِي عِبَادَتِهِمُ الْأَصْنَامَ، لِأَنَّهُمْ كَانُوا يَعْتَقِدُونَ أَنَّهَا تُقَرِّبُهُمْ إِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى، فَنَبَّهَ عُمَرُ عَلٰى مُخَالَفَةِ هٰذَا الِاعْتِقَادِ، وَأَنَّهُ لَا يَنْبَغِي أَنْ يُّعْبَدَ إِلَّا مَنْ يَّمْلِكُ الضَّرَرَ وَالنَّفْعَ، وَهُوَ اللّٰهُ جَلَّ جَلَالُهٗ.

"سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات اس لیے فرمائی کہ لوگ نئے نئے بتوں کی عبادت کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چھوڑ کر آئے تھے۔آپ کو خدشہ ہوا کہ کہیں جاہل لوگ یہ نہ سمجھ بیٹھیں کہ حجر اسود کو چومنے کا عمل عربوں کے (دورِ جاہلیت والے) عمل کی طرح ہے۔آپ نے اس بات سے خبردار کرنا چاہا کہ ان کے حجر اسود کو چومنے کا مقصد صرف اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور فرمانِ نبوی کی پیروی ہے، نیز یہ ان شعائرِ حج میں سے ہے، جن کی تعظیم کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور حجر اسود کو چومنا دورِ جاہلیت والی بتوں کی عبادت کے بالکل خلاف ہے، کیونکہ مشرکین یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ بت ان کو اللہ تعالیٰ کے قریب کرتے ہیں۔سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے تنبیہ فرمائی کہ اس اعتقاد کی مخالفت کی جائے اور یہ بتایا کہ عبادت صرف اسی کی جائز ہے، جو نفع ونقصان کا مالک ہو اور ایسی ذات صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ہے۔''

(عُمدة القاري للعَيني الحَنَفي : 240/9)

❀ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ (۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ إِشَارَةٌ مِنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِلٰى أَنَّ هٰذَا أَمْرٌ تَعَبُّدِيٌّ، فَنَفْعَلُ، وَعَنْ عِلَّتِهِ لَا نَسْأَلُ.

''اس میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اس بات کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں کہ حجر اسود کو چومنا ایک تعبدی (عبادت کے لیے جاری کیا گیا) حکم ہے۔ہم اسے بجا لائیں گے، لیکن اس کی علت کے بارے میں سوال نہیں کریں گے۔''

(مِرقاة المَفاتيح : 213/3)

❀ علامہ شمس الدین افغانی رحمہ اللہ (۱۴۲۰ھ) فرماتے ہیں:

دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّ الْحَجَرَ الْأَسْوَدَ إِذًا لَّا يَنْفَعُ وَلَا يَضُرُّ، وَأَنَّ تَقْبِيلَهٗ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَلٰى خِلَافِ الْقِيَاسِ لِمُجَرَّدِ التَّعَبُّدِ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، لَا لِأَجْلِ التَّبَرُّكِ بِهٖ، فَمَا ظَنُّكَ بِأَحْجَارِ الْقُبُورِ وَأَشْجَارِهَا؟ فَلَا يُقَاسُ عَلَيْهِ تَقْبِيلُ غَيْرِهٖ مِنَ الْأَحْجَارِ وَالْأَشْجَارِ، وَفِي كَلَامِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِشَارَةٌ إِلٰى أَنَّ تَقْبِيلَ الْحَجَرِ لِأَجْلِ الْخَوْفِ وَالطَّمْعِ وَالتَّعْظِيمِ؛ فِيهِ خَوْفُ الْوُقُوعِ فِي الشِّرْكِ، فَلِهٰذَا نَبَّهَ النَّاسَ بِأَنَّهٗ لَا يَضُرُّ وَلَا يَنْفَعُ، وَهٰذَا دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّ الصَّحَابَةَ كَانُوا يَهْتَمُّونَ بِأَمْرِ التَّوْحِيدِ وَحِمَايَةِ حِمَاهٗ وَسَدِّ ذَرَائِعِ الشِّرْكِ.

”سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان اس بات کی دلیل ہے کہ حجر اسود نفع و نقصان نہیں دیتا، نیز باقی پتھروں کو چھوڑ کر اسے چومنا صرف اللہ عزوجل کی عبادت کے لیے ہے، نہ کہ اس سے برکت حاصل کرنے کی نیت سے۔ (جب حجر اسود کا یہ معاملہ ہے، تو اب) قبروں کے پتھروں اور درختوں کے بارے میں کیا خیال ہے؟ حجر اسود کو چومنے پر دیگر حجر و شجر کو قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے کلام میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حجر اسود کو اگر خوف، لالچ اور تعظیم کی نیت سے چوما جائے، تو اس صورت میں شرک میں واقع ہونے کا خدشہ پیدا ہو جائے گا، اسی لیے انہوں نے لوگوں کو اس بات کی وضاحت فرما دی کہ یہ نفع و نقصان نہیں دیتا۔ یہ واقعہ دلیل ہے کہ صحابہ کرام توحید کے حکم، عقیدے کی حفاظت اور شرک کے اسباب کو ختم کرنے کا بہت اہتمام کرتے تھے۔“

(جُهُود علماء الحنفيّة في إبطال عقائد القبوريّة : 2/656-658)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ نیز فرماتے ہیں:

إِذًا لَّا يَجُوزُ تَقْبِيلُ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ، وَاسْتِلَامُهُ وَالتَّمَسُّحُ بِهٖ لِأَجْلِ التَّبَرُّكِ بِهٖ وَالِاسْتِشْفَاءِ بِهٖ، فَكَيْفَ يَجُوزُ التَّبَرُّكُ بِالْقُبُورِ، وَأَحْجَارِهَا، وَأَشْجَارِهَا، وَخِرَقِهَا، وَزُيُوتِهَا، وَشُمُوعِهَا، وَنَحْوِهَا؟ وَفِي ذٰلِكَ عِبْرَةٌ لِّلْقُبُورِيَّةِ عَامَّةً، وَالدُّيُوبَنْدِيَّةِ التَّبْلِيغِيَّةِ خَاصَّةً ! فَلَوْ كَانَ التَّبَرُّكُ بِهٰذِهِ الْأَشْيَاءِ جَائِزًا لَّكَانَ الْحَجَرُ الْأَسْوَدُ أَوْلٰى وَأَحْرٰى وَأَلْيَقُ، لِأَنَّهُ مَسَّتْهُ أَيْدِي الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ، وَالصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ، وَالْأَوْلِيَاءِ وَالصَّالِحِينَ.

”جب حجر اسود کو تبرک اور شفا کے حصول کی خاطر چومنا اور چھونا جائز نہیں، تو قبروں، ان کے پتھروں، درختوں، کپڑوں، تیل، شمعوں وغیرہ سے تبرک اور شفا کا حصول کیسے جائز ہوا؟ اس میں قبر پرستوں کے لیے عموماً اور تبلیغی دیوبندیوں کے لیے خصوصاً عبرت ہے۔ اگر قبروں اور ان کے متعلقات سے تبرک جائز ہے، تو حجر اسود اس کے زیادہ لائق ہے، کیونکہ اسے انبیا و مرسلین، صحابہ و تابعین اور اولیا و صالحین کے ہاتھوں نے چھوا ہوا ہے۔“

(جُهود علماء الحنفيّة في إبطال العقائد القُبوريّة : 2/652-659)

❁ شیخ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ (۱۴۲۱ھ) فرماتے ہیں:

أَيُّ حَجَرٍ كَانَ حَتّٰى الصَّخْرَةِ الَّتِي فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ، فَلَا يُتَبَرَّكُ بِهَا، وَكَذَا الْحَجَرُ الْأَسْوَدُ لَا يُتَبَرَّكُ بِهٖ، وَإِنَّمَا يُتَعَبَّدُ لِلّٰهِ بِمَسْحِهٖ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وَتَقْبِيلِهِ اتِّبَاعًا لِّلرَّسُولِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَبِذٰلِكَ تَحْصُلُ بَرَكَةُ الثَّوَابِ، وَلِهٰذَا قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : إِنِي لَأَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ لَّا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ، وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُكَ؛ مَا قَبَّلْتُكَ، فَتَقْبِيلُهٗ عِبَادَةٌ مَّحْضَةٌ، خِلَافًا لِّلْعَامَّةِ، يَظُنُّونَ أَنَّ بِهٖ بَرَكَةٌ حِسِّيَّةٌ، وَلِذٰلِكَ إِذَا اسْتَلَمَهٗ بَعْضُ هٰؤُلَاءِ؛ مَسَحَ عَلٰى جَمِيعِ بَدَنِهٖ تَبَرُّكًا بِذٰلِكَ .

”کوئی بھی پتھر ہو، خواہ بیت المقدس میں موجود صخرہ ہو، اس سے تبرک نہیں لیا جا سکتا۔ یہی معاملہ حجر اسود کا ہے، اس سے بھی برکت حاصل نہیں کی جا سکتی۔ اسے چھو کر اور اس کو بوسہ دے کر رسول اللہ ﷺ کی پیروی میں صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جاتی ہے، اسی سے ثواب کی صورت میں برکت حاصل ہوتی ہے۔ اسی لیے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا : میں جانتا ہوں کہ تُو ایک پتھر ہے، تُو نہ نفع دے سکتا ہے نہ نقصان۔ اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا، تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا۔ چنانچہ حجر اسود کو چومنا صرف ایک عبادت ہے۔ عام لوگوں کا اعتقاد اس کے خلاف ہے، وہ سمجھتے ہیں کہ اس پتھر میں حسی برکت ہے، یہی وجہ ہے کہ جب وہ اسے چھوتے ہیں تو تبرک کی نیت سے اپنے سارے جسم پر ہاتھ پھیرتے ہیں۔“

(القَوْل المُفيد على كتاب التّوحيد :196/1)

❀ علامہ عبدالرحمٰن بن ناصر سعدی رحمہ اللہ (١٣٧٦ھ) فرماتے ہیں :

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ الْعُلَمَاءَ اتَّفَقُوا عَلٰى أَنَّهٗ لَا يُشْرَعُ التَّبَرُّكُ بِشَيْءٍ مِّنَ الْأَشْجَارِ وَالْأَحْجَارِ وَالْبُقَعِ وَالْمَشَاهِدِ وَغَيْرِهَا، فَإِنَّ هٰذَا التَّبَرُّكَ غُلُوٌّ فِيهَا، وَذٰلِكَ يَتَدَرَّجُ بِهٖ إِلٰى دُعَائِهَا وَعِبَادَتِهَا، وَهٰذَا هُوَ الشِّرْكُ الْأَكْبَرُ، ـــ وَهٰذَا عَامٌّ فِي كُلِّ شَيْءٍ، حَتّٰى مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ وَحُجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَخْرَةِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ وَغَيْرِهَا مِنَ الْبُقَعِ الْفَاضِلَةِ، وَأَمَّا اسْتِلَامُ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ وَتَقْبِيلُهٗ، وَاسْتِلَامُ الرُّكْنِ الْيَمَانِيِّ مِنَ الْكَعْبَةِ الْمُشَرَّفَةِ؛ فَهٰذَا عُبُودِيَّةٌ لِّلّٰهِ وَتَعْظِيمٌ لِّلّٰهِ وَخُضُوعٌ لِّعَظَمَتِهٖ، فَهُوَ رُوحُ التَّعَبُّدِ، فَهٰذَا تَعْظِيمٌ لِّلْخَالِقِ وَتَعَبُّدٌ لَّهٗ، وَذٰلِكَ تَعْظِيمٌ لِّلْمَخْلُوقِ وَتَأَلُّهٌ لَّهٗ، فَالْفَرْقُ بَيْنَ الْأَمْرَيْنِ كَالْفَرْقِ بَيْنَ الدُّعَاءِ لِلّٰهِ الَّذِي هُوَ إِخْلَاصٌ وَّتَوْحِيدٌ، وَالدُّعَاءِ لِلْمَخْلُوقِ الَّذِي هُوَ شِرْكٌ وَّتَنْدِيدٌ.

”علمائے کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ کسی بھی شجر وحجر اور جگہ و مقام وغیرہ سے تبرک لینا جائز نہیں، کیونکہ یہ تبرک میں غلو ہے اور یہ تبرک بالتدریج ان چیزوں کو پکارنے اور ان کی عبادت کرنے کی طرف لے جاتا ہے جو کہ شرکِ اکبر ہے۔ یہ اصول ہر چیز کے لیے عام ہے، حتی کہ مقامِ ابراہیم، حجرۂ نبوی، بیت المقدس کے پتھر جیسی فضیلت والی جگہوں کے لیے بھی۔ رہا حجر اسود کو چھونا اور چومنا، نیز کعبہ مشرفہ کے رکن یمانی کو چھونا، تو یہ اللہ تعالیٰ کی عبادت و تعظیم ہے اور اس کی عظمت کے سامنے جھک جانے کا نام ہے۔ یہی عبادت کی روح ہے۔ یہ خالق کی تعظیم و عبادت ہے، جبکہ دیگر پتھروں اور مقامات کو چھونا مخلوق

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

کی تعظیم و عبادت ہے۔ دونوں کے درمیان فرق وہی ہے جو خالق اور مخلوق کو پکارنے کے درمیان ہے۔ اللہ تعالیٰ کو پکارنا اخلاص و توحید ہے، جبکہ مخلوق کو (مافوق الاسباب) پکارنا شرک اور ساجھی بنانا ہے۔'' (القول السّدید، ص 51)

✿ ڈاکٹر عبداللہ بن عبدالعزیز بن حماد جبرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَوْلُ عُمَرَ هٰذَا صَرِيحٌ فِي أَنَّ تَقْبِيلَ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ إِنَّمَا هُوَ اتِّبَاعٌ لِّلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَالْمُسْلِمُ يَفْعَلُهٗ تَعَبُّدًا لِّلّٰهِ تَعَالٰى، وَاقْتِدَاءً بِخَيْرِ الْبَرِيَّةِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَيْسَ مِنْ بَابِ التَّبَرُّكِ فِي شَيْءٍ.

''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان اس بات میں صریح ہے کہ حجر اسود کو چومنا صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کے لیے ہے۔ مسلمان صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت اور خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں ایسا کرتا ہے۔ اس کا تبرک کے مسئلے سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں۔'' (تسهيل العقيدة الإسلاميّة، ص 311)

✿ شیخ صالح بن عبدالعزیز، آل الشیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَذٰلِكَ الْحَجَرُ الْأَسْوَدُ هُوَ حَجَرٌ مُّبَارَكٌ، وَلٰكِنَّ بَرَكَتَهٗ لِأَجْلِ الْعِبَادَةِ، يَعْنِي أَنَّ مَنِ اسْتَلَمَهٗ تَعَبُّدًا مُّطِيعًا لِّلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي اسْتِلَامِهٖ لَهٗ، وَفِي تَقْبِيلِهٖ، فَإِنَّهٗ يَنَالُهٗ بِهٖ بَرَكَةَ الِاتِّبَاعِ.

''اسی طرح حجر اسود مبارک پتھر ہے، لیکن اس کی برکت عبادت کی وجہ سے ہے، یعنی جو اسے عبادت کی نیت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں چومے گا، وہ اس عمل کی وجہ سے اتباع کی برکت حاصل کر لے گا۔''

(التّمهيد في شرح كتاب التّوحيد، ص 124-125)

www.KitaboSunnat.com

دیگر اشیا کو بوسہ دینے کی شرعی حیثیت:

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے اس فرمان سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ صرف اسی چیز کو بوسہ دینا مشروع اور جائز ہوتا ہے۔ جس کے لیے شریعتِ اسلامیہ نے اجازت دی ہو۔ جن چیزوں کو بوسہ دینے کی شریعت میں گنجائش نہ ہو، انہیں حجر اسود پر قیاس کرنا بدعت ہے۔

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ شَيْخُنَا فِي شَرْحِ التِّرْمِذِيِّ: فِيهِ كَرَاهِيَةُ تَقْبِيلِ مَا لَمْ يَرِدِ الشَّرْعُ بِتَقْبِيلِهِ.

''ہمارے شیخ (ابو الفضل بن الحسین) جامع ترمذی کی شرح میں فرماتے ہیں: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے اس فرمان سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جس چیز کو چومنے کے بارے میں شریعت کی کوئی دلیل وارد نہ ہوئی ہو، اسے چومنا مکروہ ہے۔''

(فتح الباري: 463/3)

ایک جھوٹی روایت:

ایک روایت میں ہے کہ جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا:

إِنِّي أَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ، لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ.

''بلاشبہ میں جانتا ہوں کہ تُو ایک پتھر ہے۔ تُو نہ نفع دیتا ہے نہ نقصان۔''

تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا:

بَلٰى، يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، إِنَّهُ يَضُرُّ وَيَنْفَعُ.

''کیوں نہیں، امیر المومنین! یہ تو نفع و نقصان دیتا ہے۔''

(المُستدرك للحاكم: 457/1، أخبار مكّة للأزرقي: 323/1، شُعب الإيمان للبيهقي: 3749)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

یہ جھوٹی روایت ہے۔ ابو ہارون عبدی متروک وکذاب ہے۔

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْأَكْثَرُ عَلٰى تَضْعِيفِهٖ أَوْ تَرْكِهٖ.

”اکثر محدثین کرام نے اسے ضعیف یا متروک قرار دیا ہے۔“

(میزان الاعتدال: 173/3)

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مُضَعَّفٌ عِنْدَ الْأَئِمَّةِ.

”ائمہ محدثین کے ہاں یہ ضعیف قرار دیا گیا ہے۔“(تفسیر ابن کثیر: 21/3)

لہٰذا مفتی احمد یار خان نعیمی بریلوی صاحب کا یہ کہنا بے دلیل اور باطل ہے:

”سنگ اسود نفع ونقصان پہنچانے والا ہے۔“(جاء الحق: 375/1)

رکن یمانی سے تبرک:

دورانِ طواف رکن یمانی کا استلام (ہاتھ سے چھونا) سنت ہے، لیکن اسے بوسہ دینا جائز نہیں، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بوسہ صرف حجر اسود کو دیا ہے۔

❁ علامہ برکوی حنفی رحمہ اللہ (۹۸۱ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى أَنَّهٗ لَا يُسْتَلَمُ وَلَا يُقَبَّلُ إِلَّا الْحَجَرُ الْأَسْوَدُ، وَأَمَّا الرُّكْنُ الْيَمَانِيُّ؛ فَالصَّحِيحُ أَنَّهٗ يُسْتَلَمُ وَلَا يُقَبَّلُ.

”اہل علم کا اتفاق ہے کہ چھونا اور چومنا صرف حجر اسود کے ساتھ خاص ہے۔ رہا رکن یمانی تو اس کے بارے میں صحیح بات یہی ہے کہ اسے چھوا جائے گا، چوما

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نہیں جائے گا۔''(زيارة القُبور، ص 52)

❀ شیخ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ (۱۴۲۱ھ) فرماتے ہیں:

مَعَ الْأَسَفِ، إِنَّ بَعْضَ النَّاسِ اتَّخَذُوا مِنَ الْعِبَادَاتِ نَوْعًا مِّنَ التَّبَرُّكِ فَقَطْ؛ مِثْلُ مَا يُشَاهَدُ مِنْ أَنَّ بَعْضَ النَّاسِ يَمْسَحُ الرُّكْنَ الْيَمَانِيَّ، وَيَمْسَحُ بِهٖ وَجْهَ الطِّفْلِ وَصَدْرَهٗ، وَهٰذَا مَعْنَاهُ أَنَّهُمْ جَعَلُوا مَسْحَ الرُّكْنِ الْيَمَانِيِّ مِنْ بَابِ التَّبَرُّكِ لَا التَّعَبُّدِ، وَهٰذَا جَهْلٌ، وَقَدْ قَالَ عُمَرُ فِي الْحَجَرِ: إِنِّي أَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ لَّا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ، وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُكَ؛ مَا قَبَّلْتُكَ.

''افسوس کی بات ہے کہ بعض لوگوں نے عبادات کو صرف تبرک کی ایک قسم بنا لیا ہے، جیسے دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ رکن یمانی کو چھوتے ہیں اور پھر بچوں کے چہرے اور سینے پر ہاتھ پھیرتے ہیں۔ اس کا معنی یہ ہے کہ انہوں نے رکن یمانی کو عبادت کی بجائے تبرک کے لیے چھونا شروع کر دیا ہے۔ یہ جہالت ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کے بارے میں فرمایا تھا: میں جانتا ہوں کہ تُو ایک پتھر ہے، نہ تُو نفع دیتا ہے نہ نقصان۔ اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے چومتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا، تو میں تجھے نہ چومتا۔''

(القَول المُفيد على كتاب التّوحيد: 181/1)

فائدہ:

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کعبۃ اللہ کا طواف کیا۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کعبۃ اللہ کے چاروں کونوں کو ہاتھ سے چھوتے تھے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان سے فرمایا: آپ کعبۃ اللہ کے (دو شامی) کونوں کو کیوں چھوتے ہیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو انہیں نہیں چھوتے تھے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

لَيْسَ شَيْءٌ مِّنَ الْبَيْتِ مَهْجُورًا .

''بیت اللہ کی کوئی چیز بھی چھوڑنے کے قابل نہیں۔''

اس پر سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الأحزاب : ٢١)

''تمہارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت میں اسوۂ حسنہ ہے۔''

یہ سن کر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

صَدَقْتَ . ''آپ نے بالکل سچ کہا ہے۔''

(مُسند الإمام أحمد : 217/1، شرح مَعاني الآثار للطّحاوي : 184/2)

سند ضعیف ہے۔ خصیف بن عبدالرحمٰن ضعیف ہے۔

مقامِ ابراہیم سے تبرک:

طوافِ کعبہ کے بعد مقامِ ابراہیم پر دو رکعتیں ادا کی جاتی ہیں۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ (البقرة : ١٢٥)

''تم مقامِ ابراہیم کو جائے نماز بناؤ۔''

یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت بھی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا، وَصَلّٰى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ.

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، بیت اللہ کے سات چکر لگائے اور مقامِ ابراہیم کے پیچھے دو رکعتیں ادا کیں۔''(صحيح البخاري: 1627)

مقامِ ابراہیم پر دو رکعتیں ادا کرنے میں سب سے بڑی حکمت یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، لیکن بعض لوگوں کا اعتقاد کچھ اور ہی ہے۔

❁ ایک صاحب لکھتے ہیں:

''مقامِ ابراہیم وہ پتھر ہے، جس پر کھڑے ہو کر حضرت خلیل علیہ السلام نے کعبہ کی تعمیر کی۔ ان کے قدم پاک کی برکت سے اس پتھر کا یہ درجہ ہوا ہے کہ دنیا بھر کے حاجی اس کی طرف سر جھکاتے ہیں۔''

(جاء الحق از احمد یار خان نعیمی بریلوی: 373/1، فتاویٰ رضویہ از احمد رضا خان بریلوی: 398/21)

یہ غلو پر مبنی بات ہے، کیونکہ صحابہ کرام و تابعین عظام اور ائمہ دین سے ایسی کوئی بات ثابت نہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو چومتے ہوئے یہ بات بالکل واضح کر دی تھی کہ اس میں کوئی ذاتی برکت نہیں، لیکن احمد یار خاں بریلوی صاحب اس میں بھی ذاتی برکت کے قائل ہیں۔ یہی معاملہ انہوں نے حجر اسود کے ساتھ کیا ہے۔ کیا ان لوگوں کو سلف صالحین سے زیادہ علم ہے؟ اگر مقامِ ابراہیم میں کوئی ذاتی برکت ہوتی، تو صحابہ و تابعین اور ائمہ دین ضرور اس کے بارے میں ہمیں بتا دیتے۔

سلف صالحین نے تو مقامِ ابراہیم کو چھونے اور بوسہ دینے کو بدعت قرار دیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

لَا يُقَبِّلُ مَقَامَ إِبْرَاهِيمَ، وَلَا يَسْتَلِمُهُ، فَإِنَّهُ بِدْعَةٌ.

''کوئی مسلمان مقام ابراہیم کو نہ چوم سکتا ہے، نہ اسے (تبرک کی نیت سے) چھوسکتا ہے، یہ بدعت ہے۔''(الإیضاح في مَناسِك الحجّ والعمرة، ص 392)

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (٧٥١ھ) فرماتے ہیں:

لَقَدْ أَنْكَرَ السَّلَفُ التَّمَسُّحَ بِحَجَرِ الْمَقَامِ الَّذِي أَمَرَ اللّٰهُ أَنْ يُتَّخَذَ مِنْهُ مُصَلًّى.

''سلف صالحین نے اس مقام کے پتھر کو بوسہ دینے کا ردّ کیا ہے، جس پر نماز پڑھنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے۔''(إغاثة اللّهفان: 212/1)

❁ علامہ برکوی حنفی رحمہ اللہ (٩٨١ھ) فرماتے ہیں:

لَقَدْ أَنْكَرَ السَّلَفُ التَّمَسُّحَ بِحَجَرِ الْمَقَامِ الَّذِي أَمَرَ اللّٰهُ أَنْ يُتَّخَذَ مِنْهُ مُصَلًّى.

''سلف صالحین نے اس مقام کے پتھر کو بوسہ دینے کا ردّ کیا ہے، جس کے پاس نماز پڑھنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے۔''(زِیارة القُبور، ص 52)

لہٰذا یہ کہنا سراسر خطا ہے کہ مقامِ ابراہیم پر نماز اس لیے پڑھی جاتی ہے کہ وہاں موجود پتھر پر سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے قدم پڑے تھے۔

بعض لوگ اس طرح کی کارروائی سے انبیائے کرام اور اولیائے عظام کی قبروں پر عبادت کے لیے جواز کا دروازہ کھولنا چاہتے ہیں اور باور یہ کرانا چاہتے ہیں کہ انبیاء واولیاء جہاں جہاں قدم رکھیں، وہ جگہ اس درجہ مبارک ہو جاتی ہے کہ وہاں عبادت کرنا روا ہو جاتی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ یوں ان کا منشا پورا ہو جاتا ہے۔ بت پرستی کا بنیادی سبب یہی بنا کہ پہلے پہل بزرگوں کی تصاویر بنا کر ان کی یاد کو تازہ کیا۔ پھر قبروں سے فیض اور تبرک کی غرض سے ان کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس کے بعد قبر پرستی میں مبتلا ہو گئے۔

سیدہ مریم علیہا السلام کے حجرہ سے تبرک:

✿ ڈاکٹر محمد طاہر القادری بریلوی صاحب ''حجرۂ مریم علیہا السلام سے حضرت زکریا علیہ السلام کا تبرک'' کے عنوان سے لکھتے ہیں:

''حضرت زکریا علیہ السلام نے جب حضرت مریم علیہا السلام کے حجرے میں بے موسم پھلوں کو دیکھا، تو اسی جگہ کھڑے ہو کر نماز پڑھی اور اللہ تعالیٰ سے دُعا کی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ﴾ (آل عمران: ۳۸) ''اسی جگہ زکریا (علیہ السلام) نے اپنے رب سے دُعا کی، عرض کیا: میرے مولا! مجھے اپنی جناب سے پاکیزہ اولاد عطا فرما۔ بے شک تُو ہی دُعا کا سننے والا ہے۔'' اس سے ثابت ہوا کہ حضرت زکریا علیہ السلام کا واسطہ تبرک و تیمن اور واسطہ توسل اختیار کرنا شرک نہ تھا۔ اگر ایسا ہوتا، تو اللہ رب العزت خصوصیت کے ساتھ قرآن میں اس کا ذکر نہ فرماتا، کیونکہ الفاظ ربانی یوں ہیں: ﴿هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ﴾ یعنی اسی جگہ زکریا نے اپنے رب سے دُعا کی۔''

(تبرک کی شرعی حیثیت، ص 40)

ڈاکٹر صاحب کا دعویٰ یہ ہے کہ اس جگہ کو متبرک جان کر سیدنا زکریا علیہ السلام نے وہاں دُعا کی تھی، لیکن متقدمین ائمہ مفسرین کچھ اور ہی کہتے ہیں۔ آیئے ان سے اس آیت کی صحیح تفسیر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جان کر یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ قادری صاحب کا یہ دعویٰ سچا ہے یا جھوٹا۔

❁ مفسر امام سدی کبیر رحمہ اللہ (۱۲۷ھ) مذکورہ آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

لَمَّا رَآى زَكَرِيَّا مِنْ حَالِهَا ذٰلِكَ، يَعْنِي فَاكِهَةَ الصَّيْفِ فِي الشِّتَاءِ، وَفَاكِهَةَ الشِّتَاءِ فِي الصَّيْفِ؛ قَالَ: إِنَّ رَبًّا أَعْطَاهَا هٰذَا فِي غَيْرِ حِينِهٖ لَقَادِرٌ عَلٰى أَنْ يَّرْزُقَنِي ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً، وَرَغِبَ فِي الْوَلَدِ، فَقَامَ فَصَلّٰى، ثُمَّ دَعَا رَبَّهُ سِرًّا، فَقَالَ: ﴿رَبِّ إِنِّي وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّي وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا وَّلَمْ أَكُنْ بِدُعَائِكَ رَبِّ شَقِيًّا﴾(مريم: ٤).

”جب سیدنا زکریا علیہ السلام نے یہ صورتِ حال دیکھی، یعنی گرمی میں سردی کے پھل اور سردی میں گرمی کے پھل، تو کہنے لگے: جس رب نے بغیر موسم کے یہ پھل مہیا کیے ہیں، یقیناً وہ مجھے بھی پاکیزہ اولاد عطا کرنے پر قادر ہے۔ یہ سوچ کر زکریا علیہ السلام کو اولاد میں رغبت ہوئی۔ وہ کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی۔ پھر اپنے ربّ سے سرگوشی کرتے ہوئے دُعا کی: ﴿رَبِّ إِنِّي وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّي وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا وَّلَمْ أَكُنْ بِدُعَائِكَ رَبِّ شَقِيًّا﴾(مَريم: ٤)
”ربّ! بلاشبہ میری ہڈیاں کمزور ہو چکی ہیں اور سر بڑھاپے کی وجہ سے سفید ہو چکا ہے، لیکن میرے ربّ! میں تجھ سے دُعا کر کے محروم نہیں رہوں گا۔“

(تفسير الطّبري: 3/188-189، وسندهٗ حسنٌ)

❁ امام محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ (۳۱۰ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا قَوْلُهٗ: ﴿هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ﴾، فَمَعْنَاهُ: عِنْدَ ذٰلِكَ أَيْ عِنْدَ رُؤْيَةِ زَكَرِيَّا مَا رَآى عِنْدَ مَرْيَمَ مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ الَّذِي رَزَقَهَا، وَفَضْلِهٖ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

الَّذِي آتَاهَا مِنْ غَيْرِ تَسَبُّبِ أَحَدٍ مِّنَ الْآدَمِيِّينَ فِي ذٰلِكَ لَهَا، وَمُعَايَنَتِهٖ عِنْدَهَا الثَّمَرَةَ الرَّطْبَةَ الَّتِي لَا تَكُونُ فِي حِينِ رُؤْيَتِهٖ إِيَّاهَا عِنْدَهَا فِي الْأَرْضِ؛ طَمِعَ فِي الْوَلَدِ مَعَ كِبَرِ سِنِّهٖ مِنَ الْمَرْأَةِ الْعَاقِرِ، فَرَجَا أَنْ يَّرْزُقَهُ اللّٰهُ مِنْهَا الْوَلَدَ مَعَ الْحَالِ الَّتِي هُمَا بِهَا، كَمَا رَزَقَ مَرْيَمَ عَلٰى تَخَلِّيهَا مِنَ النَّاسِ مَا رَزَقَهَا مِنْ ثَمَرَةِ الصَّيْفِ فِي الشِّتَاءِ، وَثَمَرَةِ الشِّتَاءِ فِي الصَّيْفِ، وَإِنْ لَّمْ يَكُنْ مِّثْلُهٗ مِمَّا جَرَتْ بِوُجُودِهٖ فِي مِثْلِ ذٰلِكَ الْحِينِ الْعَادَاتُ فِي الْأَرْضِ، بَلِ الْمَعْرُوفُ فِي النَّاسِ غَيْرُ ذٰلِكَ، كَمَا أَنَّ وِلَادَةَ الْعَاقِرِ غَيْرُ الْأَمْرِ الْجَارِيَةِ بِهِ الْعَادَاتِ فِي النَّاسِ، فَرَغِبَ إِلَى اللّٰهِ جَلَّ ثَنَاؤُهٗ فِي الْوَلَدِ، وَسَأَلَهٗ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً .

”اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کہ ﴿هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ﴾ ”اسی وقت زکریا نے اپنے ربّ کو پکارا۔“ تو اس کا معنی یہ ہے کہ جب زکریا علیہ السلام نے مریم علیہا السلام کے پاس اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا رزق اور فضل دیکھا، جو انہیں بغیر کسی آدمی کے سبب سے ملا تھا، نیز یہ دیکھا کہ ان کے پاس ایسے تازہ پھل تھے، جو اس وقت زمین پر موجود نہ تھے، تو باوجود بڑھاپے اور اپنی اہلیہ کے بانجھ ہونے کے، انہیں اولاد میں رغبت ہوئی۔ انہیں یہ امید ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ انہیں اور ان کی اہلیہ کو اسی حالت میں اولاد دے گا، جیسے مریم علیہا السلام کو خلوت کے دوران گرمی میں سردیوں کے پھل اور سردی میں گرمیوں کے پھل عنایت فرمائے۔ اگرچہ یہ کام اس وقت زمین میں معمول کا نہ تھا، بلکہ یہ لوگوں کے ہاں دستور کے خلاف تھا۔ اسی طرح

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بانجھ عورت کا ماں بننا بھی لوگوں میں معروف نہ تھا۔اسی لیے سیدنا زکریا علیہ السلام نے اولاد کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع فرمایا اور نیک اولاد کا سوال کیا۔“

(تفسير الطّبري : 3/188-189)

اس سے معلوم ہوا کہ سیدنا زکریا علیہ السلام نے جب اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں کو دیکھا، تو ان میں یہ داعیہ پیدا ہوا کہ میں بھی اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی خواہش رکھوں۔اس لیے انہوں نے وہیں اللہ تعالیٰ سے دُعا شروع کر دی اور اپنی دُعا کے وسیلے سے اپنی حاجت طلب کی، لیکن ڈاکٹر صاحب اسے جگہ کے تبرک اور وسیلے کی طرف لے گئے ہیں۔سلف صالحین کے خلاف ان کی یہ تفسیر مقبول نہیں ہوسکتی۔

بعض لوگ قرآن و حدیث کو سلف صالحین کے فہم کے مطابق نہیں سمجھتے،لیکن ہمارا عقیدہ ہے کہ اگر کوئی انسان قرآن و حدیث کو صحابہ کرام اور سلف صالحین کے فہم کے مطابق نہ سمجھے،تو وہ باولے کتے کی طرح آوارہ ہو جاتا ہے۔اسے اپنے ہوش و حواس پر قابو نہیں رہتا اور پھر وہ کچھ بکنا شروع کر دیتا ہے جو اسے کفر و شرک کے در پر لا کھڑا کرتا ہے۔جو لوگ فہم سلف کو درخورِ اعتنا نہیں سمجھتے،وہ دراصل قرآن و حدیث کو اپنی ذاتی آرا کا تختۂ مشق بنانا چاہتے ہیں۔

سیدنا موسیٰ وسیدنا ہارون علیہما السلام کے آثار سے تبرک :

❀ ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

﴿وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَنْ يَّأْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ آلُ مُوْسٰى وَآلُ هَارُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰئِكَةُ إِنَّ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

فِي ذٰلِكَ لَآيَةً لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾(البقرة : ٢٤٨)

''پیغمبر نے اُن سے کہا کہ اُس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس ایک صندوق آئے گا، جس کو فرشتے اٹھائے ہوئے ہوں گے۔ اس میں تمہارے رب کی طرف سے تسلی (بخشنے والی چیز) ہوگی اور کچھ اور چیزیں بھی ہوں گی، جو موسیٰ اور ہارون (علیہما السلام) چھوڑ گئے تھے۔اگر تم ایمان رکھتے ہو،تو یہ تمہارے لئے ایک بڑی نشانی ہے۔''

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ صندوق، جسے فرشتے اٹھا کر بنی اسرائیل کے پاس لائے تھے،اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نشانی تھی۔ اس قوم کے لوگ اسے ہر وقت اپنے ساتھ رکھتے اور اسے دیکھ کر سکون اور راحت حاصل کرتے تھے۔اس صندوق میں کیا تھا؟ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے،کیونکہ یہ غیب کی بات ہے۔قرآن و حدیث نے اس بارے میں ہماری رہنمائی نہیں کی۔اگر اس کو جاننے میں ہمارے لیے کوئی خیر ہوتی،تو اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے آگاہ فرما دیتے۔

❀ مفتی احمد یار خان نعیمی بریلوی صاحب (۱۹۷۱ء) لکھتے ہیں :

''اس آیت کی تفسیر میں تفسیر خازن (182/1) وروح البیان (386/1) وتفسیر مدارک (205/1) اور جلالین (ص 50) وغیرہم نے لکھا ہے کہ تابوت ایک شمشاد کی لکڑی کا صندوق تھا،جس میں انبیا کی تصاویر (یہ تصاویر کسی انسان نے نہ بنائی تھیں، بلکہ قدرتی تھیں)،ان کے مکاناتِ شریفہ کے نقشے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور ان کے کپڑے اور آپ کے نعلین شریف اور حضرت ہارون علیہ السلام کا عصا اور ان کا عمامہ وغیرہ تھا۔بنی اسرائیل جب دشمن سے جنگ

www.KitaboSunnat.com

کرتے، تو برکت کے لیے اس کو سامنے رکھتے تھے۔ جب خدا سے دُعا کرتے، تو اس کو سامنے رکھ کر دُعا کرتے تھے۔ بخوبی ثابت ہوا کہ بزرگان کے تبرکات سے فیض لینا ان کی عظمت کرنا طریقۂ انبیا ہے۔‘‘

(جاء الحق: 370/1، بدر الأنوار في آداب الآثار، المندرج في فتاوى الرضويّة: 398/2، 414)

یہ کہنا کہ اس صندوق میں تصاویر تھیں، یہ تھا، وہ تھا، بالکل بے دلیل باتیں ہیں، نیز بنی اسرائیل کا دشمن سے جنگ کرتے ہوئے اس سے برکت حاصل کرنا بھی بے ثبوت بات ہے۔ یہ معلومات کہاں سے حاصل ہوئیں؟ اس ضمن میں وہب بن منبہ رحمہ اللہ کا ایک قول ہے، جو کہ ثابت نہیں ہے۔

❁ قول یوں ہے:

كَانُوا لَا يَلْقَاهُمْ عَدُوٌّ، فَيُقَدِّمُونَ التَّابُوتَ وَيَزْحِفُونَ بِهٖ مَعَهُمْ؛ إِلَّا هَزَمَ اللّٰهُ ذٰلِكَ الْعَدُوَّ.

’’بنی اسرائیل کو جب دشمن سے پالا پڑتا، تو وہ تابوت کو آگے کر دیتے اور دشمن سے دوبدو لڑائی شروع کر دیتے۔ اللہ تعالیٰ ضرور اس دشمن کو شکست دیتا تھا۔‘‘

(تاريخ الطبري: 468/1)

یہ قول جھوٹا ہے۔

① محمد بن حمید رازی ضعیف و متروک ہے۔

② محمد بن اسحاق کا عنعنہ ہے۔

③ محمد بن اسحاق کو یہ روایت بیان کرنے والا نامعلوم و مجہول ہے۔

❁ علامہ اشرف علی تھانوی دیوبندی صاحب مذکورہ آیت کے تحت لکھتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

''اس آیت میں اصل ہے آثارِ صالحین سے برکت حاصل کرنے کی۔''

(بیان القرآن : 145)

حالانکہ اس آیت میں تو تذکرہ موسیٰ وہارون علیہما السلام کے آثار کا ہے، بزرگانِ دین کے تبرکات سے فیض کیسے ثابت کرلیا گیا؟ ہم تفصیل کے ساتھ یہ بات ذکر کر چکے ہیں کہ انبیائے کرام کے آثار سے تبرک شریعت کی روشنی میں جائز وثابت ہے، جبکہ دیگر صالحین کے آثار سے تبرک مشروع نہیں۔یہی وجہ ہے کہ خیرالقرون میں ایک انسان بھی اولیا و صالحین کے آثار سے تبرک حاصل نہیں کرتا تھا۔

انوکھی بات:

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ آيَاتِنَا إِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴾(بني إسرائيل : ١)

''وہ (ذات) پاک ہے جو ایک رات اپنے بندے کو مسجد الحرام (یعنی خانہ کعبہ) سے مسجد اقصیٰ (یعنی بیت المقدس) تک، جس کے گرداگرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں، لے گئی تاکہ ہم اُسے اپنی (قدرت کی) نشانیاں دکھائیں۔ بیشک وہ سننے والا (اور) دیکھنے والا ہے۔''

❀ ڈاکٹر محمد طاہر القادری بریلوی صاحب اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

''مسجد اقصیٰ کے گردونواح کو انبیائے کرام کا مسکن ہونے کی وجہ سے بابرکت بنادیا۔'' (تبرک کی شرعی حیثیت، ص 28)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

حالانکہ اللہ نے یہ بات نہیں بتائی کہ مسجد اقصیٰ کے اردگرد کو بابرکت کیوں بنایا گیا؟

❀ اس کی دلیل ڈاکٹر صاحب نے یوں دی ہے :

''علامہ قرطبی اور علامہ شوکانی کے قول کے مطابق بابرکت ہونے کی بڑی وجہ مزاراتِ انبیا ہیں۔'' (تبرک کی شرعی حیثیت، ص 29)

یہ علامہ قرطبی اور شوکانی ﷭ پر بہتان ہے۔ دونوں شخصیات نے قطعاً ایسا نہیں کہا۔

❀ علامہ ابوعبداللہ قرطبی ﷫ (۶۷۱ھ) فرماتے ہیں :

قِيلَ : بِمَنْ دُفِنَ حَوْلَهُ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ وَالصَّالِحِينَ .

''اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ برکت اردگرد دفن انبیا و صالحین کی وجہ سے ہے۔''

(تفسير القُرطبي : 212/10)

یعنی علامہ قرطبی ﷫ نے تو کسی مجہول انسان کی بات کو بصیغۂ تمریض بیان کیا ہے۔ یہ قرآن کی تفسیر کیسے بن گئی؟

خیر القرون میں سے کوئی بھی قبورِ انبیا و صالحین سے تبرک کا قائل و فاعل نہیں تھا۔ کیا صحابہ وتابعین اور ائمہ دین کو قرآنِ کریم کی یہ آیت سمجھ میں نہ آئی تھی؟ دین کو سمجھنے کے لیے سلف صالحین کا فہم ہی اسلم و احکم ہے۔

قمیصِ یوسف علیہ السلام سے تبرک :

❀ یوسف علیہ السلام کے قصے میں قرآنِ کریم نے ان کے یہ الفاظ نقل فرمائے ہیں :

﴿اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِي هٰذَا فَأَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ أَبِي يَأْتِ بَصِيْرًا﴾

(يوسُف : ۹۳)

''میری یہ قمیص لے جاؤ اور اسے میرے والد کے چہرے پر ڈال دو، وہ بینا ہو

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

جائیں گے۔"

❀ اس کے بعد فرمان الٰہی ہے:

﴿فَلَمَّآ أَنْ جَاءَ الْبَشِيْرُ أَلْقَاهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا﴾(یوسف:٩٦)

"جب خوشخبری دینے والا آیا اور اس نے قمیص کو ان (یعقوب علیہ السلام) کے چہرے پر ڈالا، تو وہ بینا ہو گئے۔"

اس واقعہ سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ سیدنا یوسف علیہ السلام کی قمیص سے تبرک لیتے ہوئے اسے سیدنا یعقوب علیہ السلام کے چہرۂ مبارک پر ڈالا گیا تھا، لہٰذا نیک لوگوں کے آثار سے تبرک لینا جائز ہوا۔

حالانکہ یوسف علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم پر ایسا کیا تھا اور یہ پیغمبر کا معجزہ ہے۔ پھر بھی اگر یہی اصرار کیا جائے کہ یہ قمیص کا تبرک ہی تھا، تو ہم تفصیل سے یہ بات ذکر کر چکے ہیں کہ انبیا کے آثار سے تبرک جائز ومشروع ہے، لیکن امتیوں کو انبیا پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔

سیدنا صالح علیہ السلام کی اونٹنی کے کنویں سے تبرک:

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں "حجر" کی سرزمین میں اترے، اس کے کنویں سے پانی نکالا اور اس سے آٹا گوندھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم فرمایا کہ اس وادی کے کنویں سے جو پانی نکالا ہے، اسے پھینک دو اور گوندھا ہوا آٹا اونٹوں کو کھلا دو۔

أَمَرَهُمْ أَنْ يَسْتَقُوا مِنَ الْبِئْرِ الَّتِي كَانَتْ تَرِدُهَا النَّاقَةُ .

"نیز انہیں فرمایا کہ وہ اس کنویں سے پانی لیں، جس پر سیدنا صالح علیہ السلام کی اونٹنی پانی پیتی تھی۔"(صحیح البخاري: 3379، صحیح مسلم: 2981)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس سے بعض لوگ استدلال کرتے ہیں کہ سیدنا صالح علیہ السلام کی اونٹنی کے پانی پینے کی وجہ سے وہ کنواں متبرک ہو گیا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے تبرک لینے کے لیے وہاں سے پانی لینے کا حکم فرمایا تھا۔

لیکن یہ بات نہایت غلط ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات خود متبرک تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتے ہوئے کسی اور نبی سے تبرک لینا بھی توہین ہے، چہ جائیکہ کسی اور نبی کی اونٹنی کے کنویں کے پانی سے تبرک لیا جائے۔

اصل بات یہ ہے کہ یہ منحوس وادی عذاب الٰہی کا شکار ہو گئی تھی۔ ظاہر ہے کہ اس کے پانی پر بھی اس کا اثر ہوا تھا، جو صحت کے لیے نقصان دہ تھا۔ البتہ جس کنویں سے سیدنا صالح علیہ السلام کی اونٹنی پانی پیتی تھی، اس کا معاملہ مختلف تھا۔

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

فِي الْحَدِيثِ كَرَاهِيَةُ الِاسْتِسْقَاءِ مِنْ بِيَارِ ثَمُودَ، وَيَلْتَحِقُ بِهَا نَظَائِرُهَا مِنَ الْآبَارِ وَالْعُيُونِ الَّتِي كَانَتْ لِمَنْ هَلَكَ بِتَعْذِيبِ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلٰى كُفْرِهٖ.

”اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ قومِ ثمود کے کنوؤں سے پانی پینا مکروہ ہے۔ وہ کنویں اور چشمے بھی اسی حکم میں ہیں، جن کا تعلق ان لوگوں سے تھا، جو اپنے کفر پر اللہ تعالیٰ کے عذاب کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔“ (فتح الباري: 380/6)

اس معاملہ کا تعلق تبرک سے ہے ہی نہیں۔ یہ خیال کرنا کہ وہ پانی مبارک تھا، کیونکہ صالح علیہ السلام کی اونٹنی وہ پانی پیتی تھی، بلا دلیل ہے اور کسی کی بلا دلیل بات قبول نہیں ہوتی۔

لہٰذا حافظ نووی رحمہ اللہ (شرح مسلم: 112/18) اور علامہ قرطبی رحمہ اللہ (الجامع لاحکام

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

القرآن: 47/10) کی طرف سے مذکورہ حدیث سے صالحین کے آثار سے تبرک لینے کے جواز کا استدلال درست نہیں۔

حیات مبارکہ کے ساتھ خاص تبرک:

یہاں یہ بھی ذہن نشین رہے کہ تبرک کی کئی صورتیں نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ تک محدود تھیں، جیسا کہ آپ ﷺ کے جسدِ اقدس، دستِ مبارک، آپ ﷺ کے بچے ہوئے پانی، پسینہ مبارک، لعاب دہن، ناخن مبارک، وغیرہ سے تبرک آپ ﷺ کی حیات مبارکہ تک ہی ہوسکتا تھا۔

بعد از وفات نبی کریم ﷺ سے تبرک:

بعد از وفات نبی کریم ﷺ سے تبرک کی دو صورتیں ہی باقی رہ گئی ہیں:

① رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانا اور آپ ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری اختیار کر کے خیر کثیر، اجرِ عظیم اور سعادتِ دارین حاصل کرنا۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

كَانَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ لَمَّا قَدِمَ عَلَيْهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَرَكَتِهِ لَمَّا آمَنُوا بِهِ وَأَطَاعُوهُ؛ فَبِبَرَكَةِ ذٰلِكَ حَصَلَ لَهُمْ سَعَادَةُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، بَلْ كُلُّ مُؤْمِنٍ آمَنَ بِالرَّسُولِ وَأَطَاعَهُ حَصَلَ لَهُ مِنْ بَرَكَةِ الرَّسُولِ بِسَبَبِ إِيمَانِهِ وَطَاعَتِهِ مِنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ مَا لَا يَعْلَمُهُ إِلَّا اللّٰهُ.

”جب اہل مدینہ کے پاس نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور وہ آپ ﷺ پر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ایمان لا کر مطیع و فرمانبردار بن گئے،تو اس کی برکت سے انہیں دنیا وآخرت کی سعادت نصیب ہوئی، بلکہ جو بھی شخص رسول کریم ﷺ کی ذات بابرکات پر ایمان لاتا ہے اور آپ کی اطاعت کرتا ہے، اسے اس ایمان واطاعت کے سبب رسول اللہ ﷺ کی برکت دنیا وآخرت کی ان بھلائیوں کی صورت میں نصیب ہوتی ہے،جنہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔''(مجموع الفتاوٰی : 113/11)

② نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد تبرک کی دوسری صورت رسول اللہ ﷺ کے آثارِ مبارکہ، جیسے عصا مبارک، بال مبارک، نعلین شریفین، جبہ مبارک وغیرہ سے تبرک کا حصول تھی۔

❁❁❁❁❁❁❁

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تبرک کی اقسام

تبرک دو طرح کا ہے؛

① تبرکِ مشروع (جائز تبرک) ② تبرک ممنوع (ناجائز تبرک)

آیئے اب دونوں قسموں کا تفصیلی جائزہ لیتے ہیں؛

تبرکِ مشروع:

تبرک امورِ توقیفی میں سے ہے، یعنی اس کا تعلق ان چیزوں سے ہے، جن کا تعین شریعت نے خود کیا ہے۔ کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ شریعت کی معتبر دلیل کے بغیر کسی چیز کو متبرک قرار دے۔ لہٰذا وہی تبرک جائز اور مشروع ہو گا، جس کا جواز شریعت سے ثابت ہو گا، جیسا کہ صحابہ کرام، تابعین عظام اور تبع تابعین و ائمہ دین نے آثارِ نبوی سے تبرک حاصل کیا۔ یہ ان کی نبی کریم ﷺ سے کمال محبت کی دلیل ہے اور اسلافِ امت کی اس رَوَش کی پیروی لازم ہے۔

یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ کیا پگڑی شریف وغیرہ صحابہ، تابعین و تبع تابعین کے دور میں موجود تھیں اور کیا اسلافِ امت کا ان سے تبرک لینا ثابت ہے؟ اگر اس دور میں بھی ان چیزوں کا کوئی وجود نہیں تھا، تو اتنی صدیوں بعد یہ کہاں سے دریافت ہو گئیں؟

تبرکِ ممنوع:

جو تبرک شرعی دلائل سے ثابت ہے، وہ جائز ہے، اس کے علاوہ باقی ہر قسم کا تبرک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ممنوع و ناجائز اور حرام ہے۔ ممنوع تبرک کی پھر دو قسمیں ہیں:

① مشرکانہ تبرک ② بدعی تبرک

① مشرکانہ تبرک:

ایسا تبرک جس سے شرک لازم آئے۔ اس کی پھر دو قسمیں بنتی ہیں:

۱۔ جس میں کسی چیز کے بارے میں یہ اعتقاد رکھا جائے کہ اس کی برکت ذاتی ہے اور یہ سمجھا جائے کہ وہ از خود مافوق الاسباب خیر و برکت عطا کرنے پر قدرت رکھتی ہے۔ ایسا اعتقاد چونکہ عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی عبادت شرک ہے۔

۲۔ حصولِ برکت کی نیت سے اولیا و صالحین اور ان کی قبروں، مزاروں اور آستانوں پر جانور ذبح کرنا یا ان کے نام کی منتیں ماننا، تاکہ ان کی برکت نصیب ہو جائے یا وہ خوش ہو کر دُعا اور سفارش کریں یا قبر پر اعتکاف اور طواف سے تبرک حاصل کرنا۔ یہ بھی غیر اللہ کی عبادت ہونے کی بنا پر شرک میں داخل ہے۔

❁ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ أَحَدًا﴾ (الجنّ: ١٨)

''تم اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو۔''

❁ علامہ شاطبی رحمہ اللہ (۷۹۰ھ) فرماتے ہیں:

اَلْآيَاتُ الَّتِي قَرَّرَ فِيهَا حَالَ الْمُشْرِكِينَ فِي إِشْرَاكِهِمْ أَتٰى فِيهَا بِذِكْرِ الضَّلَالِ، لِأَنَّ حَقِيقَتَهُ أَنَّهُ خُرُوجٌ عَنِ الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيمِ، لِأَنَّهُمْ وَضَعُوا آلِهَتَهُمْ لِتُقَرِّبَهُمْ إِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى فِي زَعْمِهِمْ، فَقَالُوا: ﴿مَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا إِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى﴾(الزُّمر : ٣)، فَوَضَعُوهُمْ مَوْضِعَ مَنْ يُتَوَسَّلُ بِهٖ حَتّٰى عَبَدُوهُمْ مِنْ دُونِ اللّٰهِ، إِذْ كَانَ أَوَّلُ وَضْعِهَا فِيمَا ذَكَرَ الْعُلَمَاءُ صُوَرًا لِّقَوْمٍ يَوُدُّونَهُمْ وَيَتَبَرَّكُونَ بِهِمْ، ثُمَّ عُبِدَتْ، فَأَخَذَتْهَا الْعَرَبُ مِنْ غَيْرِهَا عَلٰى ذٰلِكَ الْقَصْدِ، وَهُوَ الضَّلَالُ الْمُبِينُ.

''جن آیات میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے شرک کا حال بیان فرمایا ہے، ان میں گمراہی کا ذکر کیا ہے، کیونکہ حقیقت میں یہ صراطِ مستقیم سے بھٹک جانا ہے۔ مشرکین نے (بتوں کی صورت میں) اپنے معبود اس لیے گھڑے تھے کہ وہ ان کے خیال میں انہیں اللہ کے قریب کرتے تھے، چنانچہ انہوں نے کہا : ﴿مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا إِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى﴾(الزُّمر : ٣) ''ہم ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ یہ مرتبے میں ہمیں اللہ کے قریب کر دیں۔'' یوں انہوں نے انہیں تقربِ الٰہی کا وسیلہ بنایا تھا، لیکن ایک وقت آیا کہ ان کی عبادت کرنے لگے۔ علما نے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے آغاز میں ان لوگوں کی تصویریں بنائیں جن سے وہ محبت کرتے تھے اور تبرک حاصل کرتے تھے، پھر ان کی پوجا کی جانے لگی۔ عربوں نے بھی اسی نیت سے غیروں سے یہ فعل لے لیا، لیکن یہ واضح گمراہی ہے۔''(الاعتصام : 182/1)

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸) فرماتے ہیں :

أَمَّا الْأَشْجَارُ وَالْأَحْجَارُ وَالْعُيُونُ وَنَحْوُهَا، مِمَّا يَنْذِرُ لَهَا بَعْضُ الْعَامَّةِ، أَوْ يُعَلِّقُونَ بِهَا خِرَقًا، أَوْ غَيْرَ ذٰلِكَ، أَوْ يَأْخُذُونَ وَرَقَهَا يَتَبَرَّكُونَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بِهٖ، أَوْ يُصَلُّونَ عِنْدَهَا، أَوْ نَحوَ ذَلِكَ؛ فَهٰذَا كُلُّهٗ مِنَ الْبِدَعِ الْمُنْكَرَةِ، وَهُوَ مِنْ عَمَلِ أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ، وَمِنْ أَسْبَابِ الشِّرْكِ بِاللّٰهِ تَعَالٰى .

''درخت، پتھر اور چشمے وغیرہ، جن کے لیے کچھ لوگ نذریں مانتے ہیں یا ان کے ساتھ کپڑوں کے ٹکڑے وغیرہ باندھتے ہیں یا ان کے پتے تبرک کے لیے لیتے ہیں یا ان کے پاس نماز وغیرہ پڑھتے ہیں، یہ سب کام منکر بدعات اور جاہلیت والے اعمال اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کے اسباب میں سے ہیں۔''

(مَجموع الفتاوٰی : 27/136-137)

علامہ شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ (۱۱۷۶ھ) فرماتے ہیں :

كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَقْصُدُونَ مَوَاضِعَ مُعَظَّمَةً بِزَعْمِهِمْ يَزُورُونَهَا، وَيَتَبَرَّكُونَ بِهَا، وَفِيهِ مِنَ التَّحْرِيفِ وَالْفَسَادِ مَا لَا يَخْفٰى، فَسَدَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفَسَادَ لِئَلَّا يَلْتَحِقَ غَيْرُ الشَّعَائِرِ بِالشَّعَائِرِ، وَلِئَلَّا يَصِيرَ ذَرِيعَةً لِّعِبَادَةِ غَيْرِ اللّٰهِ، وَالْحَقُّ عِنْدِي أَنَّ الْقَبْرَ وَمَحَلُّ عِبَادَةِ وَلِيٍّ مِّنْ أَوْلِيَاءِ اللّٰهِ وَالطُّورُ كُلُّ ذٰلِكَ سَوَاءٌ فِي النَّهْيِ .

''زمانہ جاہلیت میں لوگ ایسے مقامات کی زیارت کے لیے جاتے تھے جو ان کے خیال میں قابل احترام ہوتے تھے، وہ ان سے برکت حاصل کرتے تھے۔ اس عمل میں چونکہ واضح طور پر تحریف اور فساد موجود تھا، اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بگاڑ کے اس دروازے کو بند کر دیا تا کہ جو چیزیں شعائرِ اسلام میں شامل نہیں، وہ شعائر میں شامل نہ ہو جائیں اور غیر اللہ کی عبادت کا ذریعہ نہ بن جائیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

میرے نزدیک حق بات یہ ہے کہ قبر، کسی ولی کی عبادت گاہ، حتی کہ کوہِ طور سب اس (حکم ممانعت) میں برابر ہیں (ان سب کی طرف تقرب وتبرک کی نیت سے سفر ممنوع ہے)۔"

(حُجّة اللّٰه البالغة، من أبواب الصلاة: 192/1)

❁ شیخ عبدالرحمٰن بن ناصر سعدی رحمہ اللہ (۱۳۷۶ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ ذٰلِكَ مِنَ الشِّرْكِ وَمِنْ أَعْمَالِ الْمُشْرِكِينَ، فَإِنَّ الْعُلَمَاءَ اتَّفَقُوا عَلٰى أَنَّهٗ لَا يُشْرَعُ التَّبَرُّكُ بِشَيْءٍ مِّنَ الْأَشْجَارِ وَالْأَحْجَارِ وَالْبُقَعِ وَالْمَشَاهِدِ وَغَيْرِهَا، فَإِنَّ هٰذَا التَّبَرُّكَ غُلُوٌّ فِيهَا، وَذٰلِكَ يَتَدَرَّجُ بِهٖ إِلٰى دُعَائِهَا وَعِبَادَتِهَا، وَهٰذَا هُوَ الشِّرْكُ الْأَكْبَرُ، كَمَا تَقَدَّمَ انْطِبَاقُ الْحَدِّ عَلَيْهِ، وَهٰذَا عَامٌّ فِي كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ وَحُجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَخْرَةِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ وَغَيْرِهَا مِنَ الْبُقَعِ الْفَاضِلَةِ، وَأَمَّا اسْتِلَامُ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ وَتَقْبِيلُهٗ، وَاسْتِلَامُ الرُّكْنِ الْيَمَانِيِّ مِنَ الْكَعْبَةِ الْمُشَرَّفَةِ، فَهٰذَا عُبُودِيَّةٌ لِّلّٰهِ، وَتَعْظِيمٌ لِّلّٰهِ، وَخُضُوعٌ لِّعَظَمَتِهٖ، فَهُوَ رُوحُ التَّعَبُّدِ، فَهٰذَا تَعْظِيمٌ لِّلْخَالِقِ وَتَعَبُّدٌ لَّهٗ، وَذٰلِكَ تَعْظِيمٌ لِّلْمَخْلُوقِ وَتَأَلُّهٌ لَّهٗ، فَالْفَرْقُ بَيْنَ الْأَمْرَيْنِ كَالْفَرْقِ بَيْنَ الدُّعَاءِ لِلّٰهِ الَّذِي هُوَ إِخْلَاصٌ وَّتَوْحِيدٌ، وَالدُّعَاءُ لِلْمَخْلُوقِ الَّذِي هُوَ شِرْكٌ وَّتَنْدِيدٌ.

"یہ اعمال شرک ہیں اور مشرکین کے اعمال ہیں، کیونکہ علماءِ کرام اس بات پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

متفق ہیں کہ شجر و حجر اور مزارات وغیرہ میں سے کسی بھی چیز سے تبرک لینا جائز نہیں۔ یہ تبرک غلو پر مبنی ہے اور یہ عمل بتدریج دعا اور عبادت کی طرف لے جاتا ہے، جو کہ شرکِ اکبر ہے۔ سابقہ سطور میں اسے شرکِ اکبر قرار دینے پر بات ہو چکی ہے۔ یہ قاعدہ ہر چیز کے لیے عام ہے، حتی کہ مقامِ ابراہیم، حجرۂ نبوی اور بیت المقدس وغیرہ جیسی فضیلت والی جگہیں بھی اس میں شامل ہیں۔ رہا حجر اسود کا استلام اور اس کو چومنا اور کعبہ شریف کے رکن یمانی کا استلام، تو یہ اللہ کی عبادت، اس کی تعظیم اور اس کی عظمت کے آگے جھکنا ہے۔ یہی عبادت کی روح ہوتی ہے۔ یہ خالق کی تعظیم اور عبادت ہے، جبکہ اشجار و احجار اور مزارات سے تبرک لینا مخلوق کی تعظیم و عبادت ہے۔ ان دونوں میں وہی فرق ہے، جو اللہ اور مخلوق کو پکارنے میں ہے۔ اللہ کو پکارنا اخلاص اور توحید ہے، جبکہ مخلوق کو (مافوق الاسباب) پکارنا شرک اور ساجھی بنانا ہے۔''

(القَول السّدید شرح کتاب التّوحید، ص 50)

ایک دلیل:

ممنوع تبرک کے شرک میں داخل ہونے کی ایک دلیل ملاحظہ فرمائیں:

❁ سیدنا ابو واقد حارث بن عوف لیثی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

لَمَّا افْتَتَحَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ؛ خَرَجَ بِنَا مَعَهٗ قِبَلَ هَوَازِنَ، حَتّٰى مَرَرْنَا عَلٰى سِدْرَةِ الْكُفَّارِ، سِدْرَةٌ يَّعْكِفُونَ حَوْلَهَا وَيَدْعُونَهَا ذَاتَ أَنْوَاطٍ، قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، اجْعَلْ لَنَا ذَاتَ أَنْوَاطٍ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

كَمَا لَهُمْ ذَاتُ أَنْوَاطٍ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اَللّٰهُ أَكْبَرُ، إِنَّهَا السُّنَنُ، هٰذَا كَمَا قَالَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ لِمُوسٰى : ﴿اجْعَلْ لَنَا إِلٰهًا كَمَا لَهُمْ آلِهَةٌ قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ﴾(الأعراف : ١٣٨)، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِنَّكُمْ لَتَرْكَبُنَّ سَنَنَ مَنْ قَبْلَكُمْ.

''جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کیا،تو ہمارے ساتھ ہوازن کی طرف تشریف لے گئے۔ہم کفار کی اس بیری کے پاس سے گزرے،جس کے گرد وہ قیام کرتے تھے اور اسے ذاتِ انواط کا نام دیتے تھے۔ہم نے عرض کیا : اللہ کے رسول! ہمارے لیے بھی ان کی طرح کا کوئی ذاتِ انواط مقرر کر دیجیے۔آپ ﷺ نے فرمایا : اللہ اکبر! یہ تو بنی اسرائیل کے نقش قدم کی پیروی ہے۔ یہ تو ایسے ہی ہے، جیسے بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا : ﴿اجْعَلْ لَنَا إِلٰهًا كَمَا لَهُمْ آلِهَةٌ قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ﴾(الأعراف : ١٣٨)

''ہمارے لیے بھی الٰہ مقرر کر دیجیے، جس طرح ان [مشرکین] کے الٰہ ہیں۔ موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا کہ تم جاہل قوم ہو۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : بلاشبہ تم ضرور اپنے سے پہلے لوگوں کے نقش قدم پر چلو گے۔''

(مُسند الإمام أحمد : 21897، 21900، سنن التّرمذي : 2180، السّنّة للمَروزي : 40، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح''اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (6702) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

✿ علامہ طرطوشی رحمہ اللہ (۵۲۰ھ) اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں :

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أُنْظُرُوا رَحِمَكُمُ اللّٰهُ، أَيْنَمَا وَجَدْتُّمْ سِدْرَةً أَوْ شَجَرَةً يَّقْصِدُهَا النَّاسُ، وَيُعَظِّمُونَ مِنْ شَأْنِهَا، وَيَرْجُونَ الْبَرْءَ وَالشِّفَاءَ مِنْ قِبَلِهَا، وَيَنُوطُونَ بِهَا الْمَسَامِيرَ وَالْخِرَقَ؛ فَهِيَ ذَاتُ أَنْوَاطٍ، فَاقْطَعُوهَا .

''اللہ آپ پر رحم کرے،آپ جہاں بھی ایسی بیری یا کوئی درخت دیکھیں، جس کی زیارت کے لیے لوگ آتے ہوں،اس کی تعظیم کرتے ہوں،اس سے شفا یابی کی امید رکھتے ہوں اور اس کے ساتھ کیل اور کپڑے وغیرہ لٹکاتے ہوں،تو وہ ذاتِ انواط ہے،اسے کاٹ دیں۔''(الحوادث والبِدَع، ص 39)

✿ علامہ ابو شامہ رحمہ اللہ (٦٦٥ھ) فرماتے ہیں :

مِنْ هٰذَا الْقِسْمِ أَيْضًا مَّا قَدْ عَمَّ الِابْتِلَاءُ بِهِ؛ مِنْ تَزْيِينِ الشَّيْطَانِ لِلْعَامَّةِ تَخْلِيقَ الْحِيطَانِ وَالْعُمُدِ وَسَرْجَ مَوَاضِعَ مَخْصُوصَةٍ فِي كُلِّ بَلَدٍ، يَحْكِي لَهُمْ حَاكٍ أَنَّهٗ رَآى فِي مَنَامِهٖ بِهَا أَحَدًا مِّمَّنِ اشْتَهَرَ بِالصَّلَاحِ وَالْوِلَايَةِ، فَيَفْعَلُونَ ذٰلِكَ، وَيُحَافِظُونَ عَلَيْهِ مَعَ تَضْيِيعِهِمْ فَرَائِضَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَسُنَنَهٗ، وَيَظُنُّونَ أَنَّهُمْ مُّتَقَرِّبُونَ بِذٰلِكَ، ثُمَّ يَتَجَاوَزُونَ هٰذَا إِلٰى أَنْ يُّعَظِّمَ وَقْعَ تِلْكَ الْأَمَاكِنِ فِي قُلُوبِهِمْ، فَيُعَظِّمُونَهَا، وَيَرْجُونَ الشِّفَاءَ لِمَرْضَاهُمْ، وَقَضَاءَ حَوَائِجِهِمْ بِالنَّذْرِ لَهُمْ، وَهِيَ مِنْ بَيْنِ عُيُونٍ وَّشَجَرٍ وَّحَائِطٍ وَّحَجَرٍ .

''اسی قبیل سے وہ خرافات ہیں،جس میں بہت سے لوگ مبتلا ہو چکے ہیں۔ شیطان عوام کو آمادہ کرتا ہے کہ وہ دیواریں اور مینار بنائیں،نیز ہر علاقے میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مخصوص جگہوں پر عمارتیں کھڑیں کریں۔ایک بیان کرنے والا بیان کرتا ہے کہ اس نے اپنے خواب میں فلاں مشہور نیک ولی کو دیکھا ہے،اس پر لوگ قبوں کی تعمیر شروع کر دیتے ہیں اور اللہ کے فرائض وسنن کو ضائع کر کے ان کی حفاظت کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وہ اس کام کے ذریعے اللہ کا تقرب حاصل کر رہے ہیں۔ پھر وہ اس سے آگے بڑھتے ہیں اور شیطان ان کے دلوں میں ان جگہوں کی تعظیم بٹھا دیتا ہے اور وہ ان کی تعظیم شروع کر دیتے ہیں، نیز وہ ان جگہوں پر نذر مان کر اپنے مریضوں کی شفا اور اپنی ضرورتوں کے پورا ہونے کی امید رکھنے لگتے ہیں۔ یہ جگہیں چشموں، درختوں، دیواروں اور پتھروں کے درمیان ہیں۔‘‘

(الباعث علٰی إنکار البِدَع والحوادث، ص 25-26)

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸) فرماتے ہیں:

أَنْكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُجَرَّدَ مُشَابَهَتِهِمْ لِلْكُفَّارِ فِي اتِّخَاذِ شَجَرَةٍ يَّعْكُفُونَ عَلَيْهَا، مُعَلِّقِينَ عَلَيْهَا سِلَاحَهُمْ، فَكَيْفَ بِمَا هُوَ أَعْظَمُ مِنْ ذٰلِكَ مِنْ مُّشَابَهَتِهِمُ الْمُشْرِكِينَ، أَوْ هُوَ الشِّرْكُ بِعَيْنِهٖ؟

’’نبی کریم ﷺ نے کافروں کے ساتھ محض اس مشابہت پر سختی سے ردّ فرمایا کہ ایک درخت مقرر کیا جائے،جس کے اردگرد وہ بیٹھا کریں اور اس پر اپنا اسلحہ لٹکائیں۔ ایسی صورت میں وہ کام کیسے جائز ہوسکتا ہے،جو اس سے بڑھ کر مشرکین سے مشابہت کا باعث ہو یا بعینہٖ شرک ہو؟‘‘

(اقتضاء الصّراط المُستقیم: 158/2)

❁ علامہ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ (۱۴۲۱ھ) فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

هٰؤُلَاءِ طَلَبُوا سِدْرَةً يَتَبَرَّكُونَ بِهَا كَمَا يَتَبَرَّكُ الْمُشْرِكُونَ بِهَا، وَأُولٰئِكَ طَلَبُوا إِلٰهًا كَمَا لَهُمْ آلِهَةً، فَيَكُونُ فِي كِلَا الطَّلَبَيْنِ مُنَافَاةٌ لِّلتَّوْحِيدِ، لِأَنَّ التَّبَرُّكَ بِالشَّجَرِ نَوْعٌ مِّنَ الشِّرْكِ، وَاتِّخَاذُهُ إِلٰهًا شِرْكٌ وَّاضِحٌ.

''صحابہ کرام نے رسول اللہ ﷺ سے مطالبہ کیا کہ ان کے لیے بیری کا ایک درخت ہونا چاہیے جس سے وہ تبرک حاصل کریں، جیسا کہ مشرکین تبرک حاصل کرتے تھے، جبکہ موسیٰ علیہ السلام کے پیروکاروں نے مطالبہ کیا کہ ان کے لیے معبود ہوں، جیسے اس دور کے کفار نے بنائے ہوئے تھے۔ ان دونوں مطالبات میں توحید کی نفی تھی، کیونکہ درختوں سے تبرک شرک کی ایک قسم ہے اور ان کو الٰہ بنانا واضح شرک ہے۔''

(القَول المُفيد على كتاب التّوحيد: 205/1)

بدعی تبرک:

آثار صالحین اور آثار اولیا سے تبرک حاصل کرنا بدعت ہے، کیونکہ آثار سے تبرک نبی کریم ﷺ کے ساتھ خاص ہے۔ قبر نبوی یا قبورِ صالحین سے تبرک غیر مشروع ہے، کیونکہ اس پر کوئی دلیل شرعی نہیں، بلکہ بہت سی احادیثِ نبویہ صریح طور پر اس فعل کی قباحت و شناعت بیان کرتی ہیں۔

مقامِ ابراہیم کو بطورِ تبرک بوسہ دینا، کعبۃ اللہ کی دیواروں کو چومنا، غلافِ کعبہ کو پکڑ کر دُعائیں کرنا، کعبہ کے پرنالے کے نیچے کھڑے ہو جانا، صالحین کے آثار کو چومنا، بطورِ تبرک صالحین کے پاؤں کو بوسہ دینا اور برکت حاصل کرنے کی نیت سے حجر اسود کو چومنا، انبیاءِ کرام اور اولیائے عظام کے مقامات ولادت ووفات سے تبرک حاصل کرنا، شب برأت،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شب میلاد النبی اور شب معراج کو عبادت کے ساتھ خاص کر کے تبرک حاصل کرنا، مسجد ِ حرام، مسجدِ نبوی اور مسجدِ اقصیٰ کی زمین کو چومنا، مسجدِ نبوی کے ستونوں کو چومنا، جمعرات یا کسی بھی دن اس نظریے سے نکاح کرنا کہ اس میں برکت ہو گی، نعلین شریفین کی (جو کہ فرضی ہوتی ہے) بنا کر اس سے تبرک حاصل کرنا، کعبۃ اللہ کی شبیہ بنانا، صالحین کی قبروں کی مٹی کو متبرک سمجھنا، صالحین کی نشست گاہوں، اقامت گاہوں کو متبرک خیال کرنا، خاص نیت سے ان کی قبروں کی طرف سفر کرنا، وہاں نماز پڑھنا، صالحین کی قبروں پر مساجد بنانا، وہاں صدقات و خیرات تقسیم کرنا، ننگے پاؤں چل کر قبروں پر حاضری دینا، نذر و نیاز دینا اور ان کی اشیا و آثار کے وسیلہ سے اللہ کی بارگاہ میں دُعا کر کے تبرک حاصل کرنا بدعت ہے۔

سلف صالحین، صحابہ کرام، تابعین عظام، تبع تابعین اور ائمہ اسلام سے ایسا کچھ ثابت نہیں۔ اگر یہ افعال و اعمال دین کا حصہ ہوتے، تو اسلافِ امت بڑھ چڑھ کر ان کو اپناتے، کیونکہ وہ خیرو برکت کے حصول پر بہت زیادہ حریص تھے۔ وہ دین ہی کیا جس کا بافضیلت زمانوں میں ذکر تک نہ ہو؟

❀ امام بریلویت، احمد رضا خان صاحب لکھتے ہیں:

”لہٰذا دربارہ کربلائے معلیٰ (قبر حسین رضی اللہ عنہ) اب صرف کاغذ پر صحیح نقشہ لکھا ہوا محض بقصدِ تبرک بے آمیزش منہیات پاس رکھنے کی اجازت ہوسکتی ہے۔“

(فتاویٰ رضویہ، ج21، ص424)

❀ نیز لکھتے ہیں:

”یونہی اگر روضہ مبارکہ حضرت شہزادہ گلگوں قبا حسین شہید ظلم و جفا صلوات اللہ وتعالیٰ وسلامہ علی جدہ الکریم وعلیہ کی صحیح مثل بنا کر محض تبرک بے آمیزش منکرات

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

شرعیہ مکان میں رکھے تو شرعاً کوئی حرج نہ تھا۔'' (فتاویٰ رضویہ:423/21)

قارئین کرام! جس مذہب پر قرآن و حدیث، آثارِ صحابہ اور ائمہ محدثین کے قول و فعل سے دلیل نہ ملے، یقیناً وہ عجمی اور بدعی مذہب ہے۔

۞ شیخ سلیمان بن عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ (۱۲۳۳ھ) فرماتے ہیں:

ذَكَرَ بَعْضُ الْمُتَأَخِّرِينَ أَنَّ التَّبَرُّكَ بِآثَارِ الصَّالِحِينَ مُسْتَحَبٌّ كَشُرْبِ سُؤْرِهِمْ، وَالتَّمَسُّحُ بِهِمْ أَوْ بِثِيَابِهِمْ، وَحَمْلِ الْمَوْلُودِ إِلٰى أَحَدٍ مِّنْهُمْ لِيُحَنِّكَهٗ بِتَمْرَةٍ حَتّٰى يَكُونَ أَوَّلَ مَا يَدْخُلُ جَوْفَهٗ رِيقُ الصَّالِحِينَ، وَالتَّبَرُّكُ بِعَرَقِهِمْ وَنَحْوِ ذٰلِكَ، وَقَدْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ أَبُو زَكَرِيَّا النَّوَوِيُّ فِي شَرْحِ مُسْلِمٍ فِي الْأَحَادِيثِ الَّتِي فِيهَا أَنَّ الصَّحَابَةَ فَعَلُوا شَيْئًا مِّنْ ذٰلِكَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَظَنَّ أَنَّ بَقِيَّةَ الصَّالِحِينَ فِي ذٰلِكَ كَالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهٰذَا خَطَأٌ صَرِيحٌ لِّوُجُوهٍ؛ مِنْهَا عَدَمُ الْمُقَارَبَةِ فَضْلًا عَنِ الْمُسَاوَاةِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفَضْلِ وَالْبَرَكَةِ، وَمِنْهَا عَدَمُ تَحَقُّقِ الصَّلَاحِ، فَإِنَّهٗ لَا يَتَحَقَّقُ إِلَّا بِصَلَاحِ الْقَلْبِ، وَهٰذَا أَمْرٌ لَّا يُمْكِنُ الْاِطِّلَاعُ عَلَيْهِ إِلَّا بِنَصٍّ، كَالصَّحَابَةِ الَّذِينَ أَثْنَى اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُولُهٗ، أَوْ أَئِمَّةُ التَّابِعِينَ، وَمَنْ شُهِرَ بِصَلَاحٍ وَّدِينٍ كَالْأَئِمَّةِ الْأَرْبَعَةِ وَنَحْوِهِمْ؛ مِنَ الَّذِينَ تَشْهَدُ لَهُمُ الْأُمَّةُ بِالصَّلَاحِ، وَقَدْ عُدِمَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أُولٰئِكَ، أَمَّا غَيْرُهُمْ؛ فَغَايَةُ الْأَمْرِ أَنْ نَّظُنَّ أَنَّهُمْ صَالِحُونَ، فَنَرْجُو لَهُمْ، وَمِنْهَا أَنَّا لَوْ ظَنَنَّا صَلَاحَ شَخْصٍ؛ فَلَا نَأْمَنُ أَنْ يُّخْتَمَ لَهٗ بِخَاتِمَةِ سُوءٍ، وَالْأَعْمَالُ بِالْخَوَاتِيمِ، فَلَا يَكُونُ أَهْلًا لِّلتَّبَرُّكِ بِآثَارِهٖ، وَمِنْهَا أَنَّ الصَّحَابَةَ لَمْ يَكُونُوا يَفْعَلُونَ ذٰلِكَ مَعَ غَيْرِهٖ، لَا فِي حَيَاتِهٖ وَلَا بَعْدَ مَوْتِهٖ، وَلَوْ كَانَ خَيْرًا لَّسَبَقُونَا إِلَيْهِ، فَهَلَّا فَعَلُوهُ مَعَ أَبِي بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيٍّ وَّنَحْوِهِمْ؛ مِنَ الَّذِينَ شَهِدَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجَنَّةِ، وَكَذٰلِكَ التَّابِعُونَ؛ هَلَّا فَعَلُوهُ مَعَ سَعِيدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، وَعَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ، وَأُوَيْسٍ الْقَرْنِيِّ، وَالْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ وَنَحْوِهِمْ؛ مِمَّنْ يُّقْطَعُ بِصَلَاحِهِمْ، فَدَلَّ أَنَّ ذٰلِكَ مَخْصُوصٌ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمِنْهَا أَنَّ فِعْلَ هٰذَا مَعَ غَيْرِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمَنُ أَنْ يُّفْتِنَهٗ، وَتُعْجِبَهٗ نَفْسُهٗ، فَيُورِثُهُ الْعُجْبَ وَالْكِبْرَ وَالرِّيَاءَ، فَيَكُونُ هٰذَا كَالْمَدْحِ فِي الْوَجْهِ، بَلْ أَعْظَمُ.

''بعض متاخرین نے ذکر کیا ہے کہ نیک لوگوں کے آثار سے تبرک لینا مستحب ہے، مثلاً ان کا بچا ہوا پانی وغیرہ پینا، ان کے جسم یا کپڑوں کو چھونا، نومولود بچے کو ان میں سے کسی کے پاس لے کر جانا تاکہ وہ اسے کھجور کی گھٹی دے اور بچے کے پیٹ میں سب سے پہلے جو چیز داخل ہو، وہ نیک لوگوں کا لعاب ہو، اسی طرح ان کے پسینے سے برکت حاصل کرنا وغیرہ۔ اس قسم کی بہت سی باتیں علامہ ابوزکریا نووی رحمہ اللہ نے شرح صحیح مسلم میں ان احادیث کے تحت کی ہیں،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جن میں صحابہ کرام کے نبی کریم ﷺ کے آثار سے تبرک لینے کا بیان تھا۔علامہ نووی رحمہ اللہ نے یہ سمجھ لیا کہ باقی نیک لوگوں کا بھی اس سلسلے میں وہی معاملہ ہے، جو نبی کریم ﷺ کا تھا،لیکن یہ واضح غلطی ہے۔اس کی کئی وجوہات ہیں؛ ① نیک لوگ فضل و برکت میں نبی کریم ﷺ کے برابر تو کجا قریب بھی نہیں پھٹکتے۔ ② عام نیک لوگوں کی نیکی متحقق نہیں ہوتی، کیونکہ نیکی تو دل کی پاکیزگی سے ثابت ہوتی ہے اور دل کا معاملہ ایسا ہے،جس کا علم صرف نص سے ہوسکتا ہے۔مثلاً صحابہ کرام جن کی اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے تعریف کی یا تابعین ائمہ اور وہ لوگ جن کی نیکی اور دین داری مشہور ہوگئی، جیسے ائمہ اربعہ وغیرہ،جن کی نیکی کی ساری امت گواہی دیتی ہے۔یہ سب لوگ تو گزر چکے ہیں۔رہے باقی نیک لوگ،تو ان کی نیکی کے بارے میں زیادہ سے زیادہ ہمارا گمان ہوتا ہے۔ہم اللہ کے ہاں ان کے نیک ہونے کی امید رکھتے ہیں۔③ اگر ہم کسی شخص کے نیک ہونے کا گمان کر بھی لیں،تو اس بات کا خدشہ ختم نہیں ہوتا کہ ان کا خاتمہ بُرا ہو جائے،جبکہ اعمال کا دارومدار خاتمے پر ہے۔اگر کسی کا خاتمہ بُرا ہو جائے،تو وہ تبرک کا اہل نہیں رہے گا۔④ صحابہ کرام نے نبی کریم ﷺ کے علاوہ کسی سے تبرک نہیں لیا،نہ آپ ﷺ کی حیات مبارکہ میں نہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد۔اگر یہ نیکی کا کام ہوتا،تو وہ ضرور ہم سے پہلے اسے کرتے۔صحابہ کرام نے سیدنا ابوبکر وعمر اور عثمان وعلی وغیرہم رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ ایسا کیوں نہ کیا،جن کے لیے نبی کریم ﷺ نے جنت کی گواہی دی تھی؟اسی طرح تابعین کرام نے امام سعید بن مسیّب،علی بن حسین، اویس قرنی،حسن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بصری وغیرہ رحمہ اللہ سے کیوں تبرک نہ لیا، جن کو یقینی طور پر نیک کہا جا سکتا ہے؟ اس سے معلوم ہوا کہ تبرک کا معاملہ نبی کریم ﷺ ہی کے ساتھ خاص تھا۔ ⑤ نبی کریم ﷺ کے علاوہ کسی اور کا تبرک لینے سے یہ خطرہ پیدا ہو جائے گا کہ ایسا کرنا اسے فتنے میں مبتلا نہ کر دے۔ وہ اس وجہ سے خود پسندی، تکبر اور ریا کاری کا شکار نہ ہو جائے۔ یہ معاملہ کسی کے سامنے تعریف کرنے کی طرح ہے، بلکہ اس سے بڑھ کر مضر ہے۔''

(تَيْسِير العزيز الحميد، ص 150-151)

❁ علامہ ڈاکٹر شمس الدین، افغانی سلفی رحمہ اللہ (۱۴۲۰ھ) فرماتے ہیں:

تَبَرُّكٌ بِدْعِيٌّ؛ وَهُوَ مَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ طَلَبُ الْخَيْرِ وَالنَّمَاءِ مِنْ غَيْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى فِيمَا لَا يَقْدِرُ عَلَيْهِ إِلَّا اللّٰه، بَلْ كَانَ فِيهِ طَلَبُ الْخَيْرِ وَالنَّمَاءِ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى، وَلٰكِنْ بِوَاسِطَةِ شَيْءٍ لَّمْ يَرِدِ الشَّرْعُ بِهٖ، كَطَلَبِ الْبَرَكَةِ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى بِوَاسِطَةِ غُلَافِ الْكَعْبَةِ، أَوْ طَلَبِ الْبَرَكَةِ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى بِوَاسِطَةِ اسْتِلَامِ الْحُجْرَةِ النَّبَوِيَّةِ، أَوْ طَلَبِ الْبَرَكَةِ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى بِوَاسِطَةِ تَمْرِ الْمَدِينَةِ النَّبَوِيَّةِ، وَنَحْوِهَا مِمَّا لَمْ يَرِدْ بِهِ الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ، وَقَدْ ذَكَرْتُ عِدَّةَ أَمْثِلَةٍ لِّلتَّبَرُّكَاتِ الْبِدْعِيَّةِ الَّتِي يَرْتَكِبُهَا الْقُبُورِيَّةُ عَامَّةً وَّالدِّيُوبَنْدِيَّةُ خَاصَّةً.

''تبرک بدعی وہ ہے، جس میں غیر اللہ سے ایسی خیر و بھلائی کی طلب تو نہ ہو، جس پر صرف اللہ تعالیٰ قادر ہے، البتہ اس میں اللہ تعالیٰ سے کسی ایسی چیز کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

واسطے سے خیرو بھلائی طلب کی جائے۔ جس کا جواز شریعت میں موجود نہیں، جیسے اللہ تعالیٰ سے غلاف کعبہ یا استلامِ حجرۂ نبویہ یا مدینہ نبویہ کی کھجور وغیرہ جیسی چیزوں کے واسطے سے برکت طلب کرنا جن کا کتاب و سنت سے کوئی ثبوت نہیں۔ میں نے بدعی تبرکات کی بہت سی مثالیں ذکر کی ہیں، جن کا ارتکاب قبر پرست عموماً اور دیوبندی لوگ خصوصاً کرتے ہیں۔''

(جُهود علماء الحنفيّة في إبطال عقائد القبوريّة : 1579/3)

❀ احناف کی معتبر کتاب میں لکھا ہے:

لَا يَجُوزُ أَخْذُ شَيْءٍ مِّنْ طِيبِ الْكَعْبَةِ، لَا لِلتَّبَرُّكِ وَلَا لِغَيْرِهٖ، وَمَنْ أَخَذَ شَيْئًا مِّنْهُ؛ لَزِمَهٗ رَدُّهٗ إِلَيْهَا، فَإِنْ أَرَادَ التَّبَرُّكَ أَتٰى بِطِيبٍ مِّنْ عِنْدِهٖ؛ فَمَسَحَهٗ بِهَا، ثُمَّ أَخَذَهٗ .

''کعبہ کی کوئی خوشبو لینا جائز نہیں، نہ تبرک کے لیے نہ کسی اور مقصد کے لیے۔ جو شخص وہاں سے کوئی چیز لے، اسے لوٹانا لازم ہے۔ اگر اس کا ارادہ تبرک کا ہو، تو وہ اپنی خوشبو لے آئے اور کعبہ سے مس کر کے ساتھ لے جائے۔''

(فتاویٰ عالمگیری: 265/1)

یہ حصولِ تبرک کا نیا طریقہ ہے، جسے صحابہ و تابعین اور ائمہ دین نہیں جانتے تھے۔ اس کے بدعت ہونے کے لیے یہی کافی ہے۔

❀ علامہ اشرف علی تھانوی دیوبندی صاحب کہتے ہیں:

''غلاف کعبہ زادھا اللہ تنویراً کے تبرک ہونے اور اس کی تقبیل تبرک کے جواز میں کوئی کلام نہیں۔ اگر بوسہ دینے میں صرف اسی قدر اعتقاد ہو اور کسی کو ایذا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی نہ ہو، تو کچھ مضائقہ نہیں، موجب ثواب و برکت ہے۔" (فتاویٰ اشرفیہ، ص 65)

یہ غلو پر مبنی بدعی نظریہ ہے۔ سوائے حجر اسود کے کسی چیز کو بطورِ تبرک چومنا جائز نہیں۔

❁ علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ (۸۵۵ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ كَرَاهِيَةُ تَقْبِيلِ مَا لَمْ يَرِدِ الشَّرْعُ بِتَقْبِيلِهِ مِنَ الْأَحْجَارِ وَغَيْرِهَا.

"اس (سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے فرمان) سے ثابت ہوتا ہے کہ جن پتھروں وغیرہ کے چومنے کا ذکر شریعت میں موجود نہیں، انہیں چومنا مکروہ ہے۔"

(عمدة القاري: 241/9)

غلافِ کعبہ کے چومنے پر کون سی شرعی دلیل ہے؟

علامہ گنگوہی صاحب اور تبرکات:

❁ علامہ محمد عاشق الٰہی میرٹھی صاحب، علامہ رشید احمد گنگوہی دیوبندی صاحب کے بارے میں لکھتے ہیں:

"انسان کو جب کسی کے ساتھ محبت ہوتی ہے، تو اس کے تمام متعلقات سے الفت پیدا ہو جاتی ہے۔ چونکہ حضرت امام ربانی قدس سرہ کے سوادِ قلب میں حق تعالیٰ شانہ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت راسخ ہو گئی تھی، اس لیے حرمین شریفین کے خس و خاشاک تک آپ محبوب سمجھتے اور خاص وقعت کی نگاہ سے دیکھا کرتے تھے۔ مدنی کھجوروں کی گٹھلیاں پسوا کر صندوقچہ میں رکھ لیتے اور کبھی کبھی سفوف بنا کر پھانکا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ فرمانے لگے کہ لوگ حرمین شریفین کی چیزوں زمزمی کے ٹین اور تخم خرما (کھجور کی گٹھلی) کو یونہی پھینک دیتے ہیں۔ یہ نہیں خیال کرتے کہ ان چیزوں کو مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی ہوا لگی ہے۔مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مدنی کھجور کی گٹھلی پسی ہوئی حضرت نے صندوقچہ میں سے نکال کر مجھے عطا فرمائی کہ لو، اس کو پھانک لو۔ ایک مرتبہ مدینہ منورہ کی املی مجھے کھلائی اور ایک دفعہ مدینہ الرسول کی مٹی عطا فرمائی کہ اس کو کھا لو۔میں نے عرض کیا کہ حضرت مٹی کھانا تو حرام ہے! آپ نے فرمایا: میاں وہ مٹی اور ہوگی۔“

(تذکرۃ الرشید : 2/47-48)

۞ نیز لکھتے ہیں :

”حرمین شریفین سے آئے ہوئے تبرکات کو جب آپ اپنے خدام پر تقسیم فرماتے، تو چہرہ مبارک پر بشاشت اور آواز کے لہجہ میں مسرت و انبساط محسوس ہوتا تھا۔ آپ کا دل چاہتا تھا کہ دوسرے بھی ان اشیا کا احترام کریں۔ایک مرتبہ مولوی حسین احمد صاحب مہاجر مدنی نے ایک گھڑا بھر کر غسالہ شریف کا بھیجا۔جس دقت اور اہتمام کے ساتھ گنگوہ پہنچایا گیا، وہ ظاہر ہے۔آپ نے اس کے پہنچتے ہی اس کو کھلوایا اور سبیل لگا دی۔اس دن جو بھی آیا، جواب سلام کے بعد آپ کا یہ ارشاد ہوتا تھا: میاں مولوی یحییٰ ،ان کو بھی پانی پلاؤ۔بندہ بھی خوش نصیبی سے اس دن جا پہنچا اور تبرک سے فیض یاب ہوا......۔“(تذکرۃ الرشید:2/48)

۞ علامہ حسین احمد مدنی دیوبندی، گنگوہی صاحب کے بارے میں لکھتے ہیں:

”گنگوہ شریف کے لیے جو تبرکات عامہ تھے،وہ بھائی صاحب اپنے ساتھ لے گئے،مگر حجرہ شریفہ کا غبار،مسجد شریف کی کھجوریں (اس زمانہ میں صحن مسجد نبوی میں بھی چند درخت کھجوروں کے تھے) اور بعض خصوصی دیگر تبرکات میرے ہی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

پاس تھے۔ چونکہ حجرہ مطہرہ نبویہ علی صاحبہا الصلاۃ والسلام کے خاص خدام جن کو آغاوات کہتے ہیں، مجھ سے پڑھا کرتے تھے، اس لیے خصوصی تبرکات مجھ کو حاصل کرنے میں آسانی ہوتی تھی۔'' (نقش حیات: 102/1)

❀ نیز لکھتے ہیں:

''غبار حجرہ مطہرہ پیش کیا گیا، اس کو سرمہ میں ڈلوایا اور روزانہ اس سرمہ کو استعمال فرماتے رہے۔ مسجد نبوی علی صاحبھا الصلاۃ والسلام کی کھجوروں کے تین دانے پیش کیے گئے، ان کو تقریباً 72 حصہ میں کر کے تقسیم فرمائے۔ مدینہ منورہ کی کھجوریں جو تقسیم کی گئیں، ان کے متعلق ہدایت فرمائی کہ ان کی گٹھلیاں پھینکی نہ جائیں، ان کو ہاون دستہ میں کٹوا کر رکھ لیا اور روزانہ اس میں سے تھوڑا سا پھانک لیا کرتے تھے۔'' (نقش حیات: 103/1)

❀ علامہ حسین احمد مدنی صاحب، گنگوہی صاحب کے بارے میں لکھتے ہیں:

''بعض مخلصین نے کچھ کپڑے مدینہ منورہ سے خدمتِ اقدس میں تبرکاً ارسال کیے۔ حضرت نے نہایت تعظیم اور وقعت کی نظر سے ان کو دیکھا اور شرفِ قبول سے ممتاز فرمایا۔ بعض طلبہ حضار مجلس نے عرض بھی کیا کہ حضرت اس کپڑے میں کیا برکت حاصل ہوئی، یورپ کا بنا ہوا ہے، تاجر مدینہ میں لائے، وہاں سے دوسرے لوگ خرید لائے، اس میں تو کوئی وجہ تبرک ہونے کی نہیں معلوم ہوئی۔ حضرت نے شبہ کو ردّ فرمایا اور یوں ارشاد فرمایا کہ مدینہ منورہ کی اس کو ہوا تو لگی ہے۔ اسی وجہ سے اس کو یہ اعزاز اور برکت حاصل ہوئی۔''

(الشہاب الثاقب، ص231۔232)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ نیز لکھتے ہیں :

”حضرت مولانا (گنگوہی) کے یہاں تبرکات میں حجرہ مطہرہ نبویہ کے غلاف کا ایک سبز ٹکڑا بھی تھا۔ بروز جمعہ کبھی کبھی حاضرین و خدام کو جب ان تبرکات کی زیارت خود کرایا کرتے تھے، تو صندوقچہ خود اپنے دست مبارک سے کھولتے اور غلاف کو نکال کر اوّل اپنی آنکھوں سے لگاتے اور منہ سے چومتے تھے، پھر اوروں کی آنکھوں سے لگاتے اور ان کے سروں پر رکھتے۔“ (الشہاب الثاقب، ص231)

❁ مزید لکھتے ہیں :

”حجرہ مطہرہ نبویہ کا جلا ہوا زیتون کا تیل وہاں سے حضرت (گنگوہی) رحمۃ اللہ علیہ کے بعض مخلصین نے ارسال کیا تھا۔ حضرت نے باوجود نزاکتِ طبعی کے، جس کی حالت عام لوگوں پر ظاہر ہے، اس کو پی ڈالا۔“ (الشہاب الثاقب، ص232)

❁ نیز لکھتے ہیں :

”خود احقر (حسین مدنی) نے سوال کیا کہ بعد چالیس روز کے جالی شریف میں اندرون حجرہ مطہرہ اہل مدینہ بچوں کو داخل کرتے ہیں اور خادم روضہ مطہرہ اس کو لے جا کر سامنے روضہ اقدس کے قبلہ کی طرف لٹا دیتا ہے اور دعا مانگتا ہے۔ یہ فعل کیسا ہے؟ تو آپ نے استحسان فرمایا اور پسند کیا۔“

(الشہاب الثاقب، ص232۔233)

❁ علامہ رشید احمد گنگوہی دیوبندی صاحب کے بارے میں علامہ عاشق الٰہی میرٹھی صاحب نے یہ بھی لکھا ہے :

”مقامِ ابراہیم کا ٹکڑا جو حضرت کے پاس تھا، اس کی نسبت ارشاد فرمایا کہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

میرے پاس ایسی چیز ہے کہ اگر شیخ عبد القدوس رحمۃ اللہ علیہ موجود ہوتے، تو وہ بھی اس کی زیارت کو آتے۔ حضرت امام ربانی (گنگوہی) تبرکات کے نہایت قدر دان تھے۔ حق تعالیٰ نے آپ کو تبرکات بھی وہ عطا فرمائے تھے، جن کا دوسری جگہ وجود نہ تھا۔ مقامِ ابراہیم، جس کی زیارت سے حرم محترم میں بھی ہزار ہا مخلوق محروم رہتی ہے، اور اگر زیارت ہوتی ہے، تو عموماً رشوت دے کر، جو معصیت ہے، اس کا ٹکڑا آپ کے پاس تھا، جس کو خدام کی خواہش پر آپ صندوقچی سے نکالتے اور پانی میں ڈال کر نکال لیتے اور پانی کو مجمع پر تقسیم کرا دیا کرتے تھے۔ اس انمول تبرک کی آپ کو اس درجہ محبت وقدر تھی کہ کبھی معتبر سے معتبر خادم کے بھی حوالہ نہیں فرمایا۔ جس وقت آپ اس کی زیارت کراتے، تو مسرت سے باغ باغ ہو جاتے تھے، بمقتضائے وأما بنعمة ربک فحدث آپ نے بارہا یہ الفاظ فرمائے کہ مجھے حق تعالیٰ نے وہ شے عطا فرمائی ہے، جو دوسرے کے پاس نہیں ہے۔ آپ کے پاس بیت اللہ زادھا اللہ شرفا وتعظیما کی مقدس چوکھٹ کا چھوٹا سا ایک ٹکڑا بھی تھا۔ اس کی محبت وقدردانی بھی اسی درجہ کی تھی، بلکہ شاید اس سے بھی کچھ زیادہ۔

اعلی حضرت حاجی صاحب (امداد اللہ مہاجر مکی) کا عطا فرمایا ہوا جبہ بھی آپ کے پاس تھا۔ یہ بھی انہیں تبرکات کے صندوقچہ میں رہتا تھا۔ جس وقت آپ اس کو نکالتے، تو اوّل خود دست مبارک میں لے کر اپنی آنکھوں سے لگاتے اور پھر یکے بعد دیگرے دوسروں کو سر پر رکھنے کا موقع عطا فرماتے تھے۔ اس وقت آپ پر ایک خاص کیفیت طاری ہوتی اور یوں فرمایا کرتے تھے کہ اس کو ئی سال حضرت نے پہنا اور پھر مجھ کو خصوصیت کے ساتھ عطا فرمایا تھا۔ جو شخص

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لے کر آیا تھا، اسے یوں کہلا بھیجا تھا کہ اس کو پہننا۔ سو کبھی کبھی تعمیل ارشاد کو پہنا کرتا ہوں۔ تبرک ہے، رکھ چھوڑا ہے۔'' (تذکرۃ الرشید: 2/167۔168)

قرآن وحدیث اور سلف صالحین کے خلاف تبرک کی نئی صورتیں نکالنا کوئی محبت کی نشانی نہیں۔ محبت وہی ہے جو شریعت کی ہدایات کے مطابق کی جائے۔

پاخانے سے تبرک:

جب کوئی انسان سلف صالحین اور ائمہ ہدیٰ کے راستے سے ہٹ جائے، تو اس سے مضحکہ خیز حرکات وسکنات کا صدور یقینی ہو جاتا ہے۔

❀ الیاس صاحب کی نانی جی کے متعلق آتا ہے:

''بی امی کی عمر طویل ہوئی اور انہوں نے نواسوں کی اولاد کو بھی دیکھا۔ اخیر عمر میں بصارت اور چلنے پھرنے سے معذور ہو گئی تھیں اور مرض الموت میں تین سال کامل صاحبِ فراش رہیں، مگر نہ قلبی ولسانی ذکر اللہ میں فرق آیا اور صبر ورضا بر قضا میں کمی لاحق ہوئی۔ جس مریض کو تین سال مرضِ اسہال میں اس طرح گزریں کہ کروٹ بدلنا بھی دشوار ہو، اس کے متعلق یہ خیال بے موقع نہ تھا کہ بستر کی بدبو دھوبی کے یہاں بھی نہ جائے گی، مگر دیکھنے والوں نے دیکھا کہ غسل کے لیے چارپائی سے اتارنے پر پوتڑے نکالے گئے، جو نیچے رکھ دیے جاتے تھے، تو ان میں بدبو کی جگہ خوشبو اور ایسی نرالی مہک پھوٹتی تھی کہ ایک دوسرے کو سونگھاتا اور ہر مرد وعورت تعجب کرتا تھا۔ چنانچہ بغیر دھلوائے ان کو تبرک بنا کر رکھ لیا گیا۔'' (تذکرۃ الخلیل از محمد عاشق الٰہی میرٹھی، ص 96)

جس شریعت میں صحابہ کرام جیسی مقدس ہستیوں کے لباسوں سے تبرک لینا روا نہ رکھا گیا، اس میں کسی عام آدمی کی نانی کے پاخانے والے پوتڑوں کے تبرک کی کیا حیثیت ہو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سکتی ہے، اس کا اندازہ لگانا مشکل نہیں۔

❁ علامہ اشرف علی تھانوی دیوبندی صاحب کہتے ہیں:

''ایک متقی پرہیزگار بزرگ نے مجھے ایک انگرکھا (اچکن) مومی چھینٹ کا دیا تھا۔ میں اس کو تبرک سمجھ کر پہنتا تھا۔اس کا یہ اثر تھا کہ جب تک وہ بدن پر رہتا، معصیت اور گناہ کا خطرہ تک نہ آتا تھا۔لوگ کہتے ہیں کہ بزرگوں کے کپڑوں میں کیا رکھا ہے؟ مگر میں نے تو یہ مشاہدہ کیا ہے۔''

(مجالس حکیم الامت از مفتی محمد شفیع، ص:100)

کپڑوں سے تبرک صرف نبی کریم ﷺ کا خاصہ تھا۔اس خصوصیت میں آپ ﷺ کا کوئی شریک نہیں ہوسکتا۔جب صحابہ کرام وتابعین عظام نے خلفاءِ راشدین کے کپڑوں سے تبرک حاصل نہیں کیا،تو صدیوں بعد کسی بزرگ کو یہ شرف کیسے حاصل ہوسکتا ہے؟

❀❀❀❀❀❀❀

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

منسوب آثار کی حقیقت

رسول اللہ ﷺ کے آثارِ مبارکہ سے تبرک صرف آپ ﷺ کے قریب زمانے والے لوگوں، یعنی صحابہ کرام، تابعین عظام اور تبع تابعین کے حصے میں آیا۔ چودہ سو سال گزر جانے کے بعد ان آثار سے تبرک کا حصول ممکن نہیں، کیونکہ یہ سارے آثار مفقود ہو چکے ہیں۔ دنیا میں ان کا کوئی وجود نہیں۔ بعض حضرات نے آپ ﷺ سے منسوب کر کے آثار وضع کیے ہوئے ہیں۔ ان کے پاس اس کی کوئی سند نہیں ہے۔

جس طرح رسول اللہ ﷺ سے کوئی قول، فعل یا سکوت منسوب کرنا بہت احتیاط کا کام ہے کہ جھوٹ منسوب کرنے سے نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث صادق آتی ہے:

مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ؛ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ .

"جو شخص مجھ پر جھوٹ بولے، وہ اپنا ٹھکانہ جہنم سمجھے۔"

(صحيح البخاري : 107، صحيح مسلم : 3)

اسی طرح کسی ایسے اثر، مثلاً نعلین، بال، جبہ یا پگڑی کو آپ ﷺ کی طرف منسوب کرنا، جو درحقیقت آپ ﷺ کا نہ ہو، تو ایسا شخص بھی بلاشبہ نبی کریم ﷺ کی مندرجہ بالا وعید کا مصداق ہوگا۔ لہٰذا ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرنا چاہیے، جو خودساختہ تبرکاتِ نبویہ لوگوں میں متعارف کراتے ہیں یا ان کی تشہیر کا سبب بنتے ہیں۔

اگر کوئی شخص چودہ سو سال گزر جانے کے بعد نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب تبرکات کا دعویٰ کرتا ہے، تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے دعویٰ پر صحیح سند پیش کرے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اگر کوئی کہے کہ یہ نعلین شریفین نبی کریم ﷺ کے ہیں یا یہ مبارک بال آپ ﷺ کے ہیں، تو کیا اتنی سی بات پر ان نعلین اور بالوں کی تعظیم و تکریم کرنا شروع کر دیں گے؟ ان سے تبرک حاصل کرنے لگیں گے، یا اس انتساب پر صحیح سند کا بھی مطالبہ کریں گے؟ اگر وہ صحیح ثبوت فراہم نہ کر سکے تو ان چیزوں کی نسبت نبی کریم ﷺ کی طرف کرنا درحقیقت آپ ﷺ کی ذات گرامی پر جھوٹ باندھنا ہے، لہٰذا اس معاملہ کی حساسیت کو سمجھنا ہو گا۔

یہ بات بجا ہے کہ نبی کریم ﷺ سے منسوب کوئی چیز باوثوق ذرائع سے ثابت ہو جائے، تو اس سے تبرک کا انکار کرنا سراسر بدبختی ہے، لیکن المیہ یہ ہے کہ بعض لوگ نبی ﷺ کے معاملہ کو انتہائی کم سمجھ لیتے ہیں، حالاں کہ یہ انتہائی حساس معاملہ ہے۔

آثار نبویہ مفقود ہو چکے ہیں:

یہ ناقابل تردید حقیقت ہے کہ آثارِ نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام مفقود ہو گئے ہیں، اب دُنیا میں ان کا وجود باقی نہیں رہا۔

- منبر رسول ﷺ سن ۶۵۴ھ میں جل گیا تھا۔
- امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کا جنازہ نبی کریم ﷺ کی چارپائی پر اٹھایا گیا تھا۔

(تاريخ يحيى بن معين برواية الدّوري : 67/3)

بعد میں اس مبارک چارپائی کا کیا ہوا؟ کوئی علم نہیں۔

- اسی طرح عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کے پاس نبی کریم ﷺ کی چھڑی مبارک تھی، جسے وہ ہر وقت اپنی تلوار کے ساتھ باندھ کر رکھا کرتے تھے، ان کی وصیت تھی کہ اس چھڑی کو ان کے کفن کے ساتھ رکھ دیا جائے، چنانچہ اسے ان کے ساتھ ہی دفن کر دیا گیا۔

(مُسند الإمام أحمد : 486/3، وسندهٗ حسنٌ)

امام ابن خزیمہ (982) اور امام ابن حبان رحمہما اللہ (7160) نے اس حدیث کو، حافظ ابن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حجر رحمہ اللہ (فتح الباری: 437/2) نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

❁ سیدنا سہیل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک صحابی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی چادر مبارک مانگی اور وہ چادر ہی ان کا کفن بنی۔(صحيح البخاري : 1277)

❁ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی مبارک جس پر ''محمد رسول اللہ'' کندہ تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچی۔ان کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی انگلی کی زینت بنی۔ بالآخر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے یہ انگوٹھی کنویں میں گر گئی، بسیار کوشش کے باوجود نہ مل سکی۔(صحيح البخاري : 5866-5879)

بیعتِ رضوان والے درخت کا معاملہ:

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

رَجَعْنَا مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ، فَمَا اجْتَمَعَ مِنَّا اثْنَانِ عَلَى الشَّجَرَةِ الَّتِي بَايَعْنَا تَحْتَهَا، كَانَتْ رَحْمَةً مِّنَ اللّٰهِ .

''ہم (مقام حدیبیہ پر) صلح حدیبیہ کے دوسرے سال آئے، تو ہم میں سے دو آدمی بھی اس درخت کی نشاندہی پر متفق نہ ہو سکے، جس کے نیچے ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔''

(صحيح البخاري : 2958)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

أَنْ لَّا يَحْصُلَ بِهَا افْتِتَانٌ لِّمَا وَقَعَ تَحْتَهَا مِنَ الْخَيْرِ، فَلَوْ بَقِيَتْ لَمَا أُمِنَ تَعْظِيمُ بَعْضِ الْجُهَّالِ لَهَا، حَتّٰى رُبَّمَا أَفْضٰى بِهِمْ إِلَى اعْتِقَادِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

أَنَّ لَهَا قُوَّةَ نَفْعٍ أَوْ ضَرٍّ، كَمَا نَرَاهُ الْآنَ مُشَاهَدًا فِيمَا هُوَ دُونَهَا، وَإِلٰى ذٰلِكَ أَشَارَ ابْنُ عُمَرَ بِقَوْلِهٖ : كَانَتْ رَحْمَةً مِّنَ اللّٰهِ، أَيْ كَانَ خَفَاؤُهَا عَلَيْهِمْ بَعْدَ ذٰلِكَ رَحْمَةً مِّنَ اللّٰهِ تَعَالٰى .

''(اسے بیان کرنے کی حکمت یہ ہے کہ) خیر کا جو معاملہ اس درخت کے نیچے رونما ہوا تھا، اس کی وجہ سے لوگ فتنے میں نہ پڑیں۔ اگر وہ باقی رہتا، تو بعض جاہل لوگوں کی طرف سے اس کی تعظیم کرنے کا اندیشہ ردّ نہیں کیا جا سکتا تھا۔ یہاں تک کہ لوگ یہ عقیدہ گھڑ لیتے کہ درخت نفع و نقصان کا مالک ہے، جیسا کہ ہم اپنے مشاہدہ میں دیکھ رہے ہیں کہ اس سے کم تر چیزوں سے یہ معاملہ کیا جا رہا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بات میں اسی کی طرف اشارہ کیا تھا کہ اس سال کے بعد اس درخت کا مخفی ہو جانا اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔''

(فتح الباري : 118/6)

❁ امام سعید بن مسیّب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں :

كَانَ أَبِي مِمَّنْ بَايَعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ الشَّجَرَةِ، قَالَ : فَانْطَلَقْنَا فِي قَابِلٍ حَاجِّينَ، فَخَفِيَ عَلَيْنَا مَكَانُهَا، فَإِنْ كَانَتْ تَبَيَّنَتْ لَكُمْ؛ فَأَنْتُمْ أَعْلَمُ .

''میرے والد گرامی ان لوگوں میں شامل تھے، جنھوں نے درخت کے نیچے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ وہ فرماتے ہیں کہ دوسرے سال جب ہم حج کرنے کے لیے گئے، تو ہمیں درخت والی جگہ نہ ملی۔ اگر وہ تمہارے سامنے ظاہر ہو جائے، تو تم زیادہ سمجھ دار ہو۔'' (صحیح مسلم : 1859)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ الْعُلَمَاءُ : سَبَبُ خَفَائِهَا أَلَّا يُفْتَتَنَ النَّاسُ بِهَا لِمَا جَرٰى تَحْتَهَا مِنَ الْخَيْرِ وَنُزُولِ الرِّضْوَانِ وَالسَّكِينَةِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ، فَلَوْ بَقِيَتْ ظَاهِرَةً مَّعْلُومَةً لَّخِيفَ تَعْظِيمُ الْأَعْرَابِ وَالْجُهَّالِ إِيَّاهَا وَعِبَادَتُهُمْ لَهَا، فَكَانَ خَفَاؤُهَا رَحْمَةٌ مِّنَ اللّٰهِ تَعَالٰى .

''علمائے کرام نے اس کے مفقود ہونے کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ اس درخت کے نیچے جو خیر، خوشنودی اور سکینت وغیرہ ملی تھی، اس کی وجہ سے لوگ فتنہ میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ اگر وہ ظاہر اور معلوم رہتا تو دیہاتی اور جاہل لوگ اس کی تعظیم اور عبادت کرنے لگتے، لہٰذا اس کا مخفی رہنا اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔''

(شرح مسلم : 5/13)

جب زمین کا ایک ظاہری ٹکڑا صحابہ پر مخفی ہو گیا، تو ہمارے زمانہ میں قطعیت اور یقین کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی طرف تبرکات کی نسبت کا دعویٰ ممکن نہیں۔ یہ نسل در نسل ثقہ اور معتبر راویوں کے واسطے سے ہم تک نہیں پہنچے، نہ ان کے متعلق دعویٔ تواتر ثابت ہے۔ محض جھوٹے اور بدعقیدہ لوگوں کی باتوں کا کیا اعتبار کیا جا سکتا ہے؟ ایسے لوگوں کے بے بنیاد دعووں کا اللہ رب العزت نے ہمیں مکلّف نہیں ٹھہرایا، جو دروغ گوئی میں بے باک ہیں۔

موجودہ آثار کے بارے علامہ لکھنوی حنفی رحمہ اللہ کی رائے:

❁ برصغیر پاک و ہند کے مشہور حنفی عالم علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ (١٣٠٤ھ) کی آثارِ انبیا کے بارے میں نصیحت آموز تحریر ملاحظہ ہو:

''پس ان تمام احادیث و روایات سے اہل ایمان کی نظر میں بہ خوبی ثابت ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ جملہ آثار و مشاہد نبوی سے برکت حاصل کرنا اور ان کی عظمت کرنا اللہ کی نعمتوں میں سے عمدہ نعمت ہے اور اس قسم کی برکت اور تعظیم کا ثبوت خود حضور روحی فداہ اور حضرات صحابہ کرام علیہم السلام کے افعال سے پایا جاتا ہے، لیکن مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اس بات پر غور کریں کہ جس طرح ان احادیث سے آثار نبوی کی برکت اور تعظیم کا ثبوت ہوتا ہے، اسی طرح تعظیم اور برکت حاصل کرنے کا طریقہ بھی معلوم ہوتا ہے، پس جس طرح وہ شخص جو منکر برکت آثار نبویہ ہو، بددین اور گناہ گار ہے، اسی طرح وہ شخص بھی مبتدع اور مخالف سنت سمجھا جائے گا جو طریق مرویہ حدیث کے خلاف تعظیم کا کوئی خاص طریقہ اپنی طرف سے ایجاد کرے، کیونکہ مخالفتِ سنت میں دونوں برابر ہیں اور یہ اس صورت میں ہے کہ جبکہ اس طریقہ مخترعہ میں کوئی امر خاص صریح منہیات شرعیہ اور محرمات یقینیہ سے شامل نہ ہو اور اگر اس طریقہ مخترعہ میں کوئی امر محرمات شرعیہ سے بھی شامل کیا جائے تو ایسی حالت میں دو نقصان ہوں گے، ایک تو طریق خاص کا احداث اور دوسرے محرمات شرعیہ کا ارتکاب اور ان دونوں باتوں کا حکم یہ ہے کہ ان کا مرتکب غیر مستحل فاسق اور مستحل کافر ہے۔

دوسری اس بات پر بھی غور کرنا چاہئے کہ جو برکت اور تعظیم حضور سرور انبیا علیہ التحیۃ والثنا کے آثار کے لیے ثابت ہے، وہ حضور ہی کے آثار کے ساتھ مخصوص ہے، دوسرے کے آثار کے ساتھ وہ معاملہ کرنا جو آپ کے آثار کے ساتھ مخصوص ہے، حرام ہے۔ پس ضرور ہوا جس کسی خاص جبہ اور خاص لباس اور خاص بال کی نسبت یہ دعوی کیا جائے کہ حضور روحی فداہ کے آثار ہیں تو اول

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس بات کا یقین حاصل کیا جائے کہ فی الواقع یہ آثار آپ کے ہیں یا دوسرے شخص کے ہیں، جن کو آپ کی جانب کسی طمع سے نسبت کر دی ہے تا کہ اس یقین سے غیر کے آثار کے ساتھ آنحضرت کے آثار کا ایسا برتاؤ لازم نہ آئے اور اس قسم کا یقین کا حصول ایسے امور کی نسبت بغیر طریقے کے متعذر ہے، جس کو محدثین رحمہم اللہ نے روایتِ حدیث میں اختیار کیا ہے، کیونکہ اثبات آثار نبوی بھی حدیث ہے، جو رسول سے مروی ہو اور جو حدیثِ رسول سے مروی ہو، اس میں یہی طریقہ مسلوک ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ جب اُن آثار کا ثبوت ایسے طریق روایت پر موقوف ہو تو اس کی صحت اور عدم صحت بھی صحت اسناد اور عدم صحت اسناد پر موقوف ہو گی اور جب اس کے لیے سند ضعیف بھی میسر نہ ہو تو صرف جاہلوں کے محضر نامے اس کو ثابت نہیں کر سکتے، پس خلاصہ کلام کا یہ ہو گا کہ بلاشبہ تعظیم آثار نبوی علامات ایمان میں سے ہے، جس کا ثبوت احادیث صحیحہ سے ہوتا ہے، لیکن وہ تعظیم اور تبرک انہیں طرق میں منحصر ہے جو احادیث سے ثابت ہیں اور یہ تعظیم اس بات کی فرع ہے کہ ان آثار و تبرکات کا انتساب حضور سرور کائنات علیہ السلام والصلاۃ کی ذات اقدس کی طرف صحیح ہو اور صحت انتساب صحت روایت پر موقوف ہے، پس جو آثار بصحت روایت ثابت ہیں، بلاشبہ ان کی تعظیم حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے طریقہ کے موافق کرنا چاہیے اور ان سے برکت حاصل کرنے میں کوئی شبہ نہیں اور جو بصحتِ روایت ثابت نہ ہوں، اُن کے ساتھ بے تحقیق کیے ہوئے وہ معاملہ کرنا جو آپ کے آثارِ ثابتہ سے کرنا چاہیے، ایسا ہے جیسے بے سند کلام کو حدیث کہنا اور اُس پر عمل کرنا جن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی نسبت سخت وعید وارد ہے۔“

(مَجموع الفتاوی : 3/175-176)

ایک بریلوی مفتی صاحب کی رائے :

❁ علامہ محمد شریف الحق امجدی بریلوی صاحب (مبارک پور، اعظم گڑھ، یو، پی) نے لکھا ہے:

”محض شاہی مسجد میں رکھا ہونا کوئی ثبوت نہیں کہ فلاں چیز حضور اقدس ﷺ کی استعمال کی ہوئی ہے، اس کے لیے ثبوت کی حاجت ہے، اس لیے دلیل آپ کے ذمے ہے۔“ (فتاویٰ شارح بخاری:1/479)

موجودہ آثار اور اہل علم :

❁ شیخ الاسلام، ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸) فرماتے ہیں:

هٰذَا إِذَا كَانَ النَّعْلُ صَحِيْحًا، فَكَيْفَ بِمَا لَا يُعْلَمُ صِحَّتُهُ، أَوْ بِمَا يُعْلَمُ أَنَّهُ مَكْذُوْبٌ، كَحِجَارَةٍ كَثِيْرَةٍ يَّأْخُذُهَا الْكَذَّابُوْنَ وَيَنْحِتُوْنَ فِيْهَا مَوْضِعَ قَدَمٍ، وَيَزْعُمُوْنَ عِنْدَ الْجُهَّالِ أَنَّ هٰذَا الْمَوْضِعَ قَدَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

”یہ (تعظیم والا معاملہ) تو اس وقت (زیر بحث آ سکتا) ہے، جب ان جوتوں کی نسبت نبی کریم ﷺ سے ثابت ہو۔لیکن اگر ان کی صحت کا علم ہی نہیں یا ان کا جھوٹا ہونا بالکل معلوم ہے،جس طرح بعض جھوٹے لوگ پتھر لے کر اس میں آپ ﷺ کے پاؤں کا نقش بناتے ہیں اور پھر جاہلوں کے سامنے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اس جگہ پر نبی کریم ﷺ کے قدموں کے نشان ہیں،تو اس

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

صورتِ حال میں ان کی تعظیم کیسے درست ہو سکتی ہے؟‘‘

(اقتضاء الصّراط المستقیم : 337/2)

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

مِثْلُ هٰذَا يَقُوْلُهٗ هٰذَا الْإِمَامُ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَمْسِيْنَ سَنَةً، فَمَا الَّذِي نَقُوْلُهٗ نَحْنُ فِي وَقْتِنَا لَوْ وَجَدْنَا بَعْضَ شَعْرِهٖ بِإِسْنَادٍ ثَابِتٍ، أَوْ شِسْعَ نَعْلٍ كَانَ لَهٗ، أَوْ قُلَامَةَ ظُفْرٍ، أَوْ شَقَفَةً مِّنْ إِنَاءٍ شَرِبَ فِيْهِ، فَلَوْ بَذَلَ الغَنِيُّ مُعْظَمَ أَمْوَالِهٖ فِي تَحْصِيْلِ شَيْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ عِنْدَهٗ، أَكُنْتَ تَعُدُّهٗ مُبَذِّرًا أَوْ سَفِيْهًا؟ كَلَّا .

’’یہی بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پچاس سال بعد اس امام (محمد بن سیرین رحمہ اللہ) نے کہی ہے۔اب اگر ہمارے زمانے میں ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال، جوتے کے تسمے، ناخن اور برتن کا ٹکڑا، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پانی نوش فرمایا کرتے تھے، کا ثبوت صحت ِسند کے ساتھ مل جائے تو ہم کیا کہیں گے؟ اگر کوئی امیر آدمی اس کے حصول کی خاطر کثیر زرخرچ کر دے تو کیا ہم اسے فضول خرچ اور بیوقوف کہیں گے؟ نہیں! ہرگز نہیں۔‘‘ (سِيَر أعلام النُّبلاء : 42/4)

ثابت ہوا کہ اہل علم تبرکات ِنبویہ کے ثبوت کے لیے سند کو بنیاد بناتے ہیں۔

❀ محدث العصر علامہ البانی رحمہ اللہ (۱۴۲۰ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا وَلَا بُدَّ مِنَ الْإِشَارَةِ إِلٰى أَنَّنَا نُؤْمِنُ بِجَوَازِ التَّبَرُّكِ بِآثَارِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا نُنْكِرُهٗ خِلَافاً لِّمَا يُوْهِمُهٗ صَنِيْعُ خُصُوْمِنَا،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وَلٰكِنْ لِّهٰذَا التَّبَرُّكِ شُرُوْطاً؛ مِّنْهَا الْإِيْمَانُ الشَّرْعِيُّ الْمَقْبُوْلُ عِنَدَ اللّٰهِ، فَمَنَ لَّمْ يَكُنْ مُّسْلِماً صَادِقَ الْإِسْلَامِ؛ فَلَنْ يُّحَقِّقَ اللّٰهُ لَهٗ أَيَّ خَيْرٍ بِتَبَرُّكِهٖ هٰذَا، كَمَا يُشْتَرَطُ لِلرَّاغِبِ فِي التَّبَرُّكِ أَنْ يَّكُوْنَ حَاصِلًا عَلٰى أَثَرٍ مِّنْ آثَارِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَسْتَعْمِلُهٗ، وَنَحْنُ نَعْلَمُ أَنَّ آثَارَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ثِيَابٍ أَوْ شَعْرٍ أَوْ فُضْلَاتٍ قَدْ فُقِدَتْ، وَلَيْسَ بِإِمْكَانِ أَحَدٍ إِثْبَاتُ وُجُوْدِ شَيْءٍ مِّنْهَا عَلٰى وَجْهِ الْقَطْعِ وَالْيَقِيْنِ، وَإِذَا كَانَ الْأَمْرُ كَذٰلِكَ؛ فَإِنَّ التَّبَرُّكَ بِهٰذِهِ الْآثَارِ يُصْبِحُ أَمْراً غَيْرَ ذِي مَوْضُوْعٍ فِي زَمَانِنَا هٰذَا، وَيَكُوْنُ أَمْراً نَّظَرِيًّا مَّحْضًا، فَلَا يَنْبَغِي إِطَالَةُ الْقَوْلِ فِيْهِ.

''ہم ضرور آثارِ نبویہ سے تبرک کے جواز پر ایمان لاتے ہیں،اس کا انکارنہیں کرتے، لیکن مخالفین ہمارے خلاف پروپیگنڈا کرتے ہیں۔ہمارے نزدیک تبرک حاصل کرنے کی کچھ شروط ہیں،ان میں سے ایک شرط شریعت پر ایسا ایمان ہے، جو اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہو۔جو شخص سچا مسلمان نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ اسے آثارِ نبویہ سے تبرک میں کوئی خیر نہیں دیتا۔اسی طرح تبرک حاصل کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ اس کے پاس آپ ﷺ کے کچھ آثار بھی ہوں، جن سے وہ تبرک لیتا ہو۔مگر ہمیں معلوم ہے کہ نبی کریم ﷺ کے بال، لباس اور دیگر آثار مفقود ہو چکے ہیں۔اب کسی کے بس کی بات نہیں کہ وہ انہیں یقینی اور قطعی طور پر ثابت کر سکے۔ جب معاملہ یہ ہے تو ہمارے زمانے میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آثارِ نبویہ سے تبرک لینا بے جا ہے۔ یہ محض ایک خیالی معاملہ ہے، جس پر لمبی گفتگو کرنا نامناسب ہے۔''

(التَّوَسُّل وأنواعه و أحكامه، ص 144، وفي نسخة، ص 161-162)

علامہ احمد رضا خان بریلوی صاحب کا مؤقف:

✿ امام بریلویت، احمد رضا خان صاحب لکھتے ہیں:

''ایسی جگہ ثبوت یقینی یا سند محدثانہ کی اصلاً حاجت نہیں، اس کی تحقیق و تنقیح کے پیچھے پڑنا اور بغیر اس کے تعظیم و تبرک سے باز رہنا سخت محرومی کم نصیبی ہے۔ ائمہ دین نے صرف حضورِ اقدس کے نام سے اُس شے کا معروف ہونا کافی سمجھا ہے۔''

(فتاویٰ رضویہ: 412/21)

نہ معلوم وہ کون سے ائمہ دین ہیں، جو آثارِ نبویہ کے لیے سند کو بنیاد نہیں بناتے، بلکہ شہرت پر اکتفا کر لیتے ہیں، ہم ثبوتوں کے ساتھ بیان کر چکے ہیں علمائے کرام تو اس کے لیے سند کو ضروری سمجھتے ہیں۔

ہم کہتے ہیں کہ تحقیق و تنقیح کے پیچھے نہ پڑنا اور بغیر تحقیق کے تعظیم و تبرک میں پڑنا کم نصیبی اور محرومی ہے۔

✿ مفتی احمد یار خان نعیمی بریلوی صاحب لکھتے ہیں:

''تبرکات کے ثبوت کے لیے مسلمانوں میں یہ مشہور ہونا کہ یہ حضور کے تبرکات ہیں، کافی ہے۔'' (جاء الحق: 376/1)

✿ نیز لکھتے ہیں:

''ہم کہتے ہیں کہ ہم فلاں کے بیٹے فلاں کے پوتے ہیں، اس کا ثبوت نہ قرآن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں ہے، نہ حدیث سے،نہ ہماری والدہ کے نکاح کے گواہ موجود،مگر مسلمانوں میں اس کی شہرت ہے،اتنا ہی کافی ہے، اسی طرح یادگاروں کے ثبوت کے لیے صرف شہرت معتبر ہے۔''(جاء الحق:376/1)

لیکن ہم کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف نسبت کا معاملہ عام دعوؤں سے مختلف ہے۔رسول اللہ ﷺ کی طرف کسی چیز کو منسوب کرنا دلیل وثبوت کا متقاضی اور احتیاط طلب معاملہ ہے۔رسول اللہ ﷺ کی طرف کسی اثر کو منسوب کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ایک فعل کی نسبت آپ ﷺ کی طرف کی جا رہی ہے۔اس کی مثال یوں لیں کہ کسی جوتے کو نبی کریم ﷺ سے منسوب کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ یہ جوتا پہنا کرتے تھے۔یوں یہ ایک حدیث ہے اور کسی جھوٹی حدیث کو آپ ﷺ کی طرف منسوب کرنے کا انجام یہ ہے:

مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا؛ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ .

''جس نے جان بوجھ کر میری طرف جھوٹ منسوب کیا،وہ اپنا ٹھکانہ جہنم سمجھے۔''

(صحيح البخاري :1291، صحيح مسلم : 3)

رہی یادگاروں کی بات،تو جن یادگاروں کے متعلق واقعات قرآن وحدیث میں موجود ہیں یا وہ تواتر کے ساتھ ثابت ہیں،ان کے متعلق کوئی شبہ نہیں ہوسکتا،لیکن جو یادگاریں بغیر ثبوت کے کسی کی طرف منسوب ہیں،وہ بھی مشکوک ہی ہوں گی۔

موجودہ دَور کے جعلی تبرکات بھی تواتر سے ثابت نہیں،لہٰذا انہیں نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کرنا بہت بڑی جسارت ہے۔

باقی جو نکاح کی بات کی گئی ہے،تو شریعت نے اس میں گواہوں کی موجودگی اسی لیے ضروری اور لازمی شرط کے طور پر رکھی ہے کہ اس کے ثبوت میں کوئی دقت نہ ہو۔ظاہر ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ نکاح علی الاعلان کیا جاتا ہے اور دو خاص گواہوں کے علاوہ باقی سارے لوگ بھی اس نکاح کے گواہ ہی ہوتے ہیں۔ دو لوگوں کو خاص طور پر گواہ اس لیے بنایا جاتا ہے کہ اگر اس بارے میں کوئی قانونی پیچیدگی ہوتی ہے، تو یہ لوگ عدالت کو اس حوالے سے مطمئن کر سکیں۔ جب پورے علاقے والے لوگ نکاح کے گواہ ہوتے ہیں، تو موجودہ اور آنے والی تمام نسلوں کو بھی یہ گواہی پہنچتی جاتی ہے۔ اگر کسی شخص کے نکاح کے دونوں گواہ فوت ہو چکے ہوں، تو کیا عدالت میں اس کے نکاح کا ثبوت پیش نہیں کیا جا سکے گا؟

اس کے برعکس نبی کریم ﷺ سے منسوب تبرکات کو ثابت کرنا ممکن ہی نہیں۔ محدثین اور اہل علم نے اس کے لیے تواتر یا سندِ صحیح کی شرط لگائی ہے اور موجودہ تبرکات کو خود احناف اہل علم نے بھی مسترد کر دیا ہے، جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔

❀ مفتی نعیمی بریلوی صاحب ایک واقعہ ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”ان سے پوچھا گیا کہ جناب کا اسم شریف کیا ہے؟ فرمانے لگے: عبدالرحمٰن، والد مہربان کا اسم گرامی کیا ہے؟ فرمایا کہ عبد الرحیم، ہم نے پوچھا کہ اس کا ثبوت کیا ہے؟ کہ آپ عبدالرحیم صاحب کے فرزند ہیں؟ اولاً تو اس نکاح کے گواہ نہیں، اگر کوئی ہو بھی تو وہ صرف عقد نکاح کی گواہی دے گا، یہ کیسے معلوم ہوا کہ جناب کی ولادت شریف ان کے ہی قطرے سے ہے، رُک کر بولے کہ جناب مسلمان کہتے ہیں کہ میں ان کا بیٹا ہوں اور مسلمانوں کی گواہی معتبر ہے، ہم نے کہا: جب مسلمان کہتے ہیں کہ یہ رسول اللہ کا بال شریف ہے اور مسلمانوں کی گواہی معتبر ہے، شرمندہ ہو گئے۔“ (جاء الحق: 378/1)

مفتی نعیمی صاحب یہاں خلط مبحث سے کام لے رہے ہیں۔ بات نبی کریم ﷺ کی طرف کسی چیز کی نسبت کی ہو رہی ہے، جس کے بارے میں بڑی وضاحت وصراحت سے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

یہ بات بیان ہو چکی ہے کہ آپ ﷺ کی طرف جھوٹی نسبت جہنم میں جانے کا باعث ہے۔اس کے برعکس شریعت ہی نے یہ بتایا ہے کہ اگر کسی کے گھر کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے،تو وہ اسی کی طرف منسوب ہو گا۔اگر کوئی شخص یہ بھی دعویٰ کر دے کہ میں نے اس کی ماں کے ساتھ زنا کیا تھا اور یہ میرا بچہ ہے،تو بھی اس کا دعویٰ مسترد کر دیا جائے گا۔یہ بچہ تو اسی کا ہو گا،جس کے بستر پر پیدا ہوا ہے،جبکہ زنا کا دعویٰ کرنے والے کو زنا کی سزا دی جائے گی۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ، وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ.

''بچہ بستر (والے) کا ہی ہو گا،البتہ (شادی شدہ) زانی کے لیے(زنا کی سزا کے طور پر) پتھر ہیں۔''(صحيح البخاري : 6749، صحيح مسلم : 1457)

اگر کوئی کہے کہ فلاں شخص فلاں کا بیٹا نہیں،تو اس نے اس پر حرامی ہونے کا دعویٰ کیا ہے،اس دعویٰ پر اسے چار گواہ پیش کرنا ہوں گے،ورنہ اسے کوڑے لگائے جائیں گے،مگر تبرکات کے متعلق کوئی دعویٰ کر دے کہ یہ تبرکات اصلی نہیں تو اس کو گواہ پیش کرنے کی ضرورت نہیں،البتہ تبرکات کے اصلی ہونے کے دعویدار پر ثبوت پیش کرنا ضروری ہے۔

لٰہذا تبرکات کو نکاح یا کسی کے حلالی و حرامی ہونے کے دعوے پر قیاس کرنا خطا ہے۔

ایک جھوٹے نقشِ پا کا قصہ:

حالیہ واقعہ ہے،موضع ''دھرابی'' ضلع چکوال میں ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ میرے گھر میں نبی کریم ﷺ تشریف لائے ہیں اور آپ ﷺ کے مبارک قدم کا نشان باقی ہے۔قبوری لوگ قافلوں کی صورت میں وہاں پہنچے،لیکن بہت جلد اس جھوٹے دعویٰ کی قلعی کھل گئی۔

ہر مسلمان کو معلوم ہونا چاہیے کہ تبرکات کا معاملہ دین اور عقیدہ کا مسئلہ ہے،اسے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جھوٹے لوگوں کے رحم و کرم پر مت چھوڑا جائے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ آثارِ نبوی کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا خوف اور ڈر مدنظر رکھنا چاہیے،احتیاط کا دامن نہ چھوڑا جائے۔اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہی کا مسئلہ بڑا سخت ہے،یہ جھوٹے دعوے روزِ قیامت وبالِ جان بن جائیں گے۔

تبرکات نبویہ کی تشبیہ:

آثارِ نبویہ سے تبرک حاصل کرنا حق ہے،مگر تبرک اس طریقہ سے حاصل کیا جائے، جیسے صحابہ کرام،تابعین عظام اور تبع تابعین حاصل کیا کرتے تھے۔آج کل بعض لوگوں نے تبرکات کی شبیہات بنا لی ہیں۔اسی طرح نعلین کریمین کی فرضی اور مصنوعی تصاویر جھنڈیوں کی زینت بنتی ہیں۔

اولاً تو جن نعلین کی نسبت نبی کریم ﷺ کی طرف کی گئی ہے،وہ نسبت ثابت ہی نہیں۔ ثانیاً آثارِ نبویہ کی فرضی تصاویر اور تشبیہ سے تبرک حاصل کرنا بدعت ہے۔صحابہ کرام،تابعین عظام اور تبع تابعین اس سے ناواقف تھے۔خیر القرون میں اس کا کوئی ثبوت نہیں۔

نبی کریم ﷺ کے ساتھ محبت کا ہرگز یہ تقاضا اور مطلب نہیں کہ آپ ﷺ کے آثار کی شبیہ بنا لی جائے،اس فرضی تصویر اور شبیہ کی وہی تعظیم و تکریم بجا لائی جائے،جو اصلی تبرکات کی بھی جائز نہیں۔تبرکات کی تصویر بدعت اور منکر کام ہے۔یہ شرک تک پہنچنے کا راستہ ہموار کرنے کے مترادف ہے۔اگر کوئی ان غالیوں سے دلیل کا طلب گار ہو تو اسے گستاخ کہہ دیا جاتا ہے۔اگر کوئی ان تصاویر اور شبیہات کو مصنوعی اور فرضی کہہ دے تو اسے طرح طرح کے فتووں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور اگر کوئی فرضی تصاویر کو ختم کر دے تو اسے گستاخِ رسول قرار دیا جاتا ہے،بلکہ اس کے خلاف طوفانِ بدتمیزی برپا کر دیا جاتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان لوگوں کی اول تا آخر یہی کوشش ہے کہ لوگ حقائق کو نظر انداز کر کے ان فرضی تصاویر کے پیچھے لگ جائیں۔

آثارِ نبویہ کی شبیہات اور اسلافِ امت:

❀ امام بریلویت احمد رضا خان صاحب لکھتے ہیں:

”بالجملہ مزار اقدس کا نقشہ تابعین کرام اور نعل مبارک کی تصویر تبع تابعین اعلام سے ثابت اور جب سے آج تک ہر قرن و طبقہ کے علما و صلحا میں معمول و رائج، ہمیشہ اکابر دین ان سے تبرک اور ان کی تکریم تعظیم رکھتے آئے ہیں۔“

(شفاء الوالہ فی صور الحبیب ومزارہ ونعالہ، مندرج فی فتاویٰ رضویہ: 456/2)

تابعین اور اکابرِ دین کی طرف اس بات کی نسبت کو اگر نرم سے نرم الفاظ میں بھی بیان کیا جائے، تو یہی کہا جا سکتا ہے کہ یہ جھوٹ ہے۔ اس کا ثبوت قیامت تک ممکن نہیں۔

نعلین کی شبیہ پر ایک دلیل کا جائزہ:

بعض لوگ نعلین کی شبیہ بنانے کے جواز پر ایک واقعہ پیش کرتے ہیں، جسے حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ نے اپنی سند سے ذکر کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

قَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ : وَأَخْرَجَ إِلَيَّ أَبُوْ طَالِبٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْحَسَنِ تِمْثَالًا، فَذَكَرَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ مُّحَمَّدَ بْنَ عَدِيِّ بْنِ عَلِيِّ بْنِ زَحْرَ الْمُنْقَرِيَّ أَخْرَجَ إِلَيْهِ تِمْثَالًا، فَذَكَرَ أَنَّ أَبَا عُثْمَانَ سَعِيْدَ بْنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ التُّسْتُرِيَّ أَخْرَجَ إِلَيْهِ تِمْثَالًا، فَذَكَرَ أَنَّهٗ تِمْثَالُ لِّنَعْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَنَّ أَحْمَدَ بْنَ مُحَمَّدٍ الْفَزَارِيَّ أَخْرَجَ ذٰلِكَ إِلَيْهِ بِأَصْبَهَانَ وَحَدَّثَهٗ بِهٖ، قَالَ: وَنَا أَبُوْ طَالِبٍ،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

قَالَ : وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَدِيِّ بْنِ عَلِيِّ بْنِ زَحْرٍ الْمُنْقِرِيُّ : حَدَّثَنِي سَعِيْدُ بْنُ الْحَسَنِ التُّسْتُرِيُّ بِتُسْتُرَ : أَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَلْفَزَارِيُّ، قَالَ : قَالَ أَبُوْ اِسْحَاقَ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَسَنِ، قَالَ : قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ إِسْمَاعِيْلُ ابْنُ أَبِي أُوَيْسٍ، وَاِسْمُ أَبِي أُوَيْسٍ؛ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُوَيْسِ ابْنِ مَالِكِ بْنِ أَبِي عَامِرٍ الْأَصْبَحِيُّ، قَالَ : كَانَتْ نَعْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي حُذِيَتْ هٰذِهِ النَّعْلُ عَلٰى مِثَالِهَا؛ عِنْدَ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُوَيْسٍ الْحَذَّاءِ، فَحَذَا مِثَالَ هٰذَا النَّعْلِ بِحَضْرَتِهٖ عَلٰى مِثَالِ نَعْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهَا سَوَاءً، وَلَهَا قِبَالَانِ .

”......ابوعبداللہ اسماعیل اصبحی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے نعلین مبارک اسی طرح کے تھے، جس طرح اسماعیل بن عبداللہ بن اویس موچی کے پاس ان کی بنی ہوئی شبیہ تھی۔ اس (اسماعیل موچی) نے ان کے سامنے نبی کریم ﷺ کے جوتوں جیسے جوتے بنائے، جن کے دو تسمے تھے۔“ (تاریخ دِمَشق : 362/27)

روایت جھوٹی ہے۔

① ابو طالب عبداللہ بن حسن بن احمد بن حسن بن مثنی بصری کی توثیق نہیں ملی۔

② ابو بکر محمد بن عدی بن علی بن عدی بن زحر منقری بصری کی توثیق درکار ہے۔

③ ابو عثمان سعید بن حسن بن علی تستری کے حالات زندگی نہیں مل سکے۔

④ احمد بن محمد فزاری کا تعین اور توثیق مطلوب ہے۔

اس سند میں نامعلوم اور مجہول راوی ہیں، اس سے حجت پکڑنا جائز نہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

یہ تھی آثارِ نبویہ کی شبیہات کے جواز پر بعض لوگوں کے دلائل، جن کا جائزہ آپ کے سامنے پیش کر دیا گیا ہے۔ اگر کسی کے پاس اس کے علاوہ کچھ ہے تو پیش کرے، ورنہ مان لے کہ نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب نعلین کی تصویر بنا کر اور اس کے جھوٹے فوائد بیان کرنا دین میں دخل اندازی ہے۔

قبر رسول ﷺ کی شبیہ:

نبی کریم ﷺ کی قبر یا حجرۂ عائشہ رضی اللہ عنہا کی شبیہ بنا کر اس کی تکریم و تعظیم کرنا قبیح بدعت ہے، اس کا موجد کون تھا؟ کچھ معلوم نہیں، کسی ثقہ مسلمان سے ایسا کرنا قطعاً ثابت نہیں۔

❁ امام بریلویت احمد رضا خان صاحب لکھتے ہیں:

"رہا نقشہ روضۂ مبارکہ، اس کے جواز میں اصلاً مجال سخن و جائے دم زدن نہیں، جس طرح ان تصویروں کی حرمت یقینی ہے، یوں ہی اس کا جواز اجماعی ہے۔"

(فتاویٰ رضویہ: 439/21)

لیکن یہ دعویٰ اجماع خطا ہے۔ اجماع تو درکنار، کسی ایک صحیح العقیدہ سنی مسلمان سے اس کا جواز ثابت کرنا ناممکن ہے۔

قبر نبوی سے تبرک اور سلف صالحین:

یہاں یہ بھی یاد رہے کہ نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک تبرکات میں سے نہیں ہے، مبارک ضرور ہے، کیونکہ اس میں نبی کریم ﷺ مدفون ہیں، متبرک اس لیے نہیں کہ صحابہ کرام اور خیر القرون میں کوئی اس کا قائل نہیں۔

بعض لوگ بلا دلیل قبر مبارک سے تبرک کا جواز ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

❁ قاضی ابو الحسن علی بن عبد الکافی سبکی (۷۵۶ھ) نے لکھا ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ مَعْلُوْمًا مِّنَ الدِّيْنِ وَسِيَرِ السَّلَفِ الصَّالِحِيْنَ التَّبَرُّكُ بِبَعْضِ الْمَوْتٰى مِنَ الصَّالِحِيْنَ، فَكَيْفَ بِالْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَمَنِ ادَّعٰى أَنَّ قُبُوْرَ الْأَنْبِيَاءِ وَغَيْرِهِمْ مِّنْ أَمْوَاتِ الْمُسْلِمِيْنَ سَوَاءٌ؛ فَقَدْ أَتٰى أَمْرًا عَظِيْمًا نَّقْطَعُ بِبُطْلَانِهٖ وَخَطَئِهٖ فِيْهِ، وَفِيْهِ حَطٌّ لِّمَرْتَبَةِ النَّبِيِّ إِلٰى دَرَجَةِ مَنْ سِوَاهُ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ، وَذٰلِكَ كُفْرٌ بِيَقِيْنٍ، فَإِنَّ مَنْ حَطَّ رُتْبَةَ النَّبِيِّ عَمَّا يَجِبُ لَهٗ؛ فَقَدْ كَفَرَ، فَإِنْ قَالَ: إِنَّ هٰذَا لَيْسَ بِحَطٍّ، وَلٰكِنَّهٗ مَنْعٌ مِّنَ التَّعْظِيْمِ خَوْفاً كَمَا يَجِبُ لَهٗ، قُلْتُ: هٰذَا جَهْلٌ وَّسُوْءُ أَدَبٍ.

”دین اور سلف کی سیرت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ بعض نیک فوت شدگان سے تبرک حاصل کرنا جائز ہے، تو انبیا اور رسولوں سے کیوں جائز نہیں؟ جو شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ انبیائے کرام کی قبریں اور عام مسلمانوں کی قبریں برابر مقام رکھتی ہیں، اس نے اتنی بڑی بات کہی ہے کہ جس کے غلط اور باطل ہونے پر ہمیں یقین ہے۔ جس نے نبی ﷺ کے مقام کو عام مسلمان کے برابر سمجھا، تو یقیناً یہ کفر ہے اور جس نے نبی ﷺ کا مقام و مرتبہ کم کیا، یقیناً اس نے بھی کفر کیا۔ اگر وہ کہے کہ یہ آپ ﷺ کے مقام کو گھٹانا نہیں ہے، بلکہ تعظیم میں مبالغہ سے روکنے کے لیے ہے، تو میں کہتا ہوں کہ یہ جہالت اور بے ادبی ہے۔“

(شِفاء السّقام في زيارة خَير الأنام، ص 312)

دین اسلام یا خیر القرون کے سلف صالحین میں کسی سے قبروں سے تبرک حاصل کرنا ثابت نہیں۔ بعض لوگ قبروں سے تبرک کے تو قائل ہیں، مگر دلیل اور ثبوت فراہم کرنے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سے عاجز و قاصر ہیں۔ رہا انبیا و مرسلین کی قبروں سے تبرک حاصل کرنا، تو یہ بھی دین میں نئی بات ہے۔ صحابہ کرام، تابعین عظام اور تبع تابعین اعلام سے ایسا کرنا ثابت نہیں۔ وہ دین ہی کیا جو خیر القرون میں موجود نہیں تھا؟ محض بے بنیاد دعووں کا کوئی فائدہ نہیں۔

نبی کریم ﷺ اور عام مسلمان آدمی کی قبر کو کوئی مسلمان برابر نہیں سمجھتا۔ یہ محض بدگمانی ہے۔ بھلا کوئی سچا مسلمان کیسے سمجھ سکتا ہے کہ ایک قبر مبارک میں پیغمبر کا جسدِ اقدس ہو، دوسری میں عام اُمتی کا، تو دونوں قبریں برابر مقام رکھتی ہیں؟ ہاں! عدمِ تبرک میں قبر رسول اور قبر اُمتی کا مسئلہ ایک جیسا ہے، قبر رسول مبارک ہے، متبرک نہیں۔ اس میں نبی کریم ﷺ کی شان میں نقص کا کوئی پہلو نہیں، تعظیم وہی ہے، جسے قرآن و حدیث میں بیان کیا گیا ہو اور خیر القرون میں جسے اپنایا گیا ہو، اس بات میں جہالت یا سوءِ ادب کا شائبہ تک نہیں۔

قبر نبوی سے عدمِ تبرک کے قائلین کو جہالت یا سوءِ ادب کا طعنہ دینا، دراصل سلف صالحین کو مطعون کرنے کی کوشش ہے۔ سلف صالحین میں سے کسی ایک ایسے شخص کا نام بتایا جائے، جو قبر نبوی سے تبرک کا قائل و فاعل ہو۔ اگر ایسا ممکن نہیں، تو انصاف سے بتایا جائے کہ کیا قبروں سے تبرک کا نظریہ سلف صالحین کے اجماعی عقیدہ کی مخالفت نہیں؟

نقشِ نعلین سے تبرک:

نقش نعلین سے تبرک بھی بدعت ہے، کیونکہ نقش نعلین بذات خود منکر اور بدعت ہے، جیسا کہ آپ نے معلوم کر لیا ہے۔

نبی کریم ﷺ کے نعلین کریمین سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس محفوظ تھے۔

❀ عیسیٰ بن طہمان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

أَخْرَجَ إِلَيْنَا أَنَسٌ نَّعْلَيْنِ جَرْدَاوَيْنِ، لَهُمَا قِبَالَانِ، فَحَدَّثَنِي ثَابِتٌ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْبُنَانِيُّ بَعْدُ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّهُمَا نَعْلَا النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہمارے پاس بغیر بالوں کے چمڑے والے دو جوتے لائے، جن کے دو تسمے تھے۔اس کے بعد مجھے ثابت بنانی رحمہ اللہ نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بتایا کہ وہ نعلین کریمین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے۔''

(صحيح البخاري : 3107)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے بعد یہ مبارک جوتے کس کے پاس تھے، اس کا کہیں کوئی ذکر نہیں ملتا۔ لہٰذا آج کل جو لوگ نعلین کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے ہیں، یہ نسبت غلط ہے۔ جب یہ نسبت ہی ثابت نہیں، تو نقش نعلین بنا کر اسے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک جوتوں کا نقش قرار دینا جرم عظیم ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ آثار نبویہ سے جیسے صحابہ کرام نے تبرک حاصل کیا، ویسے ہی تبرک حاصل کرنا جائز ہوگا۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ بعض لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب نعلین کا نقشہ بنا رکھا ہے، جو کہ فرضی اور مصنوعی ہے، اس کے جھوٹے فوائد بتائے جاتے ہیں، جھوٹے تجربات بیان کیے جاتے ہیں، مثلاً: جس لشکر میں یہ نقشہ ہوگا؛ وہ فتح یاب ہوگا، جس قافلے میں ہوگا؛ بہ حفاظت اپنی منزل پر پہنچے گا، جس کشتی میں ہوگا؛ وہ ڈوبنے سے محفوظ رہے گی، جس گھر میں ہوگا؛ وہ جلنے سے محفوظ رہے گا، جس مال و متاع میں ہوگا؛ وہ چوری سے محفوظ رہے گا اور کسی بھی حاجت کے لیے صاحب نعلین سے توسل کیا جائے، تو وہ پوری ہو کر رہے گی اور اس توسل سے تنگی فراخی میں تبدیل ہو جائے گی۔

نقش نعلین کے فوائد و برکات میں یہ بھی ذکر کیا جاتا ہے کہ جو شخص اس کو حصول برکت کی نیت سے اپنے پاس محفوظ رکھے گا، تو اس کی برکت سے وہ شخص ظالم کے ظلم، دشمنوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے غلبہ، شیاطین کے شر اور حاسدین کی نظر بد سے محفوظ رہے گا، اسی طرح اگر کوئی حاملہ عورت شدتِ دردِ زہ میں اس کو اپنے دائیں پہلو میں رکھ لے، تو اللہ تعالیٰ اپنی قدرت و مشیئت سے اس خاتون پر آسانی فرمائے گا۔ اس نقشِ نعلین کی برکتوں میں سے یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ اس کے ذریعہ نظر بد اور جادو ٹونے سے آدمی امان میں رہتا ہے، نیز حادثات سے بچاؤ کے لیے بھی اسے اکسیر بتایا جاتا ہے۔

یہ سب خودساختہ اور جھوٹی باتیں ہیں۔ نقش نعلین سے تبرک حاصل کرنے میں ان کا سلف کون ہے؟ ایک مصنوعی نقشہ کے متعلق یہ کہنا کہ یہ نبی کریم ﷺ کی مبارک جوتیوں کا نقش ہے اور پھر اس کے فوائد و برکات بیان کرنا کون سا دین ہے؟

ہم کہتے ہیں کہ ان منسوب نعلین کی آخر کیا دلیل ہے؟ مگر وہ دلیل پیش کرنے کے بجائے ہمیں گمراہ، بے دین، بیمار دل اور ناپاک تک کہہ دیتے ہیں۔ ہم اس اختلاف کا فیصلہ اللہ رب العالمین پر چھوڑتے ہیں، جو وہ روزِ قیامت فرمائیں گے، ان شاء اللہ!

نبی کریم ﷺ اور آپ کے آثار کی تعظیم وہی ہے، جو دین سے ثابت ہو اور جسے خیر القرون کے مسلمانوں نے اختیار کیا ہو۔

منسوب تبرکات کی زیارت:

نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب جھوٹے تبرکات کی زیارت ہوتی ہے، باقاعدہ مخصوص مہینے، مخصوص تاریخ اور مخصوص موقع کے اعلانات ہوتے ہیں، اشتہار چھپتے ہیں۔ وہاں کیا کچھ ہوتا ہے، کسی پر مخفی نہیں۔ ان تبرکات کو مس کیا جاتا ہے، انہیں بوسہ دیا جاتا ہے، جسموں پر ملا جاتا ہے، ان کی زیارت باعث خیر و برکت اور کارِ اجر و ثواب سمجھی جاتی ہے۔

اخلاقی حوالے سے بھی کئی قباحتیں اور خرابیاں پائی جاتی ہیں، مرد و زن کا اختلاط ہوتا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے، بے حیائی اور بے پردگی عروج پر ہوتی ہے،نوخیز لڑکے اورلڑکیاں اکٹھے ہوتے ہیں، تصاویر اتاری جاتی ہیں، شرم و حیا کا جنازہ نکالا جاتا ہے، دین کے نام پر عریانی اور فحاشی کو فروغ دیا جاتا ہے۔

❁ علامہ عبدالحی لکھنوی حنفی رحمہ اللہ (۱۳۰۴ھ) فرماتے ہیں:

”جب یہ تمام اور ظاہر ہو چکے، تو مسائل کو سمجھنا چاہیے کہ جو لوگ مذکورہ سوال کے موافق موئے مبارک کی زیارت کراتے ہیں، وہ بدعات و مخترعات کے پابند ہیں، روایت مذکورہ بالا کے موافق جب حضرت ام سلمہ سے موئے مبارک کا پانی مریض کے لیے مانگا گیا تو انہوں نے نہ ڈول تاشہ بجوایا، نہ قرآن خوانی کرائی، نہ مجلس مرتب کی، نہ وقت مقرر کیا، نہ تاریخ معین کی، غرض کسی قسم کے تعینات خاصہ سے اس کو مفید نہیں کیا، بلکہ اس کی برکت کو ہر وقت میں قابل استفادہ خیال کیا، بخلاف اس صورت کے جس کو سائل نے بیان کیا ہے، جس میں تعین ماہ و یوم و تاریخ کو امر ضروری اور ازدیاد ثواب میں مؤثر خیال کیا ہے، جس کی سنت نبویہ میں کوئی اصل نہیں ہے اور تداعی اور انعقاد محافل خاصہ کو ضروری خیال کیا ہے، اس میں نوبت و نکارہ اور جملہ مزامیر مہیا کیے جاتے ہیں، جو سراسر شیاطین کے افعال ہیں، مالیدہ موئے مبارک بھی بطور نذر لغیر اللہ کیا جاتا ہے اور تبرک کی طرح بانٹا جاتا ہے، حالانکہ اس سے انتفاع حرام قطعی ہے، غزلیں گاتے ہیں، حالانکہ ایسے راگ بالاتفاق حرام ہیں، پس برکت حاصل کرنا جو زائد سے زائد مستحب ثابت ہوگا، ایسے محرمات شرعیہ کے ارتکاب کا باعث ہوا جن سے اجتناب واجب ہے اور ظاہر ہے جس امر مستحب کے ارتکاب سے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ترک واجب لازم آئے ،اس کا ترک کرنا واجب ہے،پس اس صورت میں ہر گز شریعت اس بات کی اجازت نہ دے گی کہ ایسی بدعات کے ساتھ اس امر مستحب کا ارتکاب صحیح ہو اور اس کا نفس استحباب بھی اس صورت میں مسلّم ہے، جب ثابت ہو جائے کہ واقعی یہ موئے مبارک حضور ہی کا ہے اور اگر یہ امر پایہ ثبوت کو نہ پہنچے تو ایسے جلسے میں بقصد تبرک حاضر ہونا بھی جائز نہیں اور موئے مبارک پر نذر ماننا اور چڑھاوا چڑھانا حرام ہے، کیونکہ نذر عبادت ہے اور غیر خدا کی عبادت حرام ہے۔‘‘

(مَجموع الفتاویٰ : 3/177-178)

منبر رسول ﷺ سے تبرک :

منبر رسول ﷺ مبارک تھا، کیونکہ اسے نبی کریم کے جسدِ اقدس کا لمس نصیب ہوا تھا۔ صحابہ کرام اس کو چھو کر دُعا کیا کرتے تھے۔

✿ یزید بن عبد اللہ بن قسیط رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

رَأَیْتُ نَفَرًا مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، إِذَا خَلَا لَهُمُ الْمَسْجِدُ؛ قَامُوا إِلٰی رُمَّانَةِ الْمِنْبَرِ الْقَرْعَاءَ، فَمَسَحُوهَا وَدَعَوْا، قَالَ : وَرَأَیْتُ یَزِیدَ یَفْعَلُ ذٰلِكَ .

میں نے نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام کو دیکھا، جب مسجد خالی ہو جاتی تو وہ بوسیدہ منبر کے پاس جا کر اسے ارد گرد سے مس کرتے اور دعا مانگتے۔ یزید بن عبد اللہ رحمہ اللہ بھی ایسا کرتے تھے۔‘‘

(مُصنّف ابن أبي شیبة : 4/120، طَبَقات ابن سعد : 1/196، وسندهٗ صحیحٌ)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

یہاں یہ بات بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ عام تبرکات کی طرح یہ معاملہ بھی صرف نبی کریم ﷺ کے منبر مبارک کے ساتھ خاص تھا۔ کسی نیک بزرگ کے منبر یا بیٹھنے کی جگہ کو اس پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔

ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عبد قاری سے مروی ہے:

إِنَّهٗ نَظَرَ إِلَى ابْنِ عُمَرَ وَضَعَ يَدَهٗ عَلَى مَقْعَدِ النَّبِيِّ صلّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمِنْبَرِ، ثُمَّ وَضَعَهَا عَلٰى وَجْهِهٖ.

''میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے منبر پر بیٹھنے والی جگہ پر ہاتھ رکھا، پھر اسے اپنے چہرے پر پھیر لیا۔''

(الطّبقات لابن سعد :196/1، وفي نسخة :254/1)

سند ضعیف ہے۔ ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عبد قاری مجہول ہے، اسے صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات : ۴/ ۹'' میں ذکر کیا ہے۔

یہ بھی یاد رہے کہ منبر رسول ﷺ اب دنیا میں نہیں رہا، بلکہ وہ جل گیا تھا، جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے، لہٰذا اب منبر رسول ﷺ سے تبرک لینا ممکن نہیں۔

حصول تبرک کے لیے قرب رسول ﷺ میں دفن ہونے کی خواہش:

تبرک کے لیے نبی کریم ﷺ کے قرب میں دفن ہونے کی خواہش کرنے کی کوئی اصل نہیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خواہش تھی کہ وہ اپنے حجرہ میں نبی کریم ﷺ اور اپنے والد گرامی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن ہوں۔

دوسری طرف سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بھی خواہش ظاہر کی کہ وہاں مجھے دفن ہونے کی اجازت دے دی جائے۔ اس پر سیدہ رضی اللہ عنہا نے اجازت دے دی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعریف وستائش کی اور بوقت وفات فرمایا کہ میری میت کو اٹھا کر لے جانا اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے دوبارہ اجازت طلب کرنا، اگر وہ اجازت دے دیں، تو مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ دفن کر دینا۔

جب اجازت مل گئی ،تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جو فرمایا،اس کے الفاظ یہ ہیں:

مَا كَانَ شَيْءٌ أَهَمَّ إِلَيَّ مِنْ ذٰلِكَ الْمَضْجَعِ، فَإِذَا قُبِضْتُ؛ فَاحْمِلُونِي، ثُمَّ سَلِّمُوا، ثُمَّ قُلْ : يَسْتَأْذِنُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَإِنْ أَذِنَتْ لِي، فَادْفِنُونِي، وَإِلَّا؛ فَرُدُّونِي إِلٰى مَقَابِرِ الْمُسْلِمِينَ .

”مجھے اورکوئی چیز اس جگہ دفن ہونے سے زیادہ محبوب نہیں۔جب میری روح قبض ہو جائے ،تو مجھے اٹھا کر لے جانا اور دوبارہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو میرا سلام پہنچا کر گزارش کرنا:عمر(رضی اللہ عنہ)نے آپ سے اجازت چاہی ہے۔اگر اس وقت مجھے اجازت دے دیں، تو مجھے وہاں دفن کر دینا،ورنہ عام مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دینا۔“(صحيح البخاري : 1392)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ دفن ہونے کی خواہش کا اظہار حصول برکت کے لیے نہیں، بلکہ شرف وعزت کے لیے کیا تھا کہ انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ دفن ہونے کا شرف حاصل ہو جائے۔یہ بڑی عزت کی بات ہے۔سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بھی یہی ارادہ تھا۔

❀ حدیث کے الفاظ بھی یہی بتاتے ہیں :

أَذِنَتْ لَهٗ، حَيْثُ أَكْرَمَهُ اللّٰهُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ أَبِي بَكْرٍ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو حجرۂ نبوی میں دفن ہونے کی اجازت دے دی۔ یوں اللہ تعالیٰ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ (دفن ہونے کا) شرف نصیب فرمایا۔“

(مُصنّف ابن أبي شيبة : 576/14، وسندهٗ صحيحٌ)

یہ کہنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دفن تبرک کی غرض سے تھا، بے دلیل ہے، نیز یہ فہم سلف صالحین کے بھی خلاف ہے۔

اس سلسلہ میں بعض کی دلیل بھی ملاحظہ ہو؛

❀ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا بَكْرٍ اَلْوَفَاةُ أَقْعَدَنِي عِنْدَ رَأْسِهٖ، وَقَالَ لِي : يَا عَلِيُّ، إِذَا أَنَا مِتُّ؛ فَغَسِّلْنِي بِالْكَفِّ الَّذِي غَسَّلْتَ بِهٖ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَحَنِّطُوْنِي، وَاذْهَبُوْا بِي إِلَى الْبَيْتِ الَّذِي فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاسْتَأْذِنُوْا، فَإِنْ رَّأَيْتُمُ الْبَابَ قَدْ يُفْتَحُ؛ فَادْخُلُوْا بِي، وَإِلَّا فَرُدُّوْنِي إِلٰى مَقَابِرِ الْمُسْلِمِيْنَ، حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَ عِبَادِهٖ، قَالَ : فَغُسِّلَ وَكُفِنَ، وَكُنْتُ أَوَّلَ مَنْ يَّأْذَنُ إِلَى الْبَابِ، فَقُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، هٰذَا أَبُوْ بَكْرٍ مُّسْتَأْذِنٌ، فَرَأَيْتُ الْبَابَ قَدْ تُفْتَحُ، وَسَمِعْتُ قَائِلًا يَّقُوْلُ : أَدْخِلُوا الْحَبِيْبَ إِلٰى حَبِيْبِهٖ، فَإِنَّ الْحَبِيْبَ إِلَى الْحَبِيْبِ مُشْتَاقٌ .

”جب سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا، توانہوں نے مجھے اپنے سر کی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جانب بٹھایا۔ فرمایا: علی! جب میں فوت ہو جاؤں، تو مجھے اس ہتھیلی سے غسل دینا، جس سے آپ نے رسول اللہ ﷺ کو غسل دیا تھا۔ پھر مجھے خوشبو لگا کر اس گھر کی طرف لے جانا، جہاں رسول اللہ ﷺ آرام فرما رہے ہیں۔ جا کر اجازت طلب کرنا۔ اگر آپ دیکھیں کہ دروازہ کھل رہا ہے، تو مجھے اندر لے جانا، ورنہ مجھے عام مسلمانوں کے قبرستان میں لے جانا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ بندوں کے درمیان فیصلہ فرما دے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: انہیں غسل و کفن دیا گیا، سب سے پہلے میں نے دروازے کے پاس جا کر اجازت طلب کرتے ہوئے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، جو آپ سے اجازت طلب کرتے ہیں۔ اسی دوران میں نے دیکھا کہ دروازہ کھلنا شروع ہو گیا۔ میں نے سنا، کوئی کہہ رہا تھا: دوست کو دوست کے پاس لے چلو، کیونکہ محبوب اپنے حبیب کی چاہت رکھتا ہے۔''

(تاریخ دِمَشق لابن عساکر: 436/30)

روایت جھوٹی ہے۔

❀ حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا مُنْكَرٌ، وَرَاوِيهِ أَبُو الطَّاهِرِ مُوْسَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَطَاءٍ الْمَقْدِسِيُّ وَعَبْدُ الْجَلِيْلِ مَجْهُوْلٌ.

''یہ جھوٹی روایت ہے، اس کے راوی ابو طاہر موسیٰ بن محمد بن عطا مقدسی اور عبدالجلیل دونوں مجہول ہیں۔''

❀ حافظ سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فِي إِسْنَادِهٖ أَبُو الطَّاهِرِ مُوسَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَطاءٍ الْمَقْدِسِيُّ كَذَّابٌ، عَنْ عَبْدِ الْجَلِيْلِ الْمُرِّيِّ، وَهُوَ مَجْهُولٌ .

''اس روایت کی سند میں ابو طاہر موسیٰ بن محمد بن عطا مقدسی جھوٹا، عبدالجلیل مجہول سے بیان کرتا ہے۔''(الخصائص الکبریٰ : 492/2)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مُوْسَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَطَاءٍ، كَذَابٌ، وَعَبْدُ الْجَلِيْلِ مَجْهُوْلٌ .

''موسیٰ بن محمد بن عطا مقدسی جھوٹا اور عبدالجلیل مجہول ہے۔''

(لسان المیزان : 391/3)

❁ خطیب بغدادی رحمہ اللہ اس روایت کے بارے میں فرماتے ہیں:

غَرِيْبٌ جِدًّا .

''یہ روایت انتہائی کمزور ہے۔''(الخصائص الکبریٰ للسّیوطي : 492/2)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

خَبَرٌ بَاطِلٌ . ''یہ روایت باطل ہے۔''(لسان المیزان : 391/3)

❁ سیدنا جندب بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات سے پانچ دن پہلے یہ فرماتے ہوئے سنا:

إِنِّي أَبْرَأُ إِلَى اللّٰهِ أَنْ يَكُونَ لِي مِنْكُمْ خَلِيلٌ، فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَدِ اتَّخَذَنِي خَلِيلًا، كَمَا اتَّخَذَ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِّنْ أُمَّتِي خَلِيلًا؛ لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا، أَلَا، وَإِنَّ مَنْ كَانَ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

قَبْلَكُمْ كَانُوا يَتَّخِذُونَ قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ وَصَالِحِيهِمْ مَّسَاجِدَ، أَلَا فَلَا تَتَّخِذُوا الْقُبُورَ مَسَاجِدَ، إِنِّي أَنْهَاكُمْ عَنْ ذٰلِكَ .

''میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اس سے بری ہوں کہ تم میں سے کوئی میرا خلیل ہو۔ میرے ربّ نے مجھے اپنا خلیل بنا لیا ہے، جس طرح اس نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تھا۔ اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو اپنا خلیل بناتا، تو ابوبکر کو خلیل بناتا۔ خبردار! بے شک تم سے پہلے لوگوں نے اپنے انبیا اور صالحین کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا تھا۔ تم قبروں کو سجدہ گاہ نہ بنانا، میں تمہیں اس سے منع کرتا ہوں۔''

(صحیح مسلم : 532)

✿ علامہ شوکانی رحمہ اللہ (۱۲۵۰ھ) فرماتے ہیں:

اِسْتَنْبَطَ الْبَيْضَاوِيُّ مِنْ عِلَّةِ التَّعْظِيمِ جَوَازَ اتِّخَاذِ الْقُبُورِ فِي جِوَارِ الصُّلَحَاءِ لِقَصْدِ التَّبَرُّكِ دُونَ التَّعْظِيمِ، وَرُدَّ بِأَنَّ قَصْدَ التَّبَرُّكِ تَعْظِيمٌ .

''بیضاوی نے علتِ تعظیم سے یہ استنباط کیا ہے کہ صلحا کے قرب میں تعظیماً نہیں، تبرک کے طور پر قبر بنانا جائز ہے، مگر یہ کہہ کر ان (بیضاوی) کا ردّ کر دیا گیا ہے کہ تبرک، تعظیم ہی تو ہے۔'' (نیل الأوطار : 159/2)

ڈاکٹر طاہر القادری بریلوی صاحب کا مبلغ علم :

ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب اس عبارت کا ترجمہ یوں کرتے ہیں:

''امام بیضاوی نے علتِ تعظیم سے استنباط کرتے ہوئے صلحا کے قرب میں تبرکاً قبر بنانا جائز قرار دیا ہے، نہ کہ تعظیماً اور انہوں نے اس بات کو ردّ کیا ہے کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تبرک بھی تعظیم (عبادت) ہے۔'' (تبرک کی شرعی حیثیت، ص:123)

ڈاکٹر صاحب عبارت کا صحیح ترجمہ کرنے سے قاصر رہے ہے، سادہ لوح عوام کی کمزوری سے فائدہ اٹھانے کی ''کوشش'' کی۔

رہا بیضاوی رحمہ اللہ کا استنباط، تو یہ اسلافِ امت کے مقابلہ میں ناقابل التفات ہے۔

جگہوں اور مکانات و مقامات سے تبرک:

ایسی تمام جگہیں اور مقامات جہاں نبی کریم ﷺ نے نماز ادا کی، وہاں قیام فرمایا، پڑاؤ ڈالا، وہاں پر تشریف فرما ہوئے، ان سے تبرک حاصل کرنا جائز نہیں، بلکہ بدعت ہے۔

قرآن و حدیث اور آثارِ سلف میں سے اس پر کوئی استناد نہیں، البتہ جہاں آپ اکثر و بیشتر نماز ادا فرماتے رہے، سنت کے اتباع میں بعض صحابہ کرام بھی وہاں نماز ادا کرنے کی کوشش کرتے تھے۔

❁ یزید بن ابی عبید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ آتِي مَعَ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ، فَيُصَلِّي عِنْدَ الْأُسْطُوَانَةِ الَّتِي عِنْدَ الْمُصْحَفِ، فَقُلْتُ : يَا أَبَا مُسْلِمٍ، أَرَاكَ تَتَحَرَّى الصَّلَاةَ عِنْدَ هٰذِهِ الْأُسْطُوَانَةِ، قَالَ : فَإِنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَحَرَّى الصَّلَاةَ عِنْدَهَا .

''میں سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مسجد نبوی میں آیا کرتا تھا۔ آپ ہمیشہ اس ستون کے سامنے کھڑے ہو کر نماز پڑھا کرتے تھے، جہاں قرآنِ مجید رکھا ہوتا تھا۔ میں نے ان سے کہا: ابو مسلم! میں دیکھتا ہوں کہ آپ ہمیشہ اسی ستون

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کے سامنے کھڑے ہو کر نماز ادا کرتے ہیں۔ انھوں نے بتایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ خاص طور پر اسی ستون کے سامنے کھڑے ہو کر نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔'' (صحيح البخاري : 502، صحيح مسلم : 509)

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا الْأَمْكِنَةُ الَّتِي كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْصِدُ الصَّلَاةَ أَوِ الدُّعَاءَ عِنْدَهَا؛ فَقَصْدُ الصَّلَاةِ فِيهَا أَوِ الدُّعَاءِ سُنَّةٌ، اِقْتِدَاءً بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاتِّبَاعًا لَّهٗ، كَمَا إِذَا تَحَرِّي الصَّلَاةُ أَوِ الدُّعَاءُ فِي وَقْتٍ مِّنَ الْأَوْقَاتِ؛ فَإِنَّ قَصْدَ الصَّلَاةِ أَوِ الدُّعَاءِ فِي ذٰلِكَ الْوَقْتِ سُنَّةٌ، كَسَائِرِ عِبَادَاتِهٖ، وَسَائِرِ الْأَفْعَالِ الَّتِي فَعَلَهَا عَلٰى وَجْهِ التَّقَرُّبِ .

''رہے وہ مقامات، جہاں نبی کریم ﷺ دعا اور نماز کے لیے جایا کرتے تھے، وہاں جا کر دعا کرنا اور نماز پڑھنا مسنون ہے اور اس میں آپ ﷺ کی اقتدا واتباع ہے، جس طرح کہ جن اوقات میں آپ ﷺ نماز پڑھا کرتے تھے، یا دعا کیا کرتے تھے، ان اوقات میں نماز پڑھنا یا دعا کرنا آپ ﷺ کی باقی تمام عبادات اور ان افعال کی طرح مسنون ہے، جنہیں آپ ﷺ قربِ الٰہی کے طور پر کیا کرتے تھے۔''

(اقتضاء الصّراط المُستقيم : 276/2)

وہ جگہیں، جہاں نبی کریم ﷺ نے اتفاقاً نماز ادا کی، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سنت کے اتباع میں وہاں بھی نماز ادا کر لیتے تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ موسیٰ بن عقبہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَتَحَرّٰى أَمَاكِنَ مِنَ الطَّرِيقِ، فَيُصَلِّي فِيهَا، وَيُحَدِّثُ أَنَّ أَبَاهُ كَانَ يُصَلِّي فِيهَا، وَأَنَّهٗ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي تِلْكَ الْأَمْكِنَةِ .

”میں نے سالم بن عبد اللہ رحمہ اللہ کو دیکھا، وہ مدینہ سے مکہ کے راستے میں کئی جگہوں کو ڈھونڈ کر وہاں نماز پڑھتے اور کہتے کہ ان کے والدِ محترم سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی ان مقامات پر نماز پڑھا کرتے تھے، کیونکہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان مقامات پر نماز پڑھتے دیکھا تھا۔“(صحيح البخاري : 483)

❁ نافع رحمہ اللہ، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَاخَ بِالْبَطْحَاءِ بِذِي الْحُلَيْفَةِ، فَصَلّٰى بِهَا، وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ .

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقامِ ذوالحلیفہ کے پتھریلے میدان میں سواری روک کر نماز ادا کی۔ راویٔ حدیث نافع رحمہ اللہ کہتے ہیں: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔“(صحيح البخاري : 1532، صحيح مسلم : 1257)

❁ نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا دَخَلَ الكَعْبَةَ؛ مَشٰى قِبَلَ وَجْهِهٖ حِينَ يَدْخُلُ، وَجَعَلَ الْبَابَ قِبَلَ ظَهْرِهٖ، فَمَشٰى حَتّٰى يَكُونَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِدَارِ الَّذِي قِبَلَ وَجْهِهٖ قَرِيبًا مِّنْ ثَلَاثَةِ أَذْرُعٍ، صَلّٰى يَتَوَخَّى الْمَكَانَ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

الَّذِي أَخْبَرَهُ بِهِ بِلَالٌ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى فِيهِ، قَالَ: وَلَيْسَ عَلٰى أَحَدِنَا بَأْسٌ إِنْ صَلّٰى فِي أَيِّ نَوَاحِي الْبَيْتِ شَاءَ .

”عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب کعبۃ اللہ میں داخل ہوتے، تو دروازے کی طرف پشت کر کے سیدھا منہ کی سمت چلے جاتے، یہاں تک کہ جب ان میں اور سامنے کی دیوار میں تین ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا تو نماز پڑھتے، کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ اس جگہ نماز پڑھنا چاہتے تھے، جس کے بارے میں بلال رضی اللہ عنہ نے آپ کو بتایا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں نماز پڑھی تھی۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ بھی فرمایا کہ ہم بیت اللہ میں جس جانب بھی نماز پڑھیں، اس میں کوئی حرج نہیں۔“

(صحيح البخاري: 506)

یعنی کعبۃ اللہ کے کسی بھی کونے میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں، البتہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اتباع سنت کے جذبہ سے سرشار ہو کر اس جگہ کی تلاش کی، جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا کی۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے اتباعِ سنت کی ایک اور مثال ملاحظہ ہو:

❀ عبداللہ بن دینار رحمہ اللہ، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي مَسْجِدَ قُبَاءٍ كُلَّ سَبْتٍ، مَاشِيًا وَرَاكِبًا، وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَفْعَلُهُ .

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہفتے والے دن پیدل یا سوار ہو کر مسجدِ قبا تشریف لے جایا کرتے تھے، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی ایسا ہی کرتے تھے۔“

(صحيح البخاري: 1193)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ان مثالوں سے واضح ہوتا ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اتباعِ سنت کے جذبہ سے ایسا کرتے تھے، نہ کہ حصولِ تبرک کے لیے۔ ان کا مقصود صرف اور صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا تھا۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸) فرماتے ہیں:

هٰذَا مِنِ ابْنِ عُمَرَ تَحَرٍّ لِّمِثْلِ فِعْلِهٖ، فَإِنَّهٗ قَصَدَ أَنْ يَّفْعَلَ مِثْلَ فِعْلِهٖ، فِي نُزُوْلِهٖ وَصَلَاتِهٖ.

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس لیے ایسے کاموں کے متلاشی رہتے تھے کہ ان کا مقصد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل اتباع تھا کہ کس جگہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑاؤ ڈالا ہے اور کس مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا کی۔''

(اقتضاء الصّراط المُستقيم : 330/2)

❁ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سواری پر سوار ہوتے وقت ''بسم اللہ'' پڑھ کر رکاب پر پاؤں رکھا، سواری کی پیٹھ پر بیٹھ کر ''الحمد للہ'' کہہ کر دُعا پڑھی، پھر ہنس دیے، پوچھا گیا:

مَا يُضْحِكُكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ؟

''امیر المومنین! آپ مسکرائے کس لیے ہیں؟''

جواباً فرمایا:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلْتُ.

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے دیکھا تھا۔''

(الدّعاء للطّبراني : 778، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (۲۶۹۷) نے ''صحیح'' اور امام حاکم رحمہ اللہ (۲۴۸۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر صحیح کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہنسنا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہنسنے کا باعث بنا اور کوئی وجہ نہیں تھی۔اسی طرح سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا واتباع میں وہاں وہاں نماز پڑھی اور پڑاؤ ڈالا، جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتفاقاً نماز پڑھی اور پڑاؤ ڈالا تھا۔

اس حوالے سے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ایک اور روایت ملاحظہ فرمائیں:

❀ نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

رَأَیْتُ ابْنَ عُمَرَ، إِذَا ذَھَبَ إِلَی قُبُورِ الشُّھَدَاءِ عَلٰی نَاقَتِہٖ؛ رَدَّھَا ھٰکَذَا وَھٰکَذَا، فَقِیلَ لَہٗ فِي ذٰلِكَ، فَقَالَ: إِنِّي رَأَیْتُ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِي ھٰذَا الطَّرِیقِ عَلٰی نَاقَتِہٖ، فَقُلْتُ: لَعَلَّ خُفِّي یَقَعُ عَلٰی خُفِّہٖ.

”میں نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ جب وہ شہدا کی قبروں کی طرف جاتے، تو اپنی اونٹنی کو موڑتے۔اس بارے میں ان سے پوچھا گیا،تو فرمایا: میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس راستے میں اپنی اونٹنی پر دیکھا تھا۔میں نے سوچا کہ شاید میری اونٹنی کا پاؤں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کے پاؤں کے اوپر آجائے۔“

(مصنّف ابن أبي شیبة : 327/13، السّنن الکبرٰی للبیھقي : 249/5، واللّفظ لہٗ، حلیة الأولیاء لأبي نُعَیم :310/1، وسندہٗ حسنٌ)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہر معاملہ میں اتباعِ سنت کے جذبہ سے سرشار تھے۔

ایک روایت پر تبصرہ:

❀ عمران انصاری سے مروی ہے:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

عَدَلَ إِلَيَّ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ، وَأَنَا نَازِلٌ تَحْتَ سَرْحَةٍ بِطَرِيقِ مَكَّةَ، فَقَالَ : مَا أَنْزَلَكَ تَحْتَ هٰذِهِ السَّرْحَةِ؟ قَالَ : فَقُلْتُ : أَرَدْتُ ظِلَّهَا، فَقَالَ : هَلْ غَيْرَ ذٰلِكَ؟ فَقُلْتُ : أَرَدْتُّ ظِلَّهَا، فَقَالَ : هَلْ غَيْرَ ذٰلِكَ؟ فَقُلْتُ : لَا، مَا أَنْزَلَنِي غَيْرُ ذٰلِكَ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِذَا كُنْتَ بَيْنَ الْأَخْشَبَيْنِ مِنْ مِّنًى، وَنَفَحَ بِيَدِهٖ نَحْوَ الْمَشْرِقِ، فَإِنَّ هُنَالِكَ وَادِيًا يُّقَالُ لَهُ السُّرُرُ، بِهٖ سَرْحَةٌ، سُرَّ تَحْتَهَا سَبْعُونَ نَبِيًّا .

”میں مکہ کے راستے میں ایک درخت کے نیچے ٹھہرا ہوا تھا۔سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھے مخاطب ہو کر دریافت فرمایا: آپ اس درخت کے نیچے کیوں ٹھہرے ہیں؟ میں نے عرض کیا: اس کے سائے کی وجہ سے۔فرمایا: کوئی اور وجہ؟ میں نے پھر عرض کیا: صرف اس کے سائے کی وجہ سے۔پھر فرمایا: کوئی اور وجہ؟ میں نے پھر عرض کیا: صرف اس کے سائے کہ وجہ سے۔اس پر سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرق کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: جب آپ منیٰ کے ان دو پہاڑوں کے درمیان ہوں،تو ان کے درمیان ایک وادی ہے، جسے سرر کہتے ہیں۔وہاں ایک درخت ہے جہاں ستر نبیوں کے ناف (نال) کاٹے گئے (یعنی ان کی وہاں ولادت ہوئی)۔“

(موطّأ الإمام مالك : 1/423-424، مُسند الإمام أحمد : 2/138، سنن النّسائي : 2995)

روایت ضعیف ومنکر ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

① محمد بن عمران انصاری مجہول الحال ہے، اسے صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات : ۷/۴۱۱'' میں ذکر کیا ہے۔

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا یُدْرٰی مَنْ هُوَ، وَلَا أَبُوهُ .

''اس کا اور اس کے باپ کا کوئی اتہ پتہ نہیں۔''

(میزان الاعتدال : 672/3)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''مجہول'' قرار دیا ہے۔

(تقریب التّہذیب : 6198)

② اس کا باپ عمران انصاری بھی مجہول ہے۔

❀ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا أَدْرِي مَنْ هُوَ؟ ''میں نہیں جانتا کہ یہ کون ہے؟''

(التّمہید : 64/13)

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا یُدْرٰی مَنْ هُوَ، تَفَرَّدَ عَنْهُ ابْنُهُ مُحَمَّدٌ، وَحَدِیْثُهُ فِي الْمُوَطَّأ، وَهُوَ مُنْكَرٌ .

''کوئی پتہ نہیں کہ کون ہے؟ اس سے صرف اس کا بیٹا محمد بیان کرتا ہے، اس کی روایت مؤطا میں ہے، جو کہ منکر ہے۔''

(میزان الاعتدال : 245/3، ت : 6325)

❀ مسند ابی یعلی (5723) کی روایت میں ہے :

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

لَقَدْ سُرَّ فِي ظِلِّ سَرْحَةٍ سَبْعُونَ نَبِيًّا، لَا تُسْرَفُ وَلَا تُجَرَّدُ وَلَا تُعْبَلُ .

''اس درخت کے سائے میں ستر انبیائے کرام کی ناف کاٹی گئی۔اسے کیڑا نہیں لگتا، نہ اس کے پتے خشک ہوتے ہیں نہ گرتے ہیں۔''

سند ضعیف ہے۔

① ابو معاویہ ضریر کا عنعنہ ہے۔

② اعمش مدلس ہیں۔

③ عبداللہ بن ذکوان نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا زمانہ نہیں پایا۔

(المَراسيل لابن أبي حاتم، ص 111)

لہٰذا یہ سند ''مدلّس'' اور ''منقطع'' ہے۔

❁ أخبار مكة للفاكهي (2333) والی سند بھی ضعیف ہے۔

① سفیان بن عیینہ مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

② محمد بن عجلان کا عنعنہ ہے۔

محمد بن عجلان کی متابعت معمر بن راشد نے مصنف عبدالرزاق (20975) میں کی ہے، لیکن عبدالرزاق کا عنعنہ ہے، لہٰذا یہ متابعت مفید نہیں۔

③ رجل مبہم بھی ہے۔

فائدہ :

اس ضعیف و منکر روایت میں تبرک کے حوالہ سے کچھ بھی نہیں، لیکن پھر بھی بعض لوگ تبرکات کے ثبوت پر پیش کرتے ہیں۔

تنبیہ ① :

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ أُصَلِّي لِقَوْمِي بِبَنِي سَالِمٍ، وَكَانَ يَحُولُ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ وَادٍ، إِذَا جَائَتِ الْأَمْطَارُ؛ فَيَشُقُّ عَلَيَّ اجْتِيَازُهُ قِبَلَ مَسْجِدِهِمْ، فَجِئْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ لَهُ: إِنِّي أَنْكَرْتُ بَصَرِي، وَإِنَّ الْوَادِيَ الَّذِي بَيْنِي وَبَيْنَ قَوْمِي يَسِيلُ إِذَا جَائَتِ الْأَمْطَارُ، فَيَشُقُّ عَلَيَّ اجْتِيَازُهُ، فَوَدِدْتُ أَنَّكَ تَأْتِي فَتُصَلِّي مِنْ بَيْتِي مَكَانًا، أَتَّخِذُهُ مُصَلًّى، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: سَأَفْعَلُ، فَغَدَا عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبُو بَكْرٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بَعْدَ مَا اشْتَدَّ النَّهَارُ، فَاسْتَأْذَنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَذِنْتُ لَهُ، فَلَمْ يَجْلِسْ حَتّٰى قَالَ: أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ مِنْ بَيْتِكَ؟ فَأَشَرْتُ لَهُ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي أُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ فِيهِ، فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَكَبَّرَ، وَصَفَفْنَا وَرَائَهُ، فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ، وَسَلَّمْنَا حِينَ سَلَّمَ.

”میں بنوسالم قبیلہ میں اپنی قوم کو نماز پڑھایا کرتا تھا۔ میرے گھر اور قوم والوں کے درمیان ایک نالہ حائل تھا۔ جب بارش ہوتی تو اسے پار کر کے مسجد تک پہنچنا میرے لیے مشکل ہو جاتا تھا، چنانچہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: میری آنکھیں خراب ہو گئی ہیں، جبکہ میرے اور میری قوم کے درمیان ایک برساتی نالہ حائل ہے، جو بارش کے دنوں میں بہنے لگ جاتا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہے اور میرے لیے اس کا پار کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ میری خواہش ہے کہ آپ میرے گھر تشریف لا کر کسی جگہ نماز پڑھ دیں تا کہ میں اسے جائے نماز بنا لوں۔ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: میں تمہاری یہ خواہش جلد ہی پوری کر دوں گا۔ پھر آپ ﷺ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ دوسرے ہی دن ظہر کے قریب تشریف لے آئے۔ آپ ﷺ نے اجازت چاہی تو میں نے اجازت دے دی۔ بیٹھنے سے پہلے آپ ﷺ نے پوچھا: تم اپنے گھر میں کس جگہ میرا نماز پڑھنا پسند کرو گے؟ میں نے اُس جگہ کی طرف اشارہ کیا جس کے بارے میں میری خواہش تھی کہ آپ ﷺ وہاں نماز پڑھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے وہاں کھڑے ہو کر تکبیر تحریمہ کہی تو ہم نے آپ ﷺ کے پیچھے صف باندھ لی، آپ ﷺ نے ہمیں دو رکعت نماز پڑھا کر سلام پھیرا۔ ہم نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ سلام پھیر دیا۔"

(صحيح البخاري: 1186)

اس حدیث سے تو معلوم ہوتا ہے کہ صحابیٔ رسول یہ چاہتے تھے کہ نبی کریم ﷺ ان کے گھر میں نماز کے لیے ایک جگہ متعین فرما دیں، تا کہ وہ آئندہ اسی جگہ میں نماز پڑھیں۔ اس سے تبرک کا مسئلہ نکالنا فہم سلف کے خلاف ہے۔

تنبیہ ②:

❁ سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

قُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، كَيْفَ أُسْرِيَ بِكَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِكَ؟ قَالَ : صَلَّيْتُ لِأَصْحَابِي صَلَاةَ الْعَتَمَةِ بِمَكَّةَ مُعْتِمًا، فَأَتَانِي جِبْرِيلُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِدَابَّةٍ بَيْضَاءَ فَوْقَ الْحِمَارِ، وَدُونَ الْبَغْلِ، فَقَالَ : ارْكَبْ، فَاسْتَصْعَبَ عَلَيَّ، فَدَارَهَا بِأُذُنِهَا، ثُمَّ حَمَلَنِي عَلَيْهَا، فَانْطَلَقَتْ تَهْوِي بِنَا، يَقَعُ حَافِرُهَا حَيْثُ أَدْرَكَ طَرْفُهَا، حَتّٰى بَلَغْنَا أَرْضًا ذَاتَ نَخْلٍ، فَقَالَ : انْزِلْ، فَنَزَلْتُ، ثُمَّ قَالَ : صَلِّ، فَصَلَّيْتُ، ثُمَّ رَكِبْنَا، فَقَالَ : أَتَدْرِي أَيْنَ صَلَّيْتَ؟ قُلْتُ : اللّٰهُ أَعْلَمُ، قَالَ : صَلَّيْتَ بِيَثْرِبَ، صَلَّيْتَ بِطِيْبَةَ، ثُمَّ انْطَلَقَتْ تَهْوِي بِنَا، يَقَعُ حَافِرُهَا حَيْثُ أَدْرَكَ طَرْفُهَا، حَتّٰى بَلَغْنَا أَرْضًا بَيْضَاءَ، فَقَالَ : انْزِلْ، فَنَزَلْتُ، ثُمَّ قَالَ : صَلِّ، فَصَلَّيْتُ، ثُمَّ رَكِبْنَا، فَقَالَ : تَدْرِي أَيْنَ صَلَّيْتَ؟ قُلْتُ : اللّٰهُ أَعْلَمُ، قَالَ : صَلَّيْتَ بِمَدْيَنَ، صَلَّيْتَ عِنْدَ شَجَرَةِ مُوسٰى، ثُمَّ انْطَلَقَتْ تَهْوِي بِنَا، يَقَعُ حَافِرُهَا حَيْثُ أَدْرَكَ طَرْفُهَا، ثُمَّ بَلَغْنَا أَرْضًا بَدَتْ لَنَا قُصُورُهَا، فَقَالَ : انْزِلْ، فَنَزَلْتُ، ثُمَّ قَالَ : صَلِّ، فَصَلَّيْتُ، فَقَالَ : أَتَدْرِي أَيْنَ صَلَّيْتَ؟ قُلْتُ : اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ : صَلَّيْتَ بِبَيْتِ لَحْمٍ حَيْثُ وُلِدَ عِيسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ.

”میں نے اپنے صحابہ کو عشاء کی نماز آدھی رات کے وقت پڑھائی۔ میرے پاس جبریل ﷺ ایک سفید جانور کے ہمراہ تشریف لائے، جو گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا، اور عرض کیا : سوار ہو جائیے۔ مجھے چڑھنے میں دشواری ہوئی، تو

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جبریل علیہ السلام نے اسے کان سے پکڑ کر گھمایا، پھر مجھے اس پر سوار کیا۔ وہ جانور ہمیں لے کر روانہ ہوا۔ اس کے پاؤں وہاں پڑتے تھے، جہاں تک اس کی نظر جاتی تھی۔ ہم چلتے چلتے کھجوروں والی سرزمین میں پہنچے، تو جبریل علیہ السلام نے کہا: نیچے تشریف لائیے۔ میں اتر گیا تو کہا: نماز ادا فرمائیے۔ میں نے نماز ادا کی، تو ہم پھر سے سوار ہو گئے۔ جبریل علیہ السلام نے کہا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ آپ نے کہاں نماز پڑھی ہے؟ میں نے کہا: اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ آپ نے یثرب، طیبہ میں نماز پڑھی ہے۔ پھر وہ سواری ہمیں لے کر روانہ ہوئی۔ اس کے پاؤں وہاں پڑتے تھے جہاں تک اس کی نگاہ جاتی تھی۔ یہاں تک کہ ہم ایک سفید زمین پر پہنچ گئے۔ جبریل علیہ السلام نے کہا: نیچے تشریف لائیے۔ میں اتر گیا۔ پھر انہوں نے کہا: نماز ادا فرمائیے۔ میں نے نماز ادا کی، تو ہم پھر سے سوار ہو گئے۔ جبریل علیہ السلام نے مجھے کہا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ آپ نے کہاں نماز پڑھی ہے؟ میں نے کہا: اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ جبریل علیہ السلام نے بتایا کہ آپ نے مدین میں شجرۂ موسیٰ کے پاس نماز ادا کی ہے۔ پھر وہ جانور ہمیں لیے روانہ ہو گیا۔ اس کے پاؤں وہاں پڑتے تھے، جہاں تک اس کی نظر پڑتی تھی۔ یہاں تک کہ ہم ایسی جگہ پر پہنچے جس کے محلات ہمیں نظر آ رہے تھے۔ جبریل علیہ السلام نے کہا: آپ نیچے تشریف لائیے۔ میں اتر گیا، تو انہوں نے کہا: نماز ادا فرمائیے۔ میں نے نماز ادا کی۔ انہوں نے پوچھا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ آپ نے کہاں نماز ادا کی ہے؟ میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول (پیغام رساں) ہی بہتر جانتا ہے۔ اس پر انہوں نے بتایا کہ آپ نے بیتِ لحم میں نماز ادا کی ہے، جہاں عیسیٰ، مسیح ابن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مریم علیہا السلام پیدا ہوئے تھے۔‘‘

(المُعجم الکبیر للطّبراني : 282/7، ح : 7142، مُسند البزّار : 3484، دلائل النُّبوّة للبیهقي : 355/2، وسندهٗ صحیحٌ)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ’’صحیح‘‘ قرار دیا ہے۔

❀ اسی طرح سنن نسائی (450) میں انس رضی اللہ عنہ کی صحیح حدیث بھی موجود ہے۔

اس روایت سے بعض لوگوں نے صالحین کی قیام گاہوں، عبادت گاہوں، ان کی جائے ولادت اور ان کی قبور سے تبرک لینے اور وہاں نماز کا اہتمام کرنے کا جواز ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔

لیکن ان کا استدلال کئی لحاظ سے مبنی بر خطا ہے:

① نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نماز ادا فرمائی، تو آپ کو معلوم ہی نہیں تھا کہ آپ کس جگہ نماز ادا کر رہے ہیں۔ یہ کیسا تبرک ہوا؟ تبرک تو تب ثابت ہوتا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوتا کہ یہ فلاں متبرک مقام ہے اور آپ وہاں تبرک کی نیت سے نماز ادا کرتے۔ اس روایت میں ایسا کچھ بھی نہیں، بلکہ اس میں تو یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بعد میں جبریل علیہ السلام نے پوچھا کہ آپ نے کون سی جگہ پر نماز پڑھی ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لاعلمی کا اظہار فرمایا۔ بعد میں جبریل کے بتانے پر معلوم ہوا کہ فلاں جگہ ہے۔ پھر زندگی میں کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان جگہوں پر نماز ادا کرنے کی خواہش یا اہتمام نہیں فرمایا۔

② سب سے پہلی جگہ جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا فرمائی، وہ یثرب تھی۔ معراج کا واقعہ مکی زندگی میں پیش آیا اور اس وقت یثرب بیماریوں کی آماجگاہ تھی۔ وہ تو ہجرت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اسے بابرکت بنایا۔ لہٰذا ہجرت سے پہلے وہ جگہ متبرک

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تو کیا بابرکت بھی نہیں تھی۔اس وقت وہاں نماز پڑھنے میں کیسا تبرک تھا؟

③ حدیث سے یہ استدلال کرنا نبی کریم ﷺ کی توہین ہے، کیونکہ بیماریوں کی آماجگاہ، جسے ہجرت کے بعد آپ ﷺ کی وجہ سے برکت ملی، اس کے بارے میں کہنا کہ ہجرت سے پہلے آپ ﷺ وہاں سے برکت حاصل کرتے تھے، کیا یہ آپ ﷺ کی عزت ہے؟

④ نبی کریم ﷺ خود اس کائنات کی سب سے بابرکت اور متبرک شخصیت تھے۔آپ ﷺ کے بارے میں یہ کہنا کہ ان مقامات سے آپ ﷺ نے برکت حاصل کی، نہایت نامعقول بات ہے۔

تنبیہ ③ :

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَمَّا أُسْرِيَ بِي إِلٰى بَيْتِ الْمَقْدِسِ؛ مَرَّ بِي جِبْرِيلُ بِقَبْرِ أَبِي إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ، انْزِلْ، فَصَلِّ هُنَا رَكْعَتَيْنِ، هٰذَا قَبْرُ أَبِيكَ إِبْرَاهِيمَ، ثُمَّ مَرَّ بِي بِبَيْتِ لَحْمٍ، فَقَالَ : انْزِلْ، فَصَلِّ هَا هُنَا رَكْعَتَيْنِ، فَإِنَّهُ هُنَا وُلِدَ أَخُوكَ عِيسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ، ثُمَّ أَتٰى بِي إِلَى الصَّخْرَةِ، فَقَالَ : يَا مُحَمَّدُ، مِنْ هُنَا عَرَجَ رَبُّكَ إِلَى السَّمَاءِ .

''جب مجھے بیت المقدس کی طرف معراج کرائی گئی، تو جبریل میرے ہمراہ میرے دادا ابراہیم علیہ السلام کی قبر کے پاس سے گزرے۔کہنے لگے : محمد (ﷺ)! یہاں دو رکعتیں ادا فرمائیے، یہ آپ کے دادا ابراہیم علیہ السلام کی قبر ہے۔پھر وہ میرے ہمراہ بیت لحم سے گزرے،تو کہا : یہاں اتر کر دو رکعتیں ادا کیجیے، کیونکہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

یہاں آپ کے بھائی عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی تھی۔پھر وہ مجھے لے کر بیت المقدس پہنچے،تو کہا:محمد(صلی اللہ علیہ وسلم)!یہاں سے آپ کا ربّ آسمانوں کی طرف چڑھا تھا۔“

(کتاب المَجروحین لابن حبّان :197/1، فضائل بَیت المَقدِس للضّیاء المَقدِسي : 30)

من گھڑت روایت ہے۔بکر بن زیاد باہلی کذاب ووضاع ہے۔

❀ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

شَیْخٌ دَجَّالٌ، یَضَعُ الْحَدِیثَ عَلَی الثِّقَاتِ، لَا یحِلُّ ذِکْرُہٗ فِي الْکُتُبِ إِلَّا علی سَبِیلِ الْقَدْحِ فِیهِ .

”یہ دجال شیخ تھا، ثقہ راویوں سے منسوب جھوٹی حدیثیں گھڑتا تھا۔کتابوں میں اس کا تذکرہ صرف اس صورت میں جائز ہے کہ اس پر جرح ذکر کی جائے۔“

(کتاب المَجروحین :196/1۔197)

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

صَدَقَ ابْنُ حِبَّانَ . ”ابن حبان رحمہ اللہ نے سچ فرمایا ہے۔“

(میزان الاعتدال :345/1)

❀ امام حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

ھٰذَا شَيْءٌ لَّا یَشُكُّ عَوَامُّ أَصْحَابِ الْحَدِیثِ أَنَّہٗ مَوْضُوعٌ، فَکَیْفَ الْبَزْلُ فِي ھٰذَا الشَّأْنِ .

”اس روایت کے من گھڑت ہونے میں طلبہ حدیث کو بھی کوئی شک وشبہ نہیں، چہ جائیکہ فن حدیث کے ماہرین اس میں کوئی شک کریں۔“

اس حدیث کو حافظ ابن الجوزی (الموضوعات :113/1)، شیخ الاسلام ابن تیمیہ (اقتضاء

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

الصراط المستقیم : 352/2) اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (لسان المیزان : 51/2) وغیرہ نے موضوع (من گھڑت) قرار دیا ہے۔

مقاماتِ صالحین اور حدیثِ نبوی :

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں :

لَقِيتُ بَصْرَةَ بْنَ أَبِي بَصْرَةَ الْغِفَارِيَّ، فَقَالَ : مِنْ أَيْنَ أَقْبَلْتَ؟ فَقُلْتُ : مِنَ الطُّورِ، فَقَالَ : لَوْ أَدْرَكْتُكَ قَبْلَ أَنْ تَخْرُجَ إِلَيْهِ؛ مَا خَرَجْتَ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : لَا تُعْمَلُ الْمَطِيُّ إِلَّا إِلٰى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ؛ إِلَى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَإِلٰى مَسْجِدِي هٰذَا، وَإِلٰى مَسْجِدِ إِيلِيَاءَ، أَوْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ.

''میں بصرہ بن ابی بصرہ رضی اللہ عنہ سے ملا، تو انہوں نے مجھے پوچھا: آپ کہاں سے آ رہے ہیں؟ میں نے بتایا کہ طور سے۔اس پر انہوں نے فرمایا: اگر آپ کے جانے سے پہلے ہماری ملاقات ہو جاتی، تو آپ نہ جاتے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تین مسجدوں کے علاوہ کسی بھی جگہ کی طرف (تبرک کی نیت سے) رختِ سفر نہ باندھا جائے؛ مسجدِ حرام، میری یہ مسجد (مسجد نبوی) اور بیت المقدس۔''

(الموطّأ للإمام مالك : 108/1-109، سنن النّسائي : 1430، مسند الإمام أحمد : 248/2، 7/6، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (2772) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا بصرہ بن ابی بصرہ غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں :

لَقِيتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، وَهُوَ يَسِيرُ إِلٰى مَسْجِدِ الطُّورِ لِيُصَلِّيَ فِيهِ، قَالَ : فَقُلْتُ لَهٗ : لَوْ أَدْرَكْتُكَ قَبْلَ أَنْ تَرْتَحِلَ، مَا ارْتَحَلْتَ، قَالَ : فَقَالَ : وَلِمَ؟ قَالَ : قَالَ : فَقُلْتُ : إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلٰى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ؛ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَالْمَسْجِدِ الْأَقْصٰى، وَمَسْجِدِي .

”میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس وقت ملا، جب وہ مسجدِ طور میں نماز پڑھنے کی غرض سے جا رہے تھے۔میں نے ان سے کہا : اگر آپ کے نکلنے سے پہلے ہماری ملاقات ہو جاتی،تو آپ مسجدِ طور کی طرف نہ جاتے۔انہوں نے پوچھا : کیوں؟ میں نے بتایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے : تین مسجدوں کے علاوہ کسی بھی جگہ کی طرف (تبرک کی نیت سے) رختِ سفر نہیں باندھا جا سکتا؛مسجدِ حرام،مسجدِ اقصیٰ اور میری مسجد۔“

(مُسند الإمام أحمد : 397/6، وسندهٗ حسنٌ)

❁ شہر بن حوشب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں :

سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، وَذُكِرَتْ عِنْدَهٗ صَلَاةٌ فِي الطُّورِ، فَقَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَا يَنْبَغِي لِلْمَطِيِّ أَنْ تُشَدَّ رِحَالُهٗ إِلٰى مَسْجِدٍ تُبْتَغٰى فِيهِ الصَّلَاةُ؛ غَيْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَالْمَسْجِدِ الْأَقْصٰى، وَمَسْجِدِي هٰذَا .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”میں نے سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے سنا۔ان کے پاس کوہِ طور پر نماز کے بارے میں ذکر کیا گیا،تو انہوں نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی بھی مسجد کی طرف رختِ سفر باندھنا جائز نہیں،سوائے تین مساجد کے؛ مسجدِ حرام، مسجدِ اقصیٰ اور میری یہ مسجد۔“(مُسند الإمام أحمد : 64/3، وسندہٗ حسنٌ)

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سوائے تین مساجد کے کسی بھی مسجد میں خاص ثواب کی نیت سے نماز پڑھنے کے لیے یا کسی بھی جگہ سے تبرک حاصل کرنے کے لیے سفر کرنا جائز نہیں۔ سیدنا بصرہ بن ابی بصرہ،سیدنا ابو سعید خدری اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم شد ِرحال والی حدیث کو عموم پر محمول کرتے تھے،جیسا کہ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کوہِ طور پر نماز پڑھنے کے بارے میں سوال کیا گیا، تو انہوں نے یہی حدیث پیش کر کے اس سے ممانعت کا فتویٰ دیا۔

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

اَلْمُرَادُ النَّهْيُ عَنِ السَّفَرِ إِلٰى غَيْرِهَا، قَالَ الطِّيبِيُّ : هُوَ أَبْلَغُ مِنْ صَرِيحِ النَّهْيِ، كَأَنَّهٗ قَالَ : لَا يَسْتَقِيمُ أَنْ يُّقْصَدَ بِالزِّيَارَةِ إِلَّا هٰذِهِ الْبِقَاعُ، لِاخْتِصَاصِهَا بِمَا اخْتَصَّتْ بِهٖ .

”اس سے مراد یہ ہے کہ ان مسجدوں کے علاوہ کسی بھی جگہ کی طرف (بطورِ تبرک) سفر کرنا منع ہے۔علامہ طیبی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس حدیث کے الفاظ صریح ممانعت سے بھی زیادہ سخت ہیں، گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ ان تین جگہوں کے علاوہ کسی بھی جگہ کی زیارت کا قصد کرنا جائز نہیں،کیونکہ یہ خصوصیت انہی جگہوں کو حاصل ہے۔“(فتح الباري : 64/3، شرح الطّيبي : 929/3)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ علامہ امیر صنعانی رحمہ اللہ (۱۱۸۲ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ خَالَفَ النَّاسُ هٰذَا النَّهْيَ، فَمَا يَزَالُونَ فِي شَدٍّ لِّلرِّحَالِ إِلَى الْقُبُورِ، وَالْمَشَاهِدِ، وَاجْتِمَاعٍ لِّذٰلِكَ عَلٰى مُحَرَّمَاتٍ لَّا تَحِلُّ، فَإِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ.

''یقیناً لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی اس ممانعت کی خلاف ورزی کی ہے۔ وہ مسلسل قبروں، مزاروں کی طرف رختِ سفر باندھتے ہیں اور وہاں محرمات پر مبنی عرس میلوں کا انعقاد کرتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔''

(التّنویر شرح الجامع الصّغیر: 112/11)

تنبیہ ④:

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَسْجِدِ الْأَحْزَابِ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الثُّلَاثَاءِ وَيَوْمَ الْأَرْبِعَاءِ، فَاسْتُجِيبَ لَهٗ يَوْمَ الْأَرْبِعَاءِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ؛ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ، فَعَرَفْنَا الْبِشْرَ فِي وَجْهِهٖ، قَالَ جَابِرٌ: فَلَمْ يَنْزِلْ بِي أَمْرٌ مُّهِمٌّ غَائِظٌ؛ إِلَّا تَوَخَّيْتُ تِلْكَ السَّاعَةَ مِنْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ، فَدَعَوْتُ اللّٰهَ، فَأَعْرِفُ الْإِجَابَةَ.

''ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے مسجد احزاب میں تین روز سوموار، منگل اور بدھ کو مسلسل دعا مانگی۔ بدھ کے دن ظہر اور عصر کی نمازوں کے درمیان دُعا قبول ہو گئی۔ نبی کریم ﷺ کے رُخِ انور پر بشاشت جھلک رہی تھی۔ اس کے بعد جب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مجھے کوئی اہم مسئلہ درپیش ہوا، میں نے اس گھڑی کا انتخاب کرکے دُعا مانگی تو مجھے اس میں قبولیت کے آثار نظر آئے۔''

(الطبقات الكبرٰى لابن سعد : 56/2، وفي نسخة : 73/2، الأدب المفرد للبخاري : 704، مسند الإمام أحمد : 332/3، شعب الإيمان للبيهقي : 3874، وسندهٗ حسنٌ)

بعض نے اس سے بھی صالحین کے اختیار کردہ اوقات کے متبرک ہونے کا مسئلہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے،لیکن اس سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا، کیونکہ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کے پیش نظر یہی تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی دن دُعا کرنے کے بعد اس گھڑی کو پا لیا تھا، جس میں اللہ تعالیٰ دُعا قبول فرماتا ہے۔لہٰذا انہوں نے اس گھڑی کو یاد رکھا اور اسی میں دُعا کرنے کا اہتمام کیا۔اگر تبرک والی کوئی بات سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کے ذہن میں ہوتی، تو وہ دُعا کے لیے اس وقت کے ساتھ ساتھ مسجدِ احزاب کی اس جگہ کا بھی اہتمام فرماتے، جہاں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دُعا کرتے دیکھا تھا۔

تنبیہ ⑤:

❁ ثابت بنانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ أَنَسًا دَفَعَ إِلٰى أَبِي الْعَالِيَةِ تُفَّاحَةً، فَجَعَلَهَا فِي كَفِّهٖ، وَجَعَلَ يَمْسَحُهَا، وَيُقَبِّلُهَا، وَيَمْسَحُهَا بِوَجْهِهٖ، وَقَالَ : تُفَّاحَةٌ مَسَّتْ كَفًّا مَسَّ كَفَّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ابو العالیہ رحمہ اللہ کو سیب دیا، انہوں نے ہاتھ میں لے کر اُسے چھوا، بوسہ دیا، اپنے چہرے پر مَلا اور کہا: اس سیب کو ایسی ہتھیلی نے چھوا ہے، جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک ہتھیلی کو چھونے کا شرف حاصل ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(القُبل والمُعانَقة والمُصافَحة لابن الأعرابي : 35، وسندهٗ صحيحٌ)

ابو العالیہ رحمہ اللہ کا یہ فعل بطورِ تکریم تھا، نہ کہ بطورِ تبرک۔

❁❁❁❁❁❁❁

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسم محمد ﷺ سے تبرک

سلف صالحین میں سے کسی ایک سے بھی نبی کریم ﷺ کے مبارک نام سے تبرک حاصل کرنا ثابت نہیں، حالانکہ اسلافِ امت، یعنی صحابہ و تابعین اور ائمہ دین، سب سے بڑھ کر آپ ﷺ کی تکریم و تعظیم کرنے والے تھے، نیز قرآن و حدیث کی نصوص بہ خوبی ان کے مدنظر تھیں۔

بعض کا کہنا ہے کہ اسم ''محمد'' (ﷺ) سے تبرک حاصل کرنا جائز ہے۔ یہ غلو پر مبنی نظریہ ہے، اس حوالے سے پیش کیے جانے والے دلائل کا مختصر اور جامع جائزہ پیش خدمت ہے:

دلیل نمبر ①:

❁ سیدنا ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ وُّلِدَ لَهٗ مَوْلُودٌ، فَسَمَّاهُ مُحَمَّدًا تَبَرُّكًا بِهٖ؛ كَانَ هُوَ وَمَوْلُودُهٗ فِي الْجَنَّةِ.

''جس نے اپنے پیدا ہونے والے بچے کا نام تبرکاً محمد رکھا، وہ اور اس کا بچہ دونوں جنتی ہوں گے۔''

(فضائل التّسمية لابن بكير : 30، مَشيخة قاضي المارستان : 453)

جھوٹی روایت ہے۔ اسے تراشنے والا حامد بن حماد بن مبارک عسکری ہے۔

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اَلْمُتَّهِمُ بِوَضْعِهٖ حَامِدُ بْنُ حَمَّادِ الْعَسْكَرِيُّ .

”اس حدیث کو گھڑنے کا الزام حامد بن حماد عسکری کے سر ہے۔“

(تلخیص کتاب الموضوعات،ص:35)

❁ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ نے اسے الموضوعات (157/1) میں ذکر کیا ہے۔

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ”موضوع“ (من گھڑت) کہا ہے۔

(میزان الاعتدال : 447/1)

❁ التدوین فی اَخبار قزوین للرافعی (۲/۳۴۳) والی سند بھی سخت ضعیف ہے۔

① ابو احمد حبیب بن نصر بن زیاد کی توثیق نہیں۔

② مکحول کا سیدنا ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں۔

دلیل نمبر ②:

❁ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب ہے:

قَالَ اللّٰهُ : وَعِزَّتِي وَجَلَالِي، لَا أُعَذِّبُ أَحَدًا سُمِّيَ بِاسْمِكَ بِالنَّارِ، يَا مُحَمَّدُ .

”اللہ تعالیٰ نے فرمایا:اے محمد! مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم! جس کا نام آپ کے نام پر رکھا جائے گا، میں اسے آگ کا عذاب نہیں دوں گا۔“

(مُعجم الشّیوخ للذّهبي : 3/42-43)

یہ باطل اور جھوٹی روایت ہے۔

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

نُسْخَةُ نُبَيْطٍ؛ نُسْخَةٌ مَّوْضُوعَةٌ بِلَا رَيْبٍ، فَلَا تَغْتَرُّوا بِعُلُوِّهَا،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فَاللُّكِّيُّ تَكَلَّمَ فِيهِ ابْنُ مَاكُولَا وَغَيْرُهُ، وَشَيْخُهُ أَحْمَدُ؛ أَحْسِبُهُ هُوَ وَاضِعُ النُّسْخَةِ .

''نبیط کے نسخہ کے من گھڑت ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔اس کے عالی ہونے سے دھوکہ مت کھاؤ، کیونکہ لکّی کے بارے میں ابن ماکولا وغیرہ نے جرح کر دی ہے۔میرے خیال کے مطابق اس نسخے کو گھڑنے والا اس کا استاذ احمد ہے۔''

(مُعجم الشّیوخ : 43/3)

❀ علامہ محمد طاہر پٹنی رحمہ اللہ نے اسے تذکرۃ الموضوعات (89) میں ذکر کیا ہے۔

❀ اسی طرح ابن عراق کنانی رحمہ اللہ نے تَنْزِيهُ الشَّرِيعَةِ الْمَرْفُوعَةِ عَنِ الْأَخْبَارِ الشَّنِيعَةِ الْمَوْضُوعَةِ (226/1) میں ذکر کیا ہے۔

دلیل نمبر ③:

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يُوقَفُ عَبْدَانِ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ، فَيَأْمُرُ بِهِمَا إِلَى الْجَنَّةِ، فَيَقُولَانِ : رَبَّنَا بِمَ اسْتَأْهَلْنَا دُخُولَ الْجَنَّةِ، وَلَمْ نَعْمَلْ عَمَلًا تُجَازِينَا بِهِ الْجَنَّةَ ؟ فَيَقُولُ اللّٰهُ : أَدْخِلَا عَبْدَيَّ، فَإِنِّي آلَيْتُ عَلٰى نَفْسِي أَلَّا يَدْخُلَ النَّارَ مَنِ اسْمُهُ أَحْمَدُ وَمُحَمَّدٌ .

''دو آدمی اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہوں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں جنت میں داخل کرنے کا حکم فرمائے گا۔اس پر وہ دونوں کہیں گے: ہمارے ربّ! ہم جنت میں داخل ہونے کے حق دار کیسے ہوئے،حالانکہ ہم نے ایسا کوئی عمل نہیں کیا،جس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے بدلے میں تُو ہمیں جنت دیتا؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میرے ان دونوں بندوں کو جنت میں داخل کر دو، کیونکہ میں نے اپنے آپ پر لازم کیا ہے کہ وہ شخص دوزخ میں نہیں جائے گا، جس کا نام محمد یا احمد ہو گا۔"

(فضائل التّسمية لابن بكير: 1)

جھوٹی روایت ہے۔

① احمد بن نصر بن عبد اللہ ذارع کذاب ہے۔

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ذَاكَ الْكَذَّابُ. "یہ جھوٹا شخص ہے۔" (میزان الاعتدال: 313/2)

② صدقہ بن موسیٰ بن تمیم مجہول ہے۔

❀ خطیب بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا الشَّيْخُ مَجْهُوْلٌ، وَقَدْ رَوٰى عَنْهُ الذَّارِعُ أَحَادِيْثَ مُنْكَرَةً، وَالْحَمْلُ فِيْهَا عِنْدِي عَلَى الذَّارِعِ.

"یہ شیخ مجہول ہے۔ ذارع نے اس سے جھوٹی روایات بیان کر رکھی ہیں۔ میرے نزدیک اس کارروائی کا بوجھ ذارع کے سر پر ہے۔"

(تاريخ بغداد: 333/9)

③ اس کا باپ موسیٰ بن تمیم بن ربیعہ بھی مجہول ہے۔

❀ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيْثٌ لَّا أَصْلَ لَهٗ.

"اس روایت کی کوئی اصل نہیں۔" (الموضوعات: 157/1)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سَنَدُهُ مُظْلِمٌ، وَهُوَ مَوْضُوعٌ .

''اس کی سند اندھیری ہے، جو کہ من گھڑت ہے۔''

(تلخیص کتاب الموضوعات، ص 34، ح : 52)

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا مُنَاقِضٌ، لِمَا هُوَ مَعْلُومٌ مِّنْ دِينِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ النَّارَ لَا يُجَارُ مِنْهَا بِالْأَسْمَاءِ وَالْأَلْقَابِ، وَإِنَّمَا النَّجَاةُ مِنْهَا بِالْإِيمَانِ وَالْأَعْمَالِ الصَّالِحَةِ .

''یہ واضح طور پر نبی کریم ﷺ کے لائے ہوئے دین کے خلاف ہے، کیونکہ اسما والقاب نارِ جہنم سے بچا نہیں پائیں گے، بلکہ نجات کا دارو مدار صرف ایمان اور اعمالِ صالحہ پر ہے۔'' (المَنار المُنيف في الصّحيح والضّعيف، ص 57)

دلیل نمبر ④:

حافظ سیوطی رحمہ اللہ اپنی سند سے مرفوعاً ذکر کرتے ہیں:

إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؛ نَادٰى مُنَادٍ : يَا مُحَمَّدُ، قُمْ، فَادْخُلِ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ، فَيَقُومُ كُلُّ مَنِ اسْمُهُ مُحَمَّدٌ، فَيَتَوَهَّمُ أَنَّ النِّدَاءَ لَهُ، فَلِكَرَامَةِ مُحَمَّدٍ لَا يُمْنَعُونَ .

''روزِ قیامت ایک منادی یہ پکارے گا: اے محمد! کھڑے ہو جائیں اور جنت میں بغیر حساب داخل ہو جائیں۔ اس پر ہر محمد نامی شخص اس توہم میں اٹھ جائے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گا کہ اس کا نام بھی محمد ہے۔مگر محمد نام کی برکت کی وجہ سے کسی کو(جنت جانے سے)روکا نہیں جائے گا۔''

(اللّآلي المَصنوعة في الأحاديث المَوضوعة :97/1)

جھوٹی روایت ہے۔

❁ حافظ سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا مُعْضَلٌ، سَقَطَ مِنْهُ عِدَّةُ رِجَالٍ .

''یہ سند معضل (منقطع) ہے،اس سے کئی ایک راوی گر گئے ہیں۔''

اس میں اور کئی خرابیاں بھی ہیں۔

❁ ابن عراق کنانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَالَ بَعْضُ أَشَيَاخِي : هٰذَا حَدِيْثٌ مَّوْضُوْعٌ بِلَا شَكٍّ .

''میرے بعض اساتذہ نے فرمایا: یہ حدیث بلا شبہ من گھڑت ہے۔''

(تنزيه الشّريعة :226/1)

دلیل نمبر ⑤:

❁ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

إِذَا سَمَّيْتُمُ الْوَلَدَ مُحَمَّدًا؛ فَأَكْرِمُوهُ وَأَوْسِعُوا لَهُ الْمَجْلِسَ، وَلَا تُقَبِّحُوا لَهٗ وَجْهًا .

''جب آپ کسی بچے کا نام محمد رکھیں، تو اس کی عزت کیا کریں، اس کے لیے مجلس کشادہ رکھیں اور اس کے چہرے کے عیوب بیان نہ کریں۔''

(فضائل التّسمية لابن بُكَيْر : 26)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جھوٹی روایت ہے۔

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اسے ''منکر المتن'' قرار دیا ہے۔

(سیر أعلام النُّبَلاء : 9/386)

❀ نیز فرماتے ہیں:

عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَامِرٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَلِيٍّ الرِّضَا، عَنْ آبَائِهِ، بِتِلْكَ النُّسْخَةِ الْمَوْضُوْعَةِ الْبَاطِلَةِ، مَا تَنْفَكُّ عَنْ وَّضْعِهٖ أَوْ وَضْعِ أَبِيْهِ .

''عبداللہ بن احمد بن عامر، اپنے باپ، علی رضا اور ان کے آبا و اجداد سے یہ من گھڑت اور جھوٹا نسخہ بیان کرتا ہے، جو یا تو اس کی اپنی گھڑنتل ہے یا اس کے باپ کی۔'' (میزان الاعتدال : 2/390)

❀ عبداللہ بن احمد بن عامر کے متعلق حسن بن علی زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں:

كَانَ أُمِّيًّا، لَمْ يَكُنْ بِالْمَرْضِيِّ .

''وہ ایک جاہل اور غیر معتبر شخص تھا۔''

(سؤالات السّهمي للدّارقطني : 339، تاريخ بغداد للخطيب : 9/394)

❀ تاریخ بغداد (3/90) والی سند بھی جھوٹی ہے۔

① ابو اسماعیل علی بن حسین

② حسین بن حسن

③ محمد بن قاسم اور

④ اس کے باپ سمیت سب کی توثیق درکار ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❀ مسند بزار (کشف الأستار : 413/2) والی سند بھی سخت ضعیف ہے۔

① غسان بن عبید اللہ راسبی کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔

② یوسف بن نافع بن عبداللہ بن نافع ''مجهول الحال'' ہے، اسے صرف ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات : ۹/۲۸۱'' میں ذکر کیا ہے۔

دلیل نمبر ⑥:

❀ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا سَمَّيْتُمُوْهُ مُحَمَّدًا؛ فَلَا تَجَبِّهُوْهُ، وَلَا تُحَرِّمُوْهُ، وَلَا تُقَبِّحُوْهُ، بُوْرِكَ فِي مُحَمَّدٍ، وَفِي بَيْتٍ فِيْهِ مُحَمَّدٌ، وَمَجْلِسٍ فِيْهِ مُحَمَّدٌ.

''جب تم بچے کا نام محمد رکھو، تو نہ اس کے ساتھ سختی کرو، نہ اس کی تنقیص کرو اور نہ اس کی برائی بیان کرو۔ نیز محمد نام، جس گھر میں محمد نامی بچہ ہو اور جس مجلس میں محمد نامی شخص ہو، اس میں برکت ہوگی۔''

(الغرائب الملتقطة لابن حجر :697/1)

جھوٹی روایت ہے۔

① سفیان بن وکیع ضعیف ہے۔

② سفیان بن ہارون قاضی کی توثیق نہیں۔

③ ابو الزبیر مکی کا عنعنہ ہے۔

④ یحییٰ بن محمد بن یحییٰ نہاوندی کے حالات زندگی نہیں ملے۔

دلیل نمبر ⑦:

❀ سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي مَشُورَةٍ مَّعَهُمْ رَجُلٌ، اسْمُهُ مُحَمَّدٌ، وَلَمْ يُدْخِلُوهُ فِي مَشُورَتِهِمْ؛ إِلَّا لَمْ يُبَارَكْ لَهُمْ فِيهَا .

''جو قوم مشورے کے لیے جمع ہوتی ہے اور ان میں کوئی محمد نامی شخص ہو اور وہ اسے مشورے میں شریک نہ کریں، تو اس مشورے میں برکت نہیں ہو گی۔''

(فضائل التّسمية لابن بُكَير : 9، مُوَضِّح أوهام الجمع والتّفريق للخطيب : 446/1)

سند سخت ضعیف ہے۔ احمد بن حفص جزری کون ہے؟ معلوم نہیں۔

ایک سند میں احمد شامی کے نام سے مذکور ہے۔

❁ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مُنْكَرُ الْحَدِيثِ، وَ لَيْسَ بِالْمَعْرُوْفِ .

''یہ منکر الحدیث اور غیر معروف شخص ہے۔'' (الكامل في ضُعَفاء الرِّجال : 141/1)

❁ دیلمی کی سند میں احمد بن جعفر حرانی کا ذکر ہے۔

❁ (اللآلي المصنوعة للسّيوطي : 96/1) میں مجہول راوی ہے۔

❁ تاریخ ابن النجار میں بھی اس بارے میں ایک موضوع سند مذکور ہے۔

❁ ابو بکر محمد بن احمد بن محمد حفید کے بارے میں حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ مُتَّهَمٌ . ''اس کو روایتِ حدیث میں موردِ الزام ٹھہرایا گیا ہے۔''

(ميزان الاعتدال : 461/3)

❁ نیز فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِثِقَةٍ . ''یہ ثقہ نہیں ہے۔'' (سِيَر أعلام النُّبَلاء : 389/9)

❁ اسے حافظ سیوطی نے بھی ''متہم'' کہا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(اللّآلي المصنوعة :96/1)

❁ فضائل التّسمية لابن بكير (4) والی روایت من گھڑت ہے۔

عبداللہ بن احمد بن عامر طائی اور اس کے باپ احمد بن عامر طائی دونوں کا حال بیان ہو چکا ہے۔ یہ روایت انہی دونوں کی کارروائی ہے۔

یوں یہ روایت ناقابل اعتبار ہوئی۔ یہی وجہ ہے کہ اسے امام ابن عدی رحمہ اللہ نے ''غیر محفوظ'' کہا ہے۔ (الكامل في ضُعفاء الرِّجال :140/1)

دلیل نمبر ⑧:

❁ محمد بن عثمان عمری اپنے والد سے مرفوعاً بیان کرتے ہیں:

مَا ضَرَّ أَحَدَكُمْ لَوْ كَانَ فِي بَيْتِهٖ مُحَمَّدٌ وَمُحَمَّدَانِ وَثَلَاثَةٌ .

''اگر آپ میں سے کسی ایک کے گھر میں ایک، دو یا تین محمد نامی شخص ہوں گے تو آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔'' (الطبقات الکبریٰ لابن سعد : 54/5)

روایت مرسل ہے۔ عثمان عمری صحابی نہیں، وہ براہِ راست نبی کریم ﷺ سے بیان کر رہے ہیں۔

دلیل نمبر ⑨:

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا أُطْعِمَ طَعَامٌ عَلٰى مَائِدَةٍ، وَلَا جُلِسَ عَلَيْهَا، وَفِيهَا اسْمِي؛ إِلَّا قُدِّسُوا كُلَّ يَوْمٍ مَرَّتَيْنِ .

''جس بھی دستر خوان پر کھانا کھایا جائے اور جس بھی مجلس میں بیٹھا جائے، اگر

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اس میں میرا نام ہو، تو ہر دن انہیں دو مرتبہ پاک کیا جائے گا۔"

(الكامل لابن عدي :275/1، مُوَضِح أوهام الجمع والتّفريق للخطيب :447/1، العِلَل المُتناهية لابن الجوزي : 267)

جھوٹی روایت ہے۔

① احمد بن کنانہ شامی منکر الحدیث ہے۔

❀ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مُنْكَرُ الْحَدِيثِ، وَ لَيْسَ بِالْمَعْرُوْفِ .

"یہ منکر الحدیث اور غیر معروف شخص ہے۔" (الكامل :274/1)

② یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن ناجیہ حرانی کی توثیق درکار ہے!

❀ امام ابن عدی رحمہ اللہ نے اس روایت کو "غیر محفوظ" کہا ہے۔

دلیل نمبر ⑩ :

❀ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما ہی سے مروی ایک مرفوع روایت ہے:

لَيْسَ أَحَدٌ مِّنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ؛ إِلَّا يُدْعٰى بِاسْمِهٖ، إِلَّا آدَمَ .

"سیدنا آدم علیہ السلام کے علاوہ ہر جنتی کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے پکارا جائے گا۔"

(كتاب المَجروحين لابن حبّان : 76/3، تاريخ بغداد للخطيب : 463/3)

جھوٹی روایت ہے۔وہب بن حفص حرانی کذاب ہے۔

❀ ابوعروبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَذَّابٌ، يَضَعُ الْحَدِيْثَ .

"یہ جھوٹا تھا اور اپنی طرف سے احادیث گھڑا کرتا تھا۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(الكامل لابن عدي : 344/8)

❁ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كُلُّ أَحَادِيْثِهٖ مَنَاكِيْرُ، غَيْرُ مَحْفُوْظَةٍ .

”اس کی ساری کی ساری روایات جھوٹی اور غیر محفوظ ہیں۔“

(الكامل في ضُعفاء الرِّجال : 347/8)

❁ امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَضَعُ الْحَدِيْثَ .

”یہ اپنی طرف سے احادیث گھڑتا تھا۔“(تاريخ بغداد للخطيب : 463/13)

❁ اس روایت کو حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ نے الموضوعات (257/3) میں ذکر کیا ہے۔

❁ الكامل لابن عدي (74/5) والی سند بھی جھوٹی ہے۔ شیخ بن ابی خالد صوفی بصری جھوٹی احادیث گھڑنے والا تھا۔

❁ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

شَيْخُ ابْنُ أَبِي خَالِدٍ هٰذَا؛ لَيْسَ بِمَعْرُوْفٍ، وَهٰذِهِ الْأَحَادِيْثُ الَّتِي رَوَاهَا عَنْ حَمَّادٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ؛ بَوَاطِيْلُ كُلُّهَا .

”شیخ بن ابی خالد غیر معروف ہے۔حماد کے حوالہ سے بیان کی جانے والی اس کی یہ ساری روایات جھوٹی ہیں۔“

❁ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَجُوْزُ الْاِحْتِجَاجُ بِهٖ (شَيْخِ ابْنِ أَبِي خَالِدٍ) بِحَالٍ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”کسی بھی حالت میں شیخ بن ابی خالد کی روایت سے دلیل لینا جائز نہیں۔“

(كتاب المَجروحين :364/1)

اس روایت میں اور بھی خرابیاں ہیں۔

دلیل نمبر ⑪:

❁ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَهْلُ الْجَنَّةِ؛ لَيْسَتْ لَهُمْ كُنًى إِلَّا آدَمُ، فَإِنَّهٗ يُكَنّٰى بِأَبِي مُحَمَّدٍ تَوْقِيرًا وَّتَعْظِيمًا .

”سیدنا آدم علیہ السلام کے علاوہ کسی جنتی کی کوئی کنیت نہیں ہوگی۔آدم علیہ السلام کی کنیت بہ طور تعظیم وتکریم ابومحمد ہوگی۔“

(الكامل لابن عدي : 566/7، المَوضوعات لابن الجَوْزي : 258/3)

جھوٹی روایت ہے، جسے ابوالحسن محمد بن محمد بن الاشعث کوفی نے وضع کیا ہے، جیسا کہ امام ابن عدی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے۔

❁ امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

آيَةٌ مِّنْ آيَاتِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الْكِتَابُ، هُوَ وَضَعَهٗ، أَعْنِي الْعَلَوِيَاتِ .

”یہ علویات نامی کتاب، اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔اسے اسی (ابوالحسن کوفی) نے گھڑا ہے۔“(سؤالات السّهمي : 52)

دلیل نمبر ⑫:

❁ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب ہے:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مَنْ كَانَ لَهُ ذُو بَطْنٍ، فَأَجْمَعَ أَنْ يُّسَمِّيَهُ مُحَمَّدًا؛ رَزَقَهُ اللّٰهُ غُلَامًا، وَمَا كَانَ اسْمُ مُحَمَّدٍ فِي بَيْتٍ؛ إِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ فِي ذٰلِكَ الْبَيْتِ بَرَكَةً.

''جو اپنے پیٹ والے بچے کا نام محمد رکھنے کا ارادہ کرے، تو اللہ تعالیٰ اسے بیٹا ہی عطا فرمائے گا اور جس گھر میں محمد نامی شخص ہو، اللہ تعالیٰ اس گھر میں برکت ڈالتا ہے۔'' (فضائل التّسمية بأحمد ومحمّد لابن بُكَير: 11)

جھوٹی سند ہے۔

① محمد بن عبدالرحمٰن جدعانی ضعیف ہے۔

② ابن جریج کا عنعنہ ہے۔

③ ابن جریج سے اوپر سند غائب ہے۔

اس سند میں اور بھی کئی خرابیاں ہیں۔

دلیل نمبر ⑬:

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ وُلِدَ لَهُ ثَلَاثَةٌ فَلَمْ يُسَمِّ أَحَدَهُمْ مُحَمَّدًا فَهُوَ مِنَ الْجَفَاءِ، وَإِذَا سَمَّيْتُمُوهُ مُحَمَّدًا فَلَا تَسُبُّوهُ، وَلَا تَجْبَهُوهُ، وَلَا تُعْنِتُوهُ، وَلَا تَضْرِبُوهُ وَشَرِّفُوهُ وَعَظِّمُوهُ وَأَكْرِمُوهُ وَبَرُّوا قَسَمَهُ.

''جس کے تین بیٹے ہوں اور وہ ان میں سے کسی کا نام ''محمد'' نہ رکھے، تو یہ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے) بے وفائی ہے۔ جب آپ اپنے بچے کا نام محمد رکھیں، تو اسے گالی مت دیں، نہ اسے رسوا کریں، نہ اس پر سختی کریں، نہ اسے ماریں،

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

بلکہ اس کے ساتھ شرف وعظمت والا معاملہ کریں، اس کی تکریم کریں اور اس کو قسم میں سچا جانیں۔“

(الكامل لابن عدي: 437/3)

روایت باطل ومنکر ہے۔

① خالد بن یزید عمری متروک ووضاع ہے۔

② قطن بن ابراہیم ضعیف ہے۔

✿ امام ابن عدی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ”منکر“ قرار دیا ہے۔

دلیل نمبر ⑭:

✿ سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:

مَنْ كَانَ لَهٗ حَمْلٌ، فَنَوٰى أَنْ يُّسَمِّيَهٗ مُحَمَّدًا؛ حَوَّلَهُ اللّٰهُ ذَكَرًا، وَإِنْ كَانَ أُنْثٰى .

”جس کا کوئی حمل ہو اور وہ اس کے لیے محمد نام کی نیت کرے، تو اللہ تعالیٰ اسے بیٹے میں بدل دے گا، اگرچہ وہ بیٹی ہی کیوں نہ ہو۔“

(اللّآلي المَصنوعة للسّيوطي :95/1)

جھوٹی روایت ہے۔

① وہب بن وہب کو محدثین نے کذاب، دجال، اللہ کا دشمن اور اپنی طرف سے حدیثیں گھڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنے والا قرار دیا ہے۔

(ميزان الاعتدال للذّهبي : 353/4)

② زید بن مروان تک اس سند کی تحقیق درکار ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

دلیل نمبر ⑮ :

❀ ہشام بن عروہ رحمہ اللہ سے مروی ہے:

دَخَلْتُ عَلَى الْمَنْصُورِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ، فَقَالَ : كَمْ وَلَدًا لَّكَ يَا هِشَامُ؟ قُلْتُ : مُحَمَّدٌ، وَفُلَانٌ، وَفُلَانٌ، فَقَالَ لِي : كَيْفَ سَمَّيْتَ وَلَدَكَ مُحَمَّدًا، وَتَرَكْتَ الزُّبَيْرَ وَعُرْوَةَ ؟ قُلْتُ : تَبَرُّكًا بِاسْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ : ائْتِ بِمَوْضِعِ الْبَرَكَةِ وَالتَّكْرِيمِ، قَالَ : حَدَّثَنِي أَبِي مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ : سَمِعْتُ أَبِي عَلِيًّا، يَقُولُ : سَمِعْتُ أَبِي عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ : مَنْ كَانَ لَهٗ حَمْلٌ، فَنَوٰى أَنْ يُّسَمِّيَهٗ مُحَمَّدًا؛ أُدْخِلَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ الْجَنَّةَ .

”میں امیر المومنین منصور کے پاس آیا، انہوں نے دریافت کیا: ہشام! آپ کے کتنے بچے ہیں؟ میں نے کہا: محمد اور فلاں، فلاں۔ انہوں نے کہا: آپ نے زبیر اور عروہ چھوڑ کر محمد نام کیوں رکھا؟ میں نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی برکت کی وجہ سے۔ انہوں نے دریافت کیا: اس برکت و تعظیم کی کیا دلیل ہے؟ میں نے کہا: مجھے میرے والد محمد بن علی نے بیان کیا کہ انہوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ انہوں نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جس کا کوئی حمل ہو اور وہ اس کے لیے محمد نام کی نیت کرے، تو ان شاء اللہ وہ جنت میں داخل کیا جائے گا۔“ (فضائل التّسمية لابن بُكَيْر : 13)

جھوٹی روایت ہے۔ نصر بن ابی الفتح خراسانی اور محمد بن عبداللہ بن رزیق دونوں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نامعلوم اور مجہول ہیں۔

دلیل نمبر ⑯ :

❀ عطا خراسانی رحمہ اللہ سے مروی ہے:

مَا سُمِّيَ مَوْلُوْدٌ فِي بَطْنِ أُمِهٖ مُحَمَّدًا؛ إِلَّا أَذْكَرَ .

’’جس بچے کا نام اس کی ماں کے پیٹ میں محمد رکھا گیا، وہ بیٹا ہی ہوگا۔‘‘

(الأجوبة المَرضيّة للسّخاوي :381/1، 989/3)

روایت بے سند ہے۔

دلیل نمبر ⑰ :

وہب بن وہب کہتا ہے:

’’میں نے اپنے سات بچوں کا نام دورانِ حمل ہی محمد رکھنے کی نیت کر لی تھی، جس کی برکت سے سب لڑکے پیدا ہوئے۔‘‘

(اللّآلي المَصنوعة في الأحاديث الموضوعة للسّيوطي :95/1)

وہب بن وہب خود بہت بڑا جھوٹا ہے، اس کی بات کا کوئی اعتبار نہیں۔

اہل علم کی تصریحات:

محمد نام کی فضیلت اور فوائد و برکات کے متعلق جتنی بھی احادیث وارد ہوئی ہیں، وہ ساری کی ساری جھوٹی اور باطل ہیں۔

❀ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ رُوِيَ فِي هٰذَا الْبَابِ أَحَادِيْثُ، لَيْسَ فِيْهَا مَا يَصِحُّ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”اس باب میں بیان کی جانے والی کوئی روایت ثابت نہیں۔“

(المَوضوعات: 158/1)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذِهِ أَحَادِيْثُ مَكْذُوْبَةٌ .

”یہ ساری روایتیں جھوٹی ہیں۔“(میزان الاعتدال: 129/1)

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِي ذٰلِكَ جُزْءٌ، كُلُّهُ كَذِبٌ .

”اس بارے میں پورا ایک کتابچہ ہے جو کہ سارا جھوٹ کا پلندہ ہے۔“

(المَنار المُنیف، ص 52)

❁ علامہ ابو الطاہر محمد بن یعقوب فیروز آبادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ يَصِحَّ فِيهِ شَيْءٌ .

”اس بارے میں کوئی روایت ثابت نہیں۔“

(رِسالة في بَيان ما لم يثبت فيه حديث من الأبواب، ص 9)

❁ علامہ حلبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَالَ بَعْضُهُمْ : وَلَمْ يَصِحَّ فِي فَضْلِ التَّسْمِيَةِ بِمُحَمَّدٍ حَدِيْثٌ، وَكُلُّ مَا وَرَدَ فِيْهِ؛ فَهُوَ مَوْضُوْعٌ .

”بعض علما کا کہنا ہے کہ محمد نام کی فضیلت میں کوئی حدیث صحیح نہیں، اس بارے میں بیان کی جانے والی ساری روایات من گھڑت ہیں۔“

(السِّيرة الحَلبيّة: 121/1)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

علامہ زرقانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ذَكَرَ بَعْضُ الْحُفَّاظِ أَنَّهُ لَمْ يَصِحَّ فِي فَضْلِ التَّسْمِيَةِ بِمُحَمَّدٍ حَدِيْثٌ.

”بعض حفاظ کا کہنا ہے کہ محمد نام کی فضیلت میں کوئی حدیث صحیح نہیں۔“

(شرح الزُّرقاني على المَواهب اللّدنّيّة : 307/7)

ابن عراق کنانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَالَ الْأُبِّيُّ : لَمْ يَصِحَّ فِي فَضْلِ التَّسْمِيَةِ بِمُحَمَّدٍ حَدِيْثٌ، بَلْ قَالَ الْحَافِظُ أَبُو الْعَبَّاسِ تَقِيُّ الدِّيْنِ الْحِرَّانِيُّ : كُلُّ مَا وَرَدَ فِيْهِ؛ فَهُوَ مَوْضُوْعٌ.

”علامہ اُبِّي فرماتے ہیں کہ محمد نام کی فضیلت میں کوئی حدیث ثابت نہیں، بلکہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے بقول اس بارے میں بیان کی جانے والی ساری کی ساری روایات من گھڑت ہیں۔“

(تنزيه الشّريعة :174/1)

الحاصل :

اسم محمد سے حصولِ تبرک کے لیے پیش کی جانے والی تمام دلیلیں قیل و قال پر مبنی ہیں، اس بارے میں کوئی ٹھوس دلیل موجود نہیں۔لہٰذا یہ کہنا کہ اسم محمد سے تبرک حاصل کرنا جائز ہے، بے دلیل بات ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

آثارنبویہ سے حصول تبرک

آثارِنبویہ سے حصولِ تبرک نبی کریم ﷺ کی مشروع تعظیم ہے اور آپ کے ساتھ اظہارِ محبت ہے۔صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں اور بعد از وفات ان سے تبرک حاصل کرتے تھے۔صحابہ کرام کی اقتدا و پیروی میں تابعین عظام اور تبع تابعین اعلام بھی آثارِنبویہ سے تبرک حاصل کیا کرتے تھے۔

یاد رہے کہ جن آثار سے اور جس طریقے سے حصولِ تبرک خیر القرون میں تھا، ویسے ہی تبرک کا مسئلہ سمجھنا چاہیے۔سلف صالحین کی پیروی دراصل حق کی پیروی ہے جو کہ نجات اُخروی کی ضمانت ہے۔اسلاف کی مخالفت درحقیقت حق کی مخالفت ہے۔سلف صالحین بہترین امت تھے۔ان کے دور کو خیر القرون کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔یہ سند انہیں نبی کریم ﷺ نے اپنے مبارک فرمان: ''خیر القرون قرنی'' کے تحت عطا فرمائی تھی۔ان کے منہج کو سبیل المومنین اور سبیل حق سے تعبیر کیا گیا ہے۔ان کا اتفاقی فہم اجماع کہلاتا ہے، جس پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے اور اس کا اتباع واجب اور مخالفت حرام ہے۔ان کے منہج وعقیدہ اور اجماع کے ماننے والوں کو اہل سنت والجماعت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

سلف صالحین ائمہ اہل سنت کا مذہب ہی اسلم، اعلم اور احکم ہے، کیونکہ وہ ورع وتقویٰ اور علم وفضل میں فائق تھے۔وہ تکلف کے نام سے بھی ناواقف تھے، اس لیے ان کے استنباط واجتہاد سب پر مقدم ہیں۔وہ سب سے بڑھ کر نبی کریم ﷺ کی تعظیم کرنے والے تھے، وہ سب سے بڑھ کر محمد رسول اللہ ﷺ کو محبوب رکھتے تھے، وہ سب سے بڑھ کر نبی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کریم ﷺ کی سنتوں اور اداؤں کو اپنانے والے تھے، وہ اتباع سنت پر حریص تھے۔

سلف صالحین ہمارے اکابر ہیں اور امت میں خیر و برکت اور علم وفضل انہیں کے سبب ہے۔ وہ دیانت اور روایت میں اس قدر موثوق بھم ہیں کہ معیارِ حق کا درجہ رکھتے ہیں۔ ہر گمراہی سے بچنے کا ایک ہی حل ہے کہ ان کے دامن کو مضبوطی سے تھام لیا جائے۔ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی محبت میں شدید تر تھے، اس لیے شریعت کے معانی وحقائق ان پر کھول دیئے گئے تھے۔ ذیل کی سطور میں صحابہ کرام، تابعین عظام اور تبع تابعین اعلام کی طرف سے آثارِ نبویہ سے حصولِ تبرک کے چند نمونے پیشِ خدمت ہیں:

وضو والے پانی سے تبرک:

❀ سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْهَاجِرَةِ، فَأُتِيَ بِوَضُوءٍ، فَتَوَضَّأَ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَأْخُذُونَ مِنْ فَضْلِ وَضُوئِهٖ، فَيَتَمَسَّحُونَ بِهٖ، فَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ، وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ، وَبَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةٌ، وَقَالَ أَبُو مُوسٰى : دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَدَحٍ فِيهِ مَاءٌ، فَغَسَلَ يَدَيْهِ وَوَجْهَهٗ فِيهِ، وَمَجَّ فِيهِ، ثُمَّ قَالَ لَهُمَا : اشْرَبَا مِنْهُ، وَأَفْرِغَا عَلٰى وُجُوهِكُمَا وَنُحُورِكُمَا.

”ایک دن دوپہر کے وقت رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے۔ آپ کے لیے وضو کا پانی حاضر کیا گیا، جس سے آپ ﷺ نے وضو فرمایا۔ لوگ آپ کے وضو کا بچا پانی لے کر اپنے بدنوں پر ملنے لگے۔ آپ ﷺ نے ظہر وعصر کی دو

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

دو رکعتیں ادا فرمائیں۔آپ ﷺ کے سامنے ایک نیزہ بھی تھا۔سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے پانی کا پیالہ منگوایا۔اس سے آپ نے ہاتھ مبارک دھوئے اور اسی پیالے میں منہ دھویا اور کلی فرمائی۔پھر فرمایا: آپ یہ پانی پی لیں، نیز اپنے چہروں اور سینوں پر ڈال لیں۔''

(صحیح البخاري: 187، 188، صحیح مسلم: 503)

❁ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ نَازِلٌ بِالْجِعِرَّانَةِ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ، وَمَعَهُ بِلَالٌ، فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْرَابِيٌّ، فَقَالَ: أَلَا تُنْجِزُ لِي مَا وَعَدْتَنِي؟ فَقَالَ لَهُ: أَبْشِرْ، فَقَالَ: قَدْ أَكْثَرْتَ عَلَيَّ مِنْ أَبْشِرْ، فَأَقْبَلَ عَلٰى أَبِي مُوسٰى وَبِلَالٍ كَهَيْئَةِ الْغَضْبَانِ، فَقَالَ: رَدَّ الْبُشْرٰى، فَاقْبَلَا أَنْتُمَا، قَالَا: قَبِلْنَا، ثُمَّ دَعَا بِقَدَحٍ فِيهِ مَاءٌ، فَغَسَلَ يَدَيْهِ وَوَجْهَهُ فِيهِ وَمَجَّ فِيهِ، ثُمَّ قَالَ: اشْرَبَا مِنْهُ، وَأَفْرِغَا عَلٰى وُجُوهِكُمَا وَنُحُورِكُمَا وَأَبْشِرَا، فَأَخَذَا الْقَدَحَ فَفَعَلَا، فَنَادَتْ أُمُّ سَلَمَةَ مِنْ وَّرَاءِ السِّتْرِ: أَنْ أَفْضِلَا لِأُمِّكُمَا، فَأَفْضَلَا لَهَا مِنْهُ طَائِفَةً.

''میں نبی کریم ﷺ کے پاس تھا اور آپ ﷺ مکہ اور مدینہ کے درمیان جعرانہ مقام پر پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے۔سیدنا بلال رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ہمراہ تھے۔نبی کریم ﷺ کے پاس ایک دیہاتی شخص آیا اور کہنے لگا: کیا آپ میرے ساتھ کیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوا وعدہ پورا نہیں کریں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: خوش خبری لو۔اس نے کہا: آپ مجھے بہت زیادہ خوش خبریاں دے چکے ہیں۔ نبی کریم ﷺ غصے کی حالت میں سیدنا ابو موسیٰ اشعری اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اس نے خوش خبری واپس کر دی ہے، آپ دونوں اسے قبول کر لیں۔ ہم نے عرض کیا: ہم نے قبول کر لی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے ایک پانی والا پیالہ منگوایا اور اس میں اپنے ہاتھوں اور چہرۂ مبارک کو دھویا، نیز اس میں کُلی فرمائی۔ پھر فرمایا: آپ دونوں اس پانی کو پییں، اپنے چہروں اور سینوں پر بہائیں اور خوش ہو جائیں۔ دونوں نے پیالہ پکڑا اور ویسا ہی کیا۔اسی اثنا میں پردے کے پیچھے سے سیدہ امِ سلمہ رضی اللہ عنہا نے پکار کر کہا: اپنی ماں کے لیے بھی یہ پانی بچانا، چنانچہ انہوں نے کچھ پانی بچا لیا۔''

(صحیح البخاري: 4328، صحیح مسلم: 2497)

❁ سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قُبَّةٍ حَمْرَاءَ مِنْ أَدَمٍ، وَرَأَيْتُ بِلَالًا أَخَذَ وَضُوءَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَرَأَيْتُ النَّاسَ يَبْتَدِرُونَ ذَاكَ الْوَضُوءَ، فَمَنْ أَصَابَ مِنْهُ شَيْئًا؛ تَمَسَّحَ بِهِ، وَمَنْ لَّمْ يُصِبْ مِنْهُ شَيْئًا؛ أَخَذَ مِنْ بَلَلِ يَدِ صَاحِبِهِ.

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک سرخ چمڑے کے خیمہ میں دیکھا۔میں نے یہ بھی دیکھا کہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ آپ کو وضو کروا رہے تھے۔ وہاں موجود ہر صحابی نبی کریم ﷺ کے وضو والا پانی حاصل کرنے کے لیے ایک دوسرے سے آگے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔اگر کسی کو تھوڑا سا بھی پانی مل جاتا تو وہ اسے اپنے اوپر مَل لیتا اور اگر کوئی پانی نہ حاصل کر پاتا، تو وہ اپنے ساتھی کے ہاتھ کی تری ہی حاصل کر لیتا۔‘‘

(صحيح البخاري : 376، صحيح مسلم : 503)

دستِ مبارک سے تبرک:

❁ سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْهَاجِرَةِ إِلَى الْبَطْحَاءِ، فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ صَلَّى الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ، وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ، وَبَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةٌ، قَالَ شُعْبَةُ : وَزَادَ فِيهِ عَوْنٌ، عَنْ أَبِيهِ أَبِي جُحَيْفَةَ، قَالَ : كَانَ يَمُرُّ مِنْ وَّرَائِهَا الْمَرْأَةُ، وَقَامَ النَّاسُ، فَجَعَلُوا يَأْخُذُونَ يَدَيْهِ، فَيَمْسَحُونَ بِهَا وُجُوهَهُمْ، قَالَ : فَأَخَذْتُ بِيَدِهٖ، فَوَضَعْتُهَا عَلٰى وَجْهِي، فَإِذَا هِيَ أَبْرَدُ مِنَ الثَّلْجِ، وَأَطْيَبُ رَائِحَةً مِّنَ الْمِسْكِ .

’’نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کے وقت سفر کے ارادے سے نکلے۔بطحا نامی جگہ پر پہنچ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور ظہر وعصر کی نماز دو دو رکعت ادا کی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک چھوٹا سا نیزہ (بطورِ سترہ) گڑا ہوا تھا۔عون نے اپنے والد ابو جحیفہ سے اس روایت میں یہ الفاظ زیادہ بیان کیے ہیں کہ سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اس نیزہ کے آگے سے عورت گزر رہی تھی۔پھر صحابہ کرام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے مبارک ہاتھ کو تھام کر اپنے چہروں پر مَلنے لگے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک کو اپنے چہرے پر رکھا۔ وہ برف سے زیادہ ٹھنڈا اور کستوری سے زیادہ خوشبو دار تھا۔“

(صحيح البخاري: 3553)

❁ سیدنا انس بن مالک بیان کرتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ؛ جَاءَ خَدَمُ الْمَدِينَةِ بِآنِيَتِهِمْ فِيهَا الْمَاءُ، فَمَا يُؤْتٰى بِإِنَاءٍ إِلَّا غَمَسَ يَدَهُ فِيهَا، فَرُبَّمَا جَاءُوهُ فِي الْغَدَاةِ الْبَارِدَةِ، فَيَغْمِسُ يَدَهُ فِيهَا .

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نمازِ فجر ادا فرما لیتے، تو مدینہ منورہ کے خادم برتن لے کر آتے، جن میں پانی ہوتا تھا۔ وہ جو بھی برتن لاتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اپنا دستِ مبارک ڈبو دیتے تھے۔ بسا اوقات تو وہ موسمِ سرما میں صبح کے وقت آپ کے پاس آ جاتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اپنا ہاتھ مبارک ڈبو دیا کرتے تھے۔“

(صحيح مسلم: 2324)

❁ ذیال بن عبید بن حنظلہ رحمہ اللہ، صحابیٔ رسول، سیدنا حنظلہ رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ان کے والد نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان (سیدنا حنظلہ رضی اللہ عنہ) کے لیے دُعا کی درخواست کی۔

قَالَ حَنْظَلَةُ : فَدَنَا بِي إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ : إِنَّ لِي بَنِينَ ذَوِي لِحًى، وَدُونَ ذٰلِكَ، وَإِنَّ ذَا أَصْغَرُهُمْ، فَادْعُ اللّٰهَ لَهُ، فَمَسَحَ رَأْسَهُ، وَقَالَ : بَارَكَ اللّٰهُ فِيكَ، أَوْ بُورِكَ فِيهِ، قَالَ ذَيَّالٌ : فَلَقَدْ رَأَيْتُ حَنْظَلَةَ يُؤْتٰى بِالْإِنْسَانِ الْوَارِمِ وَجْهُهُ، أَوِ بِالْبَهِيمَةِ

www.KitaboSunnat.com

الْوَارِمَةِ الضَّرْعُ، فَيَتْفُلُ عَلٰى يَدَيْهِ، وَيَقُولُ: بِسْمِ اللّٰهِ، وَيَضَعُ يَدَهٗ عَلٰى رَأْسِهٖ، وَيَقُولُ عَلٰى مَوْضِعِ كَفِّ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَيَمْسَحُهٗ عَلَيْهِ، وَقَالَ ذَيَّالٌ: فَيَذْهَبُ الْوَرَمُ.

''سیدنا حنظلہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پھر وہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے اور عرض کیا: میرے کچھ بیٹے جوان اور کچھ کم عمر ہیں۔ یہ ان میں سب سے چھوٹا ہے۔ آپ اس کے لیے اللہ سے دعا کر دیجیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سر پر ہاتھ مبارک پھیر کر فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے۔ ذیال کہتے ہیں: میں نے دیکھا کہ سیدنا حنظلہ بن خزیم رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی سوجے ہوئے چہرے والا آدمی لایا جاتا یا سوجے ہوئے تھنوں والا کوئی جانور، تو وہ اپنے ہاتھوں پر اپنا لعاب لگاتے اور بسم اللہ کہہ کر اس کے سر پر ہاتھ رکھ دیتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک ہتھیلی کی جگہ کو اس پر پھیرتے۔ اس سے ورم ختم ہو جاتا۔''

(مُسند الإمام أحمد: 68/5، دلائل النّبوة للبَيْهقي: 214/6، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ سیدنا ابو زید انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے قریب کر کے اپنا مبارک ہاتھ ان کے سر اور ڈاڑھی پر پھیرا، پھر یہ دُعا کی:

اَللّٰهُمَّ جَمِّلْهُ، وَأَدِمْ جَمَالَهٗ.

''الٰہی! انہیں خوبصورتی عطا فرما اور ان کے حسن و جمال کو دوام بخش دے۔''

راوی کہتے ہیں کہ انھوں نے 100 سال سے زائد عمر پائی، مگر اس وقت بھی ان کے سر اور ڈاڑھی کے صرف چند بال سفید ہوئے تھے۔ ان کا چہرہ صاف اور روشن رہا اور تادمِ آخر ایک ذرہ برابر شکن بھی چہرے پر نمودار نہیں ہوئی تھی۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(مُسند الإمام أحمد : 77/5، دلائل النُّبُوّة للبيهقيّ : 211/6، وسندہٗ صحیحٌ)

❀ امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ”صحیح متصل“ قرار دیا ہے۔

❀ سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ذَهَبَتْ بِي خَالَتِي إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ ابْنَ أُخْتِي وَجِعٌ، فَمَسَحَ رَأْسِي وَدَعَا لِي بِالْبَرَكَةِ، ثُمَّ تَوَضَّأَ، فَشَرِبْتُ مِنْ وَّضُوئِهٖ، وَقُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهٖ، فَنَظَرْتُ إِلٰى خَاتَمِ النُّبُوَّةِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ، مِثْلَ زِرِّ الْحَجَلَةِ .

”میری خالہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئیں اور گزارش کی : اللہ کے رسول! میرا بھانجا بیمار ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سر پر ہاتھ مبارک پھیرا اور برکت کے لیے دعا کی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا،تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا پانی پیا۔ بعد ازاں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔میں نے آپ کے کندھوں کے مابین چکور کے انڈے کی مثل مہر نبوت دیکھی۔“

(صحيح البخاري : 5670، صحيح مسلم : 2345)

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اشْتَكٰى؛ يَقْرَأُ عَلٰى نَفْسِهٖ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَيَنْفُثُ، فَلَمَّا اشْتَدَّ وَجَعُهٗ؛ كُنْتُ أَقْرَأُ عَلَيْهِ وَأَمْسَحُ بِيَدِهٖ رَجَاءَ بَرَكَتِهَا .

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار ہوتے تو معوذات پڑھ کر اپنے اوپر پھونکتے۔جب (مرض الموت میں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری شدت اختیار کر گئی، تو میں معوذات

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

پڑھ کر آپ پر پھونکتی اور برکت کی خاطر آپ ﷺ ہی کا دست مبارک آپ کے جسم اطہر پر پھیرتی۔‘‘(صحیح البخاري : 5016، صحیح مسلم : 2192)

توشہ دان میں کھجوروں کا ذخیرہ اور تبرک :

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَمَرَاتٍ، فَقُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، ادْعُ اللّٰهَ فِيهِنَّ بِالْبَرَكَةِ، فَضَمَّهُنَّ، ثُمَّ دَعَا لِي فِيهِنَّ بِالْبَرَكَةِ، فَقَالَ لِي : خُذْهُنَّ وَاجْعَلْهُنَّ فِي مِزْوَدِكَ هٰذَا، أَوْ فِي هٰذَا الْمِزْوَدِ، كُلَّمَا أَرَدْتَّ أَنْ تَأْخُذَ مِنْهُ شَيْئًا؛ فَأَدْخِلْ يَدَكَ فِيهِ، فَخُذْهُ وَلَا تَنْثُرْهُ نَثْرًا، فَقَدْ حَمَلْتُ مِنْ ذٰلِكَ التَّمْرِ كَذَا وَكَذَا مِنْ وَّسْقٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، فَكُنَّا نَأْكُلُ مِنْهُ وَنُطْعِمُ، وَكَانَ لَا يُفَارِقُ حِقْوِي، حَتّٰى كَانَ يَوْمُ قَتْلِ عُثْمَانَ؛ فَإِنَّهُ انْقَطَعَ .

’’میں کچھ کھجوریں لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اللہ کے رسول! ان میں برکت کے لیے دعا کیجیے۔آپ ﷺ نے انہیں اکٹھا کر میرے لیے ان میں برکت کی دعا فرمائی اور فرمایا: انہیں لے لیجیے اور اپنے اس توشہ دان میں رکھ لیجیے۔جب بھی ان میں سے کچھ لینا چاہیں،تو اس میں اپنا ہاتھ ڈال کر لے لیجیے گا،انہیں مکمل طور پر باہر نہ نکالیے گا۔سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: میں نے ان میں سے کتنے ہی وسق (ایک وسق تقریباً 126 کلوگرام کا ہوتا ہے) کھجور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیں۔ہم خود اس میں سے کھاتے تھے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اور کھلاتے بھی تھے اور یہ توشہ دان میری کمر سے الگ نہیں ہوتا تھا، حتی کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن وہ ٹوٹ کر گر گیا۔''

(مُسند الإمام أحمد : 352/2، سنن التّرمذي : 3839، دلائل النّبوّة للبيهقي : 110/6، وسندهٗ حسنٌ)

امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''حسن غریب'' کہا ہے، امام ابن حبان رحمہ اللہ نے (٦٥٣٢) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

تنبیہ:

❀ ایک روایت ان الفاظ سے بھی مروی ہے:

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک جنگ میں سینکڑوں کی تعداد میں صحابہ کرام موجود تھے، جن کے کھانے کے لیے کچھ نہ تھا۔ اس وقت میرے ہاتھ میں ایک توشہ دان تھا، جس میں چند کھجوریں تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے استفسار پر میں نے عرض کیا: میرے پاس کچھ کھجوریں ہیں۔ فرمایا: لے آیئے۔ میں وہ توشہ دان لے کر حاضر خدمت ہوا اور کھجوریں گنتی کیں، تو وہ کل اکیس (تاریخ دمشق کی روایت کے مطابق سات) کھجوریں تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس توشہ دان پر اپنا مبارک ہاتھ رکھ کر فرمایا:

دس آدمیوں کو بلائیے، میں دس کو بلا لایا۔ انہوں نے کھائیں اور خوب سیر ہو کر چلے گئے۔ اسی طرح اگلے دس آدمیوں نے بھی خوب سیر ہو کر کھجوریں کھائیں۔ یہاں تک کہ سارے لشکر نے کھجوریں کھا لیں۔ پھر بھی کچھ کھجوریں میرے پاس توشہ دان میں باقی بچ گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابو ہریرہ! جب آپ اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

توشہ دان سے کھجوریں نکالنا چاہیں، تو ہاتھ ڈال کر اس سے نکال لینا، لیکن توشہ دان مت انڈیلنا۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اس سے کھجوریں کھاتا رہا۔ پھر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور اور بعد میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں بھی کھجوریں کھاتا رہا، حتی کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پورے عہد خلافت تک وہ کھجوریں میرے استعمال میں رہیں۔ جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے، تو میرا سارا مال و متاع گھر سے چوری ہو گیا، جس میں توشہ دان بھی شامل تھا۔ میں کیا بتاؤں کہ میں نے اس سے کتنی کھجوریں کھائی ہوں گی، کم و بیش دو وسق (252 کلوگرام) سے زیادہ۔“

(الشّريعة للآجري : 1060، فوائد تمّام : 1766، دلائل النّبوة للبيهقي : 110/6)

سند ضعیف ہے۔

① ابو منصور ازدی مجہول ہے۔

② اس کا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع معلوم نہیں۔

اس کی دوسری سند بھی ضعیف ہے۔ سہل بن زیاد کی توثیق نہیں مل سکی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک سے تبرک :

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک صحابی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی اونٹنی کی سست رفتاری کی شکایت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مبارک پاؤں سے اونٹنی کو ٹھوکر لگائی۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں :

فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ، لَقَدْ رَأَيْتُهَا تَسْبِقُ الْقَائِدَ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

’’اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں نے دیکھا کہ اس کے بعد ایسی تیز ہوگئی کہ کسی کو آگے نہیں نکلنے دیتی تھی۔‘‘

(السّنن الکبرٰی للبیھقي : 7/235، وسندہٗ صحیحٌ)

اس حدیث کو امام ابوعوانہ رحمہ اللہ (۴۱۴۵) نے ’’صحیح‘‘ اور امام حاکم رحمہ اللہ (۲/۱۷۳) نے بخاری و مسلم کی شرط پر ’’صحیح‘‘ قرار دیا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

❀ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک قدم کی برکت سے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کا اونٹ بھی تیز ہو گیا تھا، چنانچہ حدیث میں ہے:

ضَرَبَهٗ بِرِجْلِهٖ، وَدَعَا لَهٗ، فَسَارَ سَیْرًا لَّمْ یَسِرْ مِثْلَهٗ .

’’نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاؤں مبارک سے ٹھوکر مار کر اس کے لیے دُعا فرمائی: وہ یکدم ایسا تیز ہو گیا کہ اس سے پہلے کبھی ایسا نہ تھا۔‘‘

(مُسند الإمام أحمد : 3/299، صحیح مسلم : 715)

❀ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے فرمایا:

’’آپ کے اونٹ کا کیا حال ہے؟ عرض کیا:

بِخَیْرٍ، قَدْ أَصَابَتْهُ بَرَکَتُكَ .

’’بہتر ہے۔ اسے آپ کی برکت حاصل ہوئی ہے۔‘‘

(صحیح البخاري : 2967، صحیح مسلم : 715)

تنبیہ :

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ إِذَا مَشٰی عَلَی الصَّخْرِ غَاصَتْ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

قَدَمَاهُ فِيهِ وَ أَثَّرَتْ .

”نبی کریم ﷺ جب پتھریلی زمین پر چلتے، تو آپ ﷺ کے پاؤں مبارک اس میں دھنس جاتے اور وہاں نشان پڑ جاتے۔“

(تبرک کی شرعی حیثیت از ڈاکٹر طاہر القادری، ص 76)

جھوٹی اور بے اصل روایت ہے۔

❁ علامہ محمد عبدالرؤف مناوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ أَقِفْ لَهُ عَلَى أَصْلٍ . ”مجھے اس کی کوئی اصل (سند) نہیں مل سکی۔“

(فیض القدیر : 91/5)

نبی کریم ﷺ کے مبارک بالوں سے تبرک:

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا حَلَقَ رَأْسَهُ؛ كَانَ أَبُو طَلْحَةَ أَوَّلَ مَنْ أَخَذَ مِنْ شَعْرِهٖ .

”جب نبی کریم ﷺ اپنا سر مبارک منڈواتے، تو سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ وہ پہلے شخص ہوتے، جو آپ ﷺ کے مبارک بال حاصل کرتے۔“(صحیح البخاري : 171)

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتٰى مِنًى، فَأَتَى الْجَمْرَةَ فَرَمَاهَا، ثُمَّ أَتٰى مَنْزِلَهُ بِمِنًى وَّنَحَرَ، ثُمَّ قَالَ لِلْحَلَّاقِ : خُذْ، وَأَشَارَ إِلٰى جَانِبِهِ الْأَيْمَنِ، ثُمَّ الْأَيْسَرِ، ثُمَّ جَعَلَ يُعْطِيهِ النَّاسَ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”نبی کریم ﷺ جب منیٰ میں تشریف لائے، تو پہلے جمرہ عقبہ پر گئے اور وہاں کنکریاں ماریں۔ پھر منیٰ میں اپنی قیام گاہ میں تشریف لے گئے، وہاں قربانی کی۔ حجام سے سر مونڈھنے کو کہا اور اس کو دائیں جانب سے شروع کرنے کا اشارہ فرمایا: پھر بائیں جانب اشارہ فرمایا، بعد میں بال مبارک لوگوں کو عطا فرما دیئے۔“

(صحیح مسلم : 1305)

❁ صحیح مسلم (1305) ہی میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو بال مبارک دیے اور حکم فرمایا:

اقْسِمْهُ بَيْنَ النَّاسِ .

”یہ بال لوگوں میں تقسیم کر دیجیے۔“

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَلَّاقُ يَحْلِقُهُ، وَأَطَافَ بِهِ أَصْحَابُهُ، فَمَا يُرِيدُونَ أَنْ تَقَعَ شَعْرَةٌ إِلَّا فِي يَدِ رَجُلٍ .

”میں نے دیکھا کہ حجام نبی کریم ﷺ کے بال مبارک مونڈھ رہا تھا۔ آپ ﷺ کے صحابہ کرام ارد گرد موجود تھے اور ان کی خواہش تھی کہ آپ ﷺ کا ہر بال (زمین پر گرنے کی بجائے) ان میں سے کسی کے ہاتھ پر گرے۔“

(صحیح مسلم : 2325)

نبی کریم ﷺ کے مبارک لعاب دہن سے تبرک:

❁ سیدہ اسما بنت ابو بکر رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں:

إِنَّهَا حَمَلَتْ بِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ بِمَكَّةَ، قَالَتْ : فَخَرَجْتُ وَأَنَا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مُتِمٌّ، فَأَتَيْتُ الْمَدِينَةَ، فَنَزَلْتُ قُبَاءً، فَوَلَدْتُ بِقُبَاءٍ، ثُمَّ أَتَيْتُ بِهِ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَوَضَعْتُهُ فِي حَجْرِهِ، ثُمَّ دَعَا بِتَمْرَةٍ، فَمَضَغَهَا، ثُمَّ تَفَلَ فِي فِيهِ، فَكَانَ أَوَّلَ شَيْءٍ دَخَلَ جَوْفَهُ؛ رِيقُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ حَنَّكَهُ بِالتَّمْرَةِ، ثُمَّ دَعَا لَهُ، فَبَرَّكَ عَلَيْهِ، وَكَانَ أَوَّلَ مَوْلُودٍ وُلِدَ فِي الْإِسْلَامِ.

''عبداللہ بن زبیر مکہ مکرمہ میں ان کے پیٹ میں تھے۔ہجرت کے موقع پر وقتِ ولادت قریب تھا۔مدینہ منورہ پہنچ کر میں نے سب سے پہلا پڑاؤ قبا میں ڈالا۔ یہیں عبداللہ بن زبیر کی ولادت ہوئی۔میں بچے کو لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئی اور اسے آپ ﷺ کی گود میں رکھ دیا۔آپ ﷺ نے کھجور منگوا کر اسے چبایا اور بچے کے منہ میں اپنا لعابِ دہن ڈال دیا۔چنانچہ اس بچے کے پیٹ میں جانے والی سب سے پہلی چیز نبی کریم ﷺ کا مبارک لعاب تھا۔آپ ﷺ نے کھجور کی 'گڑھتی' دی اور اس کے لیے برکت کی دعا فرمائی۔یہ مدینہ منورہ میں مسلمانوں کا پیدا ہونے والا سب سے پہلا بچہ تھا۔''

(صحیح البخاري: 5469، صحیح مسلم: 2146)

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ذَهَبْتُ بِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيِّ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ وُلِدَ، وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عَبَاءَةٍ يَهْنَأُ بَعِيرًا لَهُ، فَقَالَ: هَلْ مَعَكَ تَمْرٌ؟، فَقُلْتُ: نَعَمْ،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَناوَلْتُه تمرَاتٍ، فَأَلْقَاهُنَّ فِي فِيهِ، فَلَاكَهُنَّ، ثُمَّ فغَرَ فَا الصَّبِيِّ فَمَجَّهُ فِي فِيهِ، فَجعَلَ الصَّبِيُّ يَتلَمَّظُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : حُبُّ الْأَنْصَارِ التَّمْرُ، وَسَمَّاهُ عَبْدَ اللّٰهِ .

''جب عبداللہ بن ابی طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے، تو میں انہیں لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چادر مبارک اوڑھے ہوئے اپنے اونٹ کی مالش کر رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا : کیا تمہارے پاس کھجور ہے؟ میں نے جواب دیا : جی ہاں! پھر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کھجوریں پیش کیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں منہ میں ڈال کر چبایا اور اس بچے کا منہ کھول کر اس میں ڈال دیا۔ بچہ انہیں چوسنے لگا،تو فرمایا: کھجور انصار کو مرغوب ہے۔نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچے کا نام عبداللہ رکھا۔''

(صحیح مسلم : 2144)

صحابہ کی محبتِ رسول کا اندازہ لگائیں کہ جب انہیں اولاد کی نعمت نصیب ہوتی،تو وہ اپنے بچوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے گھٹی دلواتے۔یہ معاملہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کے ساتھ خاص ہے، کیونکہ تبرک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک پسینہ سے تبرک :

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

دَخلَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ عِنْدَنَا، فَعرِقَ، وَجاءَ تْ أُمِّي بِقَارُورَةٍ، فَجعَلَتْ تَسْلِتُ الْعَرَقَ فِيهَا، فَاسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ : يَا أُمَّ سُلَيْمٍ، مَا هٰذَا الَّذِي تَصْنَعِينَ؟ قَالَتْ : هٰذَا عَرَقُكَ، نَجْعَلُهُ فِي طِيبِنَا، وَهُوَ مِنْ أَطْيَبِ الطِّيبِ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے اور ہمارے ہاں قیلولہ فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسینہ آیا، تو میری والدہ ایک شیشی لا کر پسینہ اس میں ڈالنے لگیں۔ اتنے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: ام سلیم! یہ آپ کیا کر رہی ہیں؟ انہوں نے عرض کیا: یہ آپ کا پسینہ ہے، اسے ہم خوشبو میں ملائیں گے، کیونکہ یہ عمدہ ترین خوشبو ہے۔''

(صحیح مسلم :2331)

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ بَيْتَ أُمِّ سُلَيْمٍ، فَيَنَامُ عَلٰى فِرَاشِهَا، وَلَيْسَتْ فِيهِ، قَالَ : فَجَاءَ ذَاتَ يَوْمٍ، فَنَامَ عَلٰى فِرَاشِهَا، فَأُتِيَتْ، فَقِيلَ لَهَا : هٰذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَامَ فِي بَيْتِكِ، عَلٰى فِرَاشِكِ، قَالَ فَجَائَتْ وَقَدْ عَرِقَ، وَاسْتَنْقَعَ عَرَقُهُ عَلٰى قِطْعَةِ أَدِيمٍ عَلَى الْفِرَاشِ، فَفَتَحَتْ عَتِيدَتَهَا، فَجَعَلَتْ تُنَشِّفُ ذٰلِكَ الْعَرَقَ، فَتَعْصِرُهُ فِي قَوَارِيرِهَا، فَفَزِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ : مَا تَصْنَعِينَ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ؟ فَقَالَتْ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، نَرْجُو بَرَكَتَهُ لِصِبْيَانِنَا، قَالَ : أَصَبْتِ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ امِ سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر میں تشریف لایا کرتے تھے اور ان کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

غیر موجودگی میں ان کے بستر پر سو جایا کرتے تھے۔ایک دن آپ ﷺ ان کے گھر تشریف لائے اور وہیں سو گئے۔سیدہ کو بتایا گیا کہ رسول اللہ ﷺ آپ کے گھر میں آپ کے بستر پر استراحت فرما ہیں،تو وہ آئیں اور دیکھا کہ نبی کریم ﷺ کو پسینہ مبارک آیا ہوا ہے اور کچھ پسینہ چمڑے کے بستر پر ایک جگہ اکٹھا ہوا پڑا ہے۔سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا ایک شیشی کھول کر وہ پسینہ اس میں بھرنے لگیں۔اسی دوران نبی کریم ﷺ بیدار ہو گئے اور دریافت فرمایا:ام سلیم! کیا کر رہی ہیں؟عرض کیا:اللہ کے رسول! ہم اس کے ذریعے اپنے بچوں کے حق میں برکت کے خواہش مند ہیں۔نبی ﷺ نے فرمایا:آپ نے ٹھیک (سوچا) ہے۔"

(صحيح مسلم :2331)

نبی کریم ﷺ کے ملبوسات سے تبرک:

❀ سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جس وقت نبی کریم ﷺ کی صاحبزادی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی،تو آپ ﷺ نے فرمایا:

اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا، أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ، إِنْ رَأَيْتُنَّ، فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي .

"انہیں تین یا پانچ یا اگر ضرورت محسوس کرو تو اس سے زائد بار غسل دینا۔جب غسل سے فارغ ہو جاؤ تو مجھے مطلع کر دینا۔"

ہم نے فارغ ہو کر آپ ﷺ کو اطلاع دی،تو آپ نے اپنا ازار ہمیں دیا اور فرمایا:

أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ . "اسے ان (زینب رضی اللہ عنہا) کے جسم کے ساتھ لگا دیں۔"

(صحيح البخاري : 1257، صحيح مسلم : 939)

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک خاتون نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر چادر پیش کی۔ایک صحابی نے عرض کیا:اللہ کے رسول!یہ کتنی حسین چادر ہے؟ مجھے عنایت فرما دیجیے۔فرمایا: ٹھیک ہے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے، تو اس صحابی کے ساتھیوں نے انہیں ملامت کیا کہ آپ نے اچھا نہیں کیا۔آپ کو معلوم تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی سائل کو خالی ہاتھ نہیں لوٹاتے، تو آپ نے یہ چادر کیوں مانگی؟ جواب میں صحابی رسول نے جواب دیا:

رَجَوْتُ بَرَكَتَهَا حِينَ لَبِسَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَعَلِّي أُكَفَّنُ فِيهَا .

”جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے زیبِ تن فرما لیا تھا،تو میں نے حصولِ برکت کی امید سے یہ حاصل کی تا کہ میں اسے اپنا کفن بنا سکوں۔“

(صحيح البخاري : 6036)

❁ ایک روایت کے الفاظ ہیں:

إِنِّي وَاللّٰهِ، مَا سَأَلْتُهُ لِأَلْبَسَهُ، إِنَّمَا سَأَلْتُهُ لِتَكُونَ كَفَنِي، قَالَ سَهْلٌ : فَكَانَتْ كَفَنَهُ .

”اللہ کی قسم!میں نے یہ چادر پہننے کے لیے نہیں مانگی۔میں نے تو (حصولِ تبرک کی غرض سے)اس لیے مانگی ہے تا کہ یہ مبارک چادر میرا کفن بنے۔سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: چنانچہ وہ مبارک چادر ان کا کفن ہی بنی۔“

(صحيح البخاري : 1277)

قصیدہ بردہ کے بارے میں تنبیہ بلیغ:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

محمد بن سعید بوصیری (696ھ) نے اپنے ایک خواب کی بنیاد پر قصیدہ بردہ (نبی کریم ﷺ کی چادر مبارک کی تعریف) لکھا تھا۔ یہ بوصیری جھوٹا تھا۔ اس کے بیان کردہ خواب کا کوئی اعتبار نہیں۔ اس قصیدہ میں بعض اشعار شرکیہ اور کفریہ ہیں۔ جو لوگ عقیدۂ محدثین سے بیزار ہیں، وہ بڑی چاہت و اہتمام کے ساتھ اسے پڑھتے اور سنتے ہیں۔

❁ علامہ حسین احمد مدنی دیوبندی صاحب (۱۳۷۷ھ) لکھتے ہیں:

''انہی افعالِ خبیثہ واقوالِ واہیہ کی وجہ سے اہل عرب کو ان (محمد بن عبدالوہاب اوران کے ساتھیوں) سے نفرت بے شمار ہے۔ محمد بریلوی اور ان کے اتباع نے جب ان بزرگوارانِ دین کو وہابیت کی طرف منسوب کیا، توان لوگوں نے یہ خیال کیا کہ یہ حضرات (دیوبندی) بھی وہابیہ کے پورے موافق ہیں، مگر حقیقت الحال سے ان کو اطلاع ہی نہیں، ورنہ یہ لوگ بھی پوری طرح عقائد میں ان بزرگواروں کے موافق۔ وہابیہ کثرتِ صلاۃ وسلام، درودِ خیر الانام رحمہ اللہ اور قراءتِ دلائل الخیرات، قصیدہ بردہ و قصیدہ ہمزہ (یہ دونوں بوصیری کے ہیں) وغیرہ اور اس کے پڑھنے اور اس کے استعمال کرنے و درود بنانے کو سخت قبیح ومکدر جانتے ہیں اور بعض اشعار کو قصیدہ بردہ میں شرک وغیرہ کی طرف منسوب کرتے ہیں، مثلاً:

يَا أَشْرَفَ الْخَلْقِ مَا لِي مَنْ أَلُوْذُ بِهٖ

سِوَاكَ عِنْدَ حَلُوْلِ حَوَادِثِ الْعَمَمِ

اے افضل مخلوقات، میرا کوئی نہیں جس کی پناہ پکڑوں، بجز تیرے بروقت نزولِ حوادث۔۔۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حالانکہ ہمارے مقدس بزرگان دین اپنے متعلقین کو دلائل الخیرات وغیرہ کی سند دیتے ہیں اور ان کو کثرتِ درود و سلام وتحزیب وقراءتِ دلائل وغیرہ کا امر فرماتے رہے ہیں۔ ہزاروں کو مولانا گنگوہی، مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہما نے اجازت فرمائی اور مدتوں خود بھی پڑھتے رہے ہیں اور مولانا نانوتوی مثل شعر بردہ پڑھتے تھے:

مدد کر اے کرمِ احمدی کہ تیرے سوا — نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار

جو تُو ہی ہم کو نہ پوچھے تو کون پوچھے گا — بنے گا کون ہمارا تیرے سوا غم خوار

حضرت مولانا ذوالفقار علی صاحب مرحوم ومغفور دیوبندی نے فہم عوام کے واسطے قصیدہ بردہ کی اردو شرح فرمائی اور اس کو باعثِ سعادت خیال فرمایا۔غرض ہمیشہ بہ جملہ اکابرین (آل دیوبند) سب کی قراءت وغیرہ کی اجازت دیتے رہے۔"

(الشہاب الثاقب،ص245)

قارئین کرام! آپ اس عبارت کو بار بار پڑھیں اور ان کے عقیدۂ توحید کی اصلیت کو پہچانیں، یہ حضرات بھی مخلوق سے مدد مانگنا، مشکل میں غیراللہ کو پکارنا، نبی کریم ﷺ کو فریاد رس سمجھنا جائز کہہ رہے ہیں۔ان کے عقیدہ کے مطابق نبی کریم ﷺ بعد از وفات بھی بے کسوں اور بے بسوں کا حال جانتے ہیں۔نیز یہ لوگ آپ ﷺ سے پناہ پکڑنے کو بھی سندِ جواز پیش کر رہے ہیں۔ساتھ ساتھ اہل بدعت کی شرک وکفر اور بدعات وخرافات پر مبنی کتابیں پڑھنے کی ترغیب دے رہے ہیں۔

نبی کریم ﷺ کے مبارک عصا سے تبرک:

❀ سیدنا عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دَعَانِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّهٗ قَدْ بَلَغَنِي أَنَّ خَالِدَ بْنَ سُفْيَانَ بْنِ نُبَيْحٍ الْهُذَلِيَّ يَجْمَعُ لِيَ النَّاسَ لِيَغْزُوَنِي، وَهُوَ بِعُرَنَةَ، فَأْتِهِ، فَاقْتُلْهُ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، انْعَتْهُ لِي حَتّٰى أَعْرِفَهٗ، قَالَ: إِذَا رَأَيْتَهٗ وَجَدْتَّ لَهٗ اقْشَعْرِيرَةً، قَالَ: فَخَرَجْتُ مُتَوَشِّحًا بِسَيْفِي حَتّٰى وَقَعْتُ عَلَيْهِ، وَهُوَ بِعُرَنَةَ مَعَ ظُعُنٍ يَّرْتَادُ لَهُنَّ مَنْزِلًا، وَحِينَ كَانَ وَقْتُ الْعَصْرِ، فَلَمَّا رَأَيْتُهٗ؛ وَجَدْتُ مَا وَصَفَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الِاقْشَعْرِيرَةِ، فَأَقْبَلْتُ نَحْوَهٗ، وَخَشِيتُ أَنْ يَّكُونَ بَيْنِي وَبَيْنَهٗ مُحَاوَلَةٌ تَشْغَلُنِي عَنِ الصَّلَاةِ، فَصَلَّيْتُ وَأَنَا أَمْشِي نَحْوَهٗ أُومِئُ بِرَأْسِي الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ، فَلَمَّا انْتَهَيْتُ إِلَيْهِ؛ قَالَ: مَنِ الرَّجُلُ؟ قُلْتُ: رَجُلٌ مِّنَ الْعَرَبِ سَمِعَ بِكَ، وَبِجَمْعِكَ لِهٰذَا الرَّجُلِ، فَجَائَكَ لِهٰذَا، قَالَ: أَجَلْ، أَنَا فِي ذٰلِكَ، قَالَ: فَمَشَيْتُ مَعَهٗ شَيْئًا، حَتّٰى إِذَا أَمْكَنَنِي حَمَلْتُ عَلَيْهِ السَّيْفَ حَتّٰى قَتَلْتُهٗ، ثُمَّ خَرَجْتُ، وَتَرَكْتُ ظَعَائِنَهٗ مُكِبَّاتٍ عَلَيْهِ، فَلَمَّا قَدِمْتُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَرَآنِي، فَقَالَ: أَفْلَحَ الْوَجْهُ، قَالَ: قُلْتُ: قَتَلْتُهٗ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: صَدَقْتَ، قَالَ: ثُمَّ قَامَ مَعِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَدَخَلَ بِي بَيْتَهٗ، فَأَعْطَانِي عَصًا، فَقَالَ: أَمْسِكْ هٰذِهٖ عِنْدَكَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أُنَيْسٍ،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

قَالَ : فَخَرَجْتُ بِهَا عَلَى النَّاسِ، فَقَالُوا : مَا هٰذِهِ الْعَصَا؟ قَالَ : قُلْتُ : أَعْطَانِيهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَمَرَنِى أَنْ أُمْسِكَهَا، قَالُوا : أَوَلَا تَرْجِعُ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَتَسْأَلَهٗ عَنْ ذٰلِكَ؟ قَالَ : فَرَجَعْتُ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، لِمَ أَعْطَيْتَنِي هٰذِهِ الْعَصَا؟ قَالَ : آيَةٌ بَيْنِي وَبَيْنَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، إِنَّ أَقَلَّ النَّاسِ الْمُتَخَصِّرُونَ يَوْمَئِذٍ، قَالَ : فَقَرَنَهَا عَبْدُ اللّٰهِ بِسَيْفِهٖ، فَلَمْ تَزَلْ مَعَهٗ، حَتّٰى إِذَا مَاتَ؛ أَمَرَ بِهَا، فَصُبَّتْ مَعَهٗ فِي كَفَنِهٖ، ثُمَّ دُفِنَا جَمِيعًا .

''ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے مجھے بلا کر فرمایا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ خالد بن سفیان بن نبیح ہُذَلی میرے ساتھ جنگ کرنے کے لیے لوگوں کو جمع کر رہا ہے۔ اس وقت وہ عرنہ میں ہے۔اس کے پاس جا کر اسے قتل کر آیئے۔ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! مجھے اس کی کوئی علامت بتا دیجیے تا کہ میں اسے پہچان سکوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جب آپ اسے دیکھیں گے، تو اس کے جسم کے بال کھڑے ہوئے محسوس ہوں گے۔ میں اپنی تلوار لے کر نکل کھڑا ہوا۔عصر کے وقت جب کہ وہ بھی بطن عرنہ میں اپنی عورتوں کے ساتھ تھا، جو ان کے لیے سفر کو آسان بناتی تھیں، میں اس کے پاس پہنچ گیا۔جب میں نے اسے دیکھا، تو نبی کریم ﷺ کا بیان کردہ وصف اس میں پا لیا۔میں اس کی طرف چل پڑا۔پھر میں نے سوچا کہ کہیں میرے اور اس کے درمیان بات چیت شروع ہوگئی، تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نمازِ عصر فوت نہ ہو جائے۔ چنانچہ میں نے چلتے چلتے اشارہ سے رکوع اور سجدہ کر کے نماز ادا کر لی۔ جب میں اس کے پاس پہنچا تو وہ کہنے لگا: آپ کون ہو؟ میں نے کہا: میں عربی شخص ہوں، جس نے آپ کے بارے اور اس شخص (نبی کریم ﷺ) کے لیے لشکر جمع کرنے کے بارے میں سنا، تو آپ کے پاس آ گیا۔ اس نے کہا: بہت اچھا، میں اسی مقصد میں لگا ہوا ہوں۔ میں اس کے ساتھ تھوڑی دیر تک چلا اور جب اس پر قابو پا لیا، تو اس پر تلوار اٹھا لی، یہاں تک کہ اسے قتل کر ڈالا۔ پھر میں وہاں سے نکلا اور اس کی عورتوں کو اس پر جھکا ہوا چھوڑ دیا۔ جب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ ﷺ نے مجھے دیکھ کر فرمایا: یہ چہرہ کامیاب ہو گیا۔ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں اسے قتل کر آیا ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آپ نے سچ کہا ہے۔ پھر نبی کریم ﷺ میرے ساتھ اٹھے اور اپنے گھر میں داخل ہوئے۔ وہاں سے ایک عصا لا کر مجھے دیا اور فرمایا: عبداللہ بن انیس! اسے اپنے پاس سنبھال کر رکھیے گا۔ میں وہ لاٹھی لے کر نکلا، تو صحابہ کرام مجھے روک کر پوچھنے لگے: اس لاٹھی کا کیا معاملہ ہے؟ میں نے بتایا کہ یہ نبی کریم ﷺ نے مجھے عنایت فرمائی ہے اور مجھے حکم دیا کہ اسے سنبھال کر رکھوں۔ وہ کہنے لگے: آپ جا کر نبی کریم ﷺ سے اس کے متعلق پوچھیں تو سہی۔ چنانچہ میں نے واپس آ کر آپ ﷺ سے پوچھا: اللہ کے رسول! آپ نے مجھے یہ لاٹھی کس لیے عنایت فرمائی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ قیامت کے دن میرے اور تمہارے درمیان ایک علامت ہو گی اور اس دن بہت کم لوگوں کے پاس لاٹھی ہو گی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

سیدنا عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ نے اسے اپنی تلوار کے ساتھ لگا لیا۔ پھر وہ ہمیشہ ان کے پاس رہی اور جب ان کی وفات ہوئی، تو ان کی وصیت کے مطابق وہ ان کے کفن میں رکھ دی گئی۔ ہم نے ان کے ساتھ اس چھڑی کو بھی دفن کر دیا۔''

(مُسند الإمام أحمد : 486/3، وسندهٗ حسنٌ)

اسے امام ابن خزیمہ (982) اور امام ابن حبان رحمہما اللہ (7160) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

✿ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

(فتح الباري : 437/2)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عطا شدہ سونے سے تبرک :

✿ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک سفر میں تھا۔ایک سست اونٹ پر سوار ہونے کی وجہ سے مَیں سب سے پیچھے رہتا تھا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے، تو دریافت فرمایا: کون؟ میں نے عرض کیا: جابر بن عبداللہ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا: میں ایک سست اونٹ پر سوار ہوں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے چھڑی طلب فرمائی۔میں نے چھڑی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں پیش کی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اونٹ کو مارا اور ڈانٹا۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے وہ اونٹ سب سے آگے بڑھ گیا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اونٹ کو خریدنے کی خواہش ظاہر کی، تو میں عرض گزار ہوا: اللہ کے رسول! یہ آپ ہی کا ہے؟ بلا معاوضہ آپ کی خدمت میں حاضر ہے، مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خریدنے پر اصرار کیا اور فرمایا: میں نے چار دینار کے عوض اسے خرید لیا ہے اور مجھے مدینہ منورہ تک اس پر سواری کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔جب ہم مدینہ منورہ پہنچے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

يَا بِلَالُ، اقْضِهِ وَزِدْهُ .

”بلال! جابر کو اس کی قیمت ادا دیجئے اور کچھ اضافی بھی دے دیں۔“

بلال رضی اللہ عنہ نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو چار دینار اور ایک قیراط سونا اضافی دے دیا۔

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

لَا تُفَارِقُنِي زِيَادَةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمْ يَكُنِ الْقِيرَاطُ يُفَارِقُ جِرَابَ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ .

”اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اضافی دیا ہوا ایک قیراط سونا مجھ سے کبھی جدا نہیں ہوا۔

راوی کہتے ہیں: سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عطا کیا ہوا اضافی ایک قیراط سونا ہمیشہ ان کی تھیلی میں رہا، کبھی جدا نہیں ہوا۔“

(صحيح البخاري : 2309، صحيح مسلم : 715)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بلغم سے تبرک :

❁ سیدنا مِسوَر بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

وَاللّٰهِ، مَا تَنَخَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُخَامَةً؛ إِلَّا وَقَعَتْ فِي كَفِّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ، فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهُ وَجِلْدَهُ .

”اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بھی بلغم تھوکا، (زمین پر گرنے کے بجائے) صحابہ کرام میں سے کسی ایک کے ہاتھ پر گرا۔ انہوں نے اسے لے کر اپنے چہرے اور بدن پر مل لیا۔“

(صحيح البخاري :2731)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سلف صالحین کا آثار نبوی سے تبرک

اس مضمون میں سلف صالحین صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کی جانب سے نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کے آثار سے حصولِ تبرک کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

نبی کریم ﷺ کے مبارک بالوں سے تبرک:

❁ عثمان بن عبداللہ بن موہب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

أَرْسَلَنِي أَهْلِي إِلٰى أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَدَحٍ مِنْ مَّاءٍ، فِيهِ شَعَرٌ مِّنْ شَعْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ إِذَا أَصَابَ الْإِنْسَانَ عَيْنٌ أَوْ شَيْءٌ بَعَثَ إِلَيْهَا مِخْضَبَهٗ، فَاطَّلَعْتُ فِي الْجُلْجُلِ، فَرَأَيْتُ شَعَرَاتٍ حُمْرًا.

”مجھے میرے گھر والوں نے نبی کریم ﷺ کی زوجہ، سیدہ امِ سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس پانی کا ایک پیالہ دے کر بھیجا، جس میں نبی کریم ﷺ کے بال تھے۔ جب کسی کو نظر لگ جاتی یا کوئی مسئلہ درپیش ہوتا، تو وہ پانی کا برتن سیدہ امِ سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیج دیا کرتے (وہ رسول اللہ ﷺ کے مبارک بال، جو کہ انہوں نے چاندی کی ڈبیا میں رکھے ہوئے تھے، نکال کر انہیں اس شخص کے لیے پانی میں ہلاتیں اور بیمار آدمی وہ پانی پی کر شفا یاب ہو جاتا)۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے اس ڈبیا میں جھانک کر دیکھا تو مجھے اس میں سرخ بال دکھائی دیے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(صحيح البخاري : 5896)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

اَلْمُرَادُ أَنَّهٗ كَانَ مَنِ اشْتَكٰى أَرْسَلَ إِنَاءً إِلٰى أُمِّ سَلَمَةَ، فَتَجْعَلُ فِيهِ تِلْكَ الشَّعَرَاتِ، وَتَغْسِلُهَا فِيهِ، وَتُعِيدُهٗ، فَيَشْرَبُهٗ صَاحِبُ الْإِنَاءِ، أَوْ يَغْتَسِلُ بِهِ اسْتِشْفَاءً بِهَا، فَتَحْصُلُ لَهٗ بَرَكَتُهَا.

''اس حدیثِ مبارکہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی بیمار ہو جاتا، تو وہ کوئی برتن سیدہ امِ سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیج دیتا۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک بالوں کو اس میں رکھ کر ہلاتیں۔ بیمار شخص اپنے اس برتن سے پانی پیتا، بیماری سے شفا کے لیے غسل کرتا اور اسے اُن مبارک بالوں کی برکت حاصل ہوتی تھی۔''

(فتح الباري : 10/353)

❁ امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

قُلْتُ لِعَبِيدَةَ : عِنْدَنَا مِنْ شَعَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَصَبْنَاهُ مِنْ قِبَلِ أَنَسٍ، أَوْ مِنْ قِبَلِ أَهْلِ أَنَسٍ، فَقَالَ : لَأَنْ تَكُونَ عِنْدِي شَعَرَةٌ مِّنْهُ؛ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا.

''میں نے عبیدہ (بن عمرو سلمانی، مخضرم تابعی) رحمہ اللہ سے کہا: ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ بال مبارک ہیں، جو ہمیں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ یا ان کے گھر والوں کی طرف سے ملے ہیں۔ یہ سن کر عبیدہ رحمہ اللہ کہنے لگے: اگر میرے پاس ان بالوں میں سے ایک بھی ہو، تو وہ میرے لیے ساری دنیا اور اس کی ہر چیز سے زیادہ محبوب ہو۔'' (صحيح البخاري : 170)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ ایک روایت میں ہے کہ عبیدہ مخضرم رحمہ اللہ نے فرمایا:

لَأَنْ يَّكُونَ عِنْدِي مِنْهُ شَعَرَةٌ؛ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كُلِّ صَفْرَاءَ وَبَيْضَاءَ أَصْبَحَتْ عَلٰى وَجْهِ الْأَرْضِ وَفِي بَطْنِهَا.

''اگر میرے پاس نبی کریم ﷺ کا ایک بال ہو،تو وہ مجھے زمین کے اندر اور باہر والے تمام سونے اور چاندی سے محبوب ہو۔''

(مسند الإمام أحمد : 256/3، السّنن الكبرٰى للبيهقي : 427/2، حسنٌ)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا الْقَوْلُ مِنْ عَبِيْدَةَ؛ هُوَ مِعْيَارُ كَمَالِ الْحُبِّ، وَهُوَ أَنْ يُّؤْثِرَ شَعْرَةً نَّبَوِيَّةً عَلٰى كُلِّ ذَهَبٍ وَّفِضَّةٍ بِأَيْدِي النَّاسِ، وَمِثْلُ هٰذَا يَقُوْلُهُ هٰذَا الْإِمَامُ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَمْسِيْنَ سَنَةً، فَمَا الَّذِي نَقُوْلُهُ نَحْنُ فِي وَقْتِنَا لَوْ وَجَدْنَا بَعْضَ شَعْرِهٖ بِإِسْنَادٍ ثَابِتٍ، أَوْ شِسْعَ نَعْلٍ كَانَ لَهٗ، أَوْ قُلَامَةَ ظُفْرٍ، أَوْ شَقَفَةً مِّنْ إِنَاءٍ شَرِبَ فِيْهِ، فَلَوْ بَذَلَ الْغَنِيُّ مُعْظَمَ أَمْوَالِهٖ فِي تَحْصِيْلِ شَيْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ عِنْدَهٗ، أَكُنْتَ تَعُدُّهٗ مُبَذِّرًا أَوْ سَفِيْهًا ؟ كَلَّا.

''عبیدہ سلمانی رحمہ اللہ کا یہ قول کمال محبت کا معیار ہے کہ لوگوں کے پاس تمام سونے اور چاندی پر نبی کریم ﷺ کے ایک بال کو ترجیح دی جائے۔یہ بات نبی کریم ﷺ کی وفات کے صرف پچاس سال بعد یہ تابعی امام فرما رہے ہیں۔ اب اگر ہمارے زمانے میں نبی کریم ﷺ کے بال، جوتے کے تسمے، ناخن یا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

برتن کا ٹکڑا، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پانی نوش فرمایا کرتے تھے، صحتِ سند کے ساتھ مل جائے، تو ہم (محبت میں) اس کے بارے میں کیا کہیں گے؟ اور اگر کوئی امیر آدمی اس کے حصول کی خاطر کثیر زرخرچ کر دے، تو کیا ہم اسے فضول خرچ اور بیوقوف کہیں گے؟ نہیں! ہر گز نہیں۔'' (سِيَر أعلام النُّبلاء : 42/4)

تنبیہ ①:

❁ ثابت بنانی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ انہیں انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

هٰذِهٖ شَعْرَةٌ مِّنْ شَعْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَضَعْهَا تَحْتَ لِسَانِيْ، قَالَ: فَوَضَعْتُهَا تَحْتَ لِسَانِهٖ، فَدُفِنَ وَهِيَ تَحْتَ لِسَانِهٖ.

''یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بال مبارک ہے۔ آپ اسے میری زبان کے نیچے رکھ دیجیے۔ ثابت کہتے ہیں کہ میں نے وہ بال مبارک ان کی زبان کے نیچے رکھ دیا۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کو جب دفن کیا گیا، تو وہ بال ان کی زبان کے نیچے ہی تھا۔''

(الإصابة في تمييز الصّحابة لابن حَجَر: 127/1)

روایت ضعیف و منقطع ہے۔

① ہبیرہ عیشی کی توثیق درکار ہے۔

② صفوان سے نیچے سند بھی غائب ہے۔

تنبیہ ②:

❁ جعفر بن عبداللہ بن حکم رحمہ اللہ سے مروی ہے:

إِنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ فَقَدَ قَلَنْسُوَةً لَّهٗ يَوْمَ الْيَرْمُوكِ، فَقَالَ: اطْلُبُوهَا،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَلَمْ يَجِدُوهَا، فَقَالَ : اطْلُبُوهَا، فَوَجَدُوهَا، فَإِذَا هِيَ قَلَنْسُوَةٌ خَلَقَةٌ، فَقَالَ خَالِدٌ : اِعْتَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَحَلَقَ رَأْسَهُ، فَابْتَدَرَ النَّاسُ جَوَانِبَ شَعْرِهٖ، فَسَبَقْتُهُمْ إِلٰى نَاصِيَتِهٖ، فَجَعَلْتُهَا فِي هٰذِهِ الْقَلَنْسُوَةِ، فَلَمْ أَشْهَدْ قِتَالًا وَّهِيَ مَعِي إِلَّا رُزِقْتُ النَّصْرَ .

''جنگ یرموک کے موقع پر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ٹوپی گم ہوگئی،تو انہوں نے کہا: تلاش کرو،مگر ہمیں نہ ملی۔انہوں نے پھر حکم دیا: تلاش کرو،تو ہمیں وہ مل گئی۔وہ ایک پرانی ٹوپی تھی۔سیدنا خالد رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ ادا کیا اور سر مبارک منڈوایا،تو صحابہ کرام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اطراف کے بالوں پر ٹوٹ پڑے۔میں ان سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے والے بالوں تک پہنچ گیا اور انہیں میں نے اس ٹوپی میں رکھ لیا۔جس بھی جنگ میں مَیں نے اس ٹوپی کو اپنے ساتھ رکھا،مجھے کامیابی نصیب ہوئی۔''

(المُعجم الكبير للطّبراني : 104/4، ح : 3804، مسند أبي يعلٰى : 7183، المستدرك للحاكم : 299/3، دلائل النبوّة للبيهقي : 249/6، دلائل النبوّة لأبي نعيم : 367، تاريخ ابن عساكر :246/16، سير أعلام النُّبلاء للذّهبي :374/1، 130/16)

سند ضعیف ہے۔

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِسْنَادُهٗ مُنْقَطِعٌ . ''اس کی سند منقطع ہے۔''(تلخيص المستدرك : 299/3)

❀ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ، وَأَبُو يَعْلٰى بِنَحْوِهٖ، وَرِجَالُهُمَا رِجَالُ الصَّحِيحِ، وَجَعْفَرٌ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سَمِعَ مِنْ جَمَاعَةٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ، فَلَا أَدْرِي سَمِعَ مِنْ خَالِدٍ أَمْ لَا .

''اس روایت کو امام طبرانی اور امام ابو یعلی رحمہما اللہ نے روایت کیا ہے۔ دونوں کے راوی صحیح بخاری کے ہیں۔ جعفر نے صحابہ کرام کی ایک جماعت سے تو سنا ہے، مگر مجھے یہ نہیں معلوم کہ سیدنا خالد سے سنا ہے یا نہیں؟''

(مَجمع الزّوائد : 349/9)

تنبیہ ③ :

❀ عبدالرحمٰن بن محمد بن عبداللہ سے مروی ہے :

أَوْصٰی عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِیزِ عِنْدَ الْمَوْتِ، فَدَعَا بِشَعْرٍ مِّنْ شَعْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَظْفَارٍ مِّنْ أَظْفَارِهٖ، وَقَالَ : إِذَا مُتُّ؛ فَخُذُوا الشَّعْرَ وَالْأَظْفَارَ، ثُمَّ اجْعَلُوهُ فِي كَفَنِي، فَفَعَلُوا ذٰلِكَ .

''سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے موت کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال اور ناخن منگوا کر وصیت فرمائی: جب میں مر جاؤں تو ان بالوں اور ناخنوں کو میرے کفن میں رکھ دینا، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔''

(الطّبقات الکبرٰی لابن سعد : 406/5)

یہ جھوٹی روایت ہے۔

① محمد بن عمر واقدی ''متروک وکذاب'' ہے۔

②، ③ محمد بن مسلم بن جماز اور عبدالرحمٰن بن محمد بن عبداللہ کی توثیق درکار ہے۔

تنبیہ ④ :

❀ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے منسوب روایت (مناقب أحمد لابن الجوزي :

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

545، سِيَر أعلام النُّبلاء للذّهبي : 337/11) بھی ''ضعیف'' ہے۔ اس میں عصمہ بن عصام کی توثیق نہیں مل سکی۔

آج کل بعض لوگ نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب بالوں کی زیارت کراتے پھرتے ہیں، ان کے پاس کوئی بسند صحیح ایسی دلیل نہیں، جس سے ثابت ہوتا ہو کہ یہ واقعی آپ ﷺ ہی کے مبارک بال ہیں۔

نبی کریم ﷺ کی چادر اور تہ بند مبارک سے تبرک :

❁ سیدنا ابو بردہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَخْرَجَتْ إِلَيْنَا عَائِشَةُ إِزَارًا وَّكِسَاءً مُلَبَّدًا، فَقَالَتْ : فِي هٰذَا قُبِضَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک تہہ بند اور موٹی اونی چادر نکال کر ہمیں دکھائی اور فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کی وفات اس چادر میں ہوئی تھی۔''

(صحيح البخاري : 3108، صحيح مسلم : 2080)

❁ صحیح مسلم کی ایک روایت کے الفاظ ہیں:

دَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ، فَأَخْرَجَتْ إِلَيْنَا إِزَارًا غَلِيظًا، مِمَّا يُصْنَعُ بِالْيَمَنِ، وَكِسَاءً مِّنَ الَّتِي يُسَمُّونَهَا الْمُلَبَّدَةَ، قَالَ : فَأَقْسَمَتْ بِاللّٰهِ، إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُبِضَ فِي هٰذَيْنِ الثَّوْبَيْنِ .

''میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا، تو انہوں نے موٹے کپڑے کا ایک تہبند نکالا، جو یمن کا بنا ہوا تھا اور ایک چادر نکالی، جسے ''ملبدہ'' کہا جاتا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ پھر سیدہ رضی اللہ عنہا نے اللہ کی قسم اٹھا کر بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات انہیں دو کپڑوں میں ہوئی تھی۔“

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جبہ مبارک سے تبرک:

❁ سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے ایک جبہ نکال کر فرمایا:

هٰذِهِ كَانَتْ عِنْدَ عَائِشَةَ حَتّٰى قُبِضَتْ، فَلَمَّا قُبِضَتْ قَبَضْتُهَا، وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُهَا، فَنَحْنُ نَغْسِلُهَا لِلْمَرْضٰى يُسْتَشْفٰى بِهَا.

”یہ تاوقتِ وفات سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا۔ جب ان کی وفات ہوئی، تو اسے میں نے حاصل کر لیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے زیب تن فرمایا کرتے تھے اور ہم اسے دھو کر پانی بیماروں کو پلاتے ہیں، تاکہ وہ صحت یاب ہو جائیں۔“

(صحیح مسلم: 2069)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیالہ مبارک سے تبرک:

❁ سیدنا ابو بردہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے انہیں ایسے مبارک برتن میں پانی پلانے کی پیشکش کی، جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی نوش فرمایا تھا اور انہوں نے اسے اپنے پاس محفوظ کر لیا تھا۔ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا:

أَلَا أَسْقِيكَ فِي قَدَحٍ شَرِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ.

”کیا میں آپ کو اس مبارک پیالے میں پانی نہ پلاؤں، جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نے پانی نوش فرمایا تھا۔‘‘

(صحيح البخاري :7341)

❁ سیدنا ابو بردہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے میری ملاقات ہوئی، تو انہوں نے فرمایا:

اِنْطَلِقْ إِلَى الْمَنْزِلِ، فَأَسْقِيَكَ فِي قَدَحٍ شَرِبَ فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

’’میرے ساتھ گھر چلیے، میں آپ کو اس پیالہ میں پانی پلاؤں گا، جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی نوش فرمایا تھا۔‘‘(صحيح البخاري :7341)

❁ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَقْبَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ حَتّٰى جَلَسَ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ هُوَ وَأَصْحَابُهُ، ثُمَّ قَالَ : اِسْقِنَا يَا سَهْلُ، فَخَرَجْتُ لَهُمْ بِهٰذَا الْقَدَحِ، فَأَسْقَيْتُهُمْ فِيهِ، فَأَخْرَجَ لَنَا سَهْلٌ ذٰلِكَ الْقَدَحَ، فَشَرِبْنَا مِنْهُ، قَالَ : ثُمَّ اسْتَوْهَبَهُ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بَعْدَ ذٰلِكَ، فَوَهَبَهُ لَهُ .

’’اس دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور سقیفہ بنی ساعدہ میں اپنے صحابہ کرام کے ہمراہ بیٹھے، پھر فرمایا: سہل! پانی لاؤ۔ میں نے ایک پیالہ نکال کر سب کو اس میں پانی پلایا۔ سہل رضی اللہ عنہ ہمارے لیے بھی وہی پیالہ نکال کر لائے اور ہم نے بھی اس میں پانی پیا۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ بعد میں خلیفہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ان سے یہ پیالہ مانگ لیا تھا اور انہوں نے یہ انہیں عنایت کر دیا۔‘‘

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(صحيح البخاري : 5637، صحيح مسلم : 2007)

❁ حجاج بن حسان بصری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كُنَّا عِنْدَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، فَدَعَا بِإِنَاءٍ، وَفِيهِ ثَلَاثُ ضِبَابِ حَدِيدٍ، وَحَلْقَةٌ مِّنْ حَدِيدٍ، فَأُخْرِجَ مِنْ غِلَافٍ أَسْوَدَ، وَهُوَ دُونَ الرُّبُعِ وَفَوْقَ نِصْفِ الرُّبُعِ، فَأَمَرَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، فَجُعِلَ لَنَا فِيهِ مَاءٌ، فَأُتِينَا بِهٖ، فَشَرِبْنَا وَصَبَبْنَا عَلٰى رُؤُوسِنَا وَوُجُوهِنَا، وَصَلَّيْنَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

”ایک مرتبہ ہم لوگ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔اسی دوران انہوں نے ایک برتن منگوایا، جس میں لوہے کے تین ٹکڑے اور ایک چھلّا لگا ہوا تھا۔انہوں نے وہ برتن ایک کالے غلاف سے نکالا تھا، جو چوتھائی سے کم اور نصف چوتھائی سے کچھ زیادہ تھا۔سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے حکم پر اس میں ہمارے لیے پانی ڈالا گیا۔ہم نے وہ پانی نوش کیا، اپنے سر اور چہرے پر ڈالا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام پڑھا۔“(مُسند الإمام أحمد : 187/3، وسندهٗ حسنٌ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینہ مبارک سے تبرک:

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ كَانَتْ تَبْسُطُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِطَعًا، فَيَقِيلُ عِنْدَهَا عَلٰى ذٰلِكَ النِّطَعِ، قَالَ : فَإِذَا نَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَتْ مِنْ عَرَقِهٖ وَشَعَرِهٖ، فَجَمَعَتْهُ فِي قَارُورَةٍ، ثُمَّ جَمَعَتْهُ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فِي سُكٍّ، قَالَ: فَلَمَّا حَضَرَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ الْوَفَاةُ، أَوْصٰى إِلَيَّ أَنْ يُّجْعَلَ فِي حَنُوطِهٖ مِنْ ذٰلِكَ السُّكِّ، قَالَ: فَجُعِلَ فِي حَنُوطِهٖ.

”سیدہ امِ سلیم رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے چمڑے کی چٹائیاں بچھا دیا کرتی تھیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے یہاں انہیں چٹائیوں پر قیلولہ فرما لیا کرتے تھے۔ پھر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سوجاتے تو سیدہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ مبارک اور (جھڑے ہوئے) بال مبارک لے لیتیں۔ پسینے کو ایک شیشی میں جمع کرتیں، پھر سُک (ایک خوشبو) میں ملا لیتیں۔راوی حدیث بیان کرتے ہیں کہ جب سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب ہوا،تو انہوں نے وصیت کی کہ اس سُک (جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ ملا ہوا ہے) میں سے کچھ حصہ ان کو کفن پر دی جانے والی خوشبو میں ملا دیا جائے۔ چنانچہ وہ ان کی خوشبو میں ملایا گیا۔“

(صحيح البخاري: 6281)

❁ امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

اِسْتَوْهَبْتُ مِنْ أُمِّ سُلَيْمٍ مِّنْ ذٰلِكَ السُّكِّ، فَوَهَبَتْ لِي مِنْهُ، قَالَ أَيُّوبُ: فَاسْتَوْهَبْتُ مِنْ مُّحَمَّدٍ مِّنْ ذٰلِكَ السُّكِّ، فَوَهَبَ لِي مِنْهُ، فَإِنَّهٗ عِنْدِي الْآنَ، قَالَ: فَلَمَّا مَاتَ مُحَمَّدٌ؛ حُنِّطَ بِذٰلِكَ السُّكِّ، قَالَ: وَكَانَ مُحَمَّدٌ يُّعْجِبُهٗ أَنْ يُّحَنَّطَ الْمَيِّتُ بِالسُّكِّ.

”میں نے امِ سلیم رضی اللہ عنہا سے سُک ملی ہوئی خوشبو مانگی (جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ مبارک ملا ہوا تھا)۔انہوں نے مجھے وہ عطا فرما دی۔ ایوب سختیانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے بھی محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے اس کا کچھ حصہ مانگا، تو انہوں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

نے بھی عنایت فرما دیا۔وہ اب بھی میرے پاس موجود ہے۔ایوب سختیانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: جب محمد بن سیرین رحمہ اللہ فوت ہوئے، تو انہیں یہی خوشبو لگائی گئی۔ محمد بن سیرین رحمہ اللہ کی یہ خواہش تھی کہ ان کی میت کو یہی خوشبو لگائی جائے۔“

(طَبقات ابن سعد : 428/8، المُعجم الكبير للطّبراني : 19/25، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ حُمید طویل رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

تُوُفِّيَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، فَجُعِلَ فِي حَنُوطِهِ سُكَّةٌ، أَوْ سُكٌّ، وَمِسْكَةٌ فِيهَا مِنْ عَرَقِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

”جب سیدنا انس رضی اللہ عنہ فوت ہوئے، تو ان (کے کفن) کو ایسی خوشبو دی گئی، جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ مبارک شامل تھا۔“

(المُعجم الكبير للطّبراني :249/1، السّنن الكبرٰى للبيهقي : 406/3، وسندهٗ حسنٌ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین کریمین سے تبرک:

❁ عیسیٰ بن طہمان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

أَخْرَجَ إِلَيْنَا أَنَسٌ نَّعْلَيْنِ جَرْدَاوَيْنِ لَهُمَا قِبَالَانِ، فَحَدَّثَنِي ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ بَعْدُ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّهُمَا نَعْلَا النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

”سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہمارے پاس بالوں کے بغیر چمڑے والے دو جوتے لائے،ان کے دو تسمے تھے۔بعد میں مجھے ثابت بنانی رحمہ اللہ نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بتایا کہ وہ نعلین کریمین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے۔“

(صحيح البخاري : 3107)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک چھڑی سے تبرک:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّهُ كَانَتْ عِنْدَهُ عُصَيَّةٌ لِّرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَمَاتَ، فَدُفِنَتْ مَعَهُ بَيْنَ جَيْبِهٖ وَقَمِيصِهٖ .

”سیدنا عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک چھوٹی سے چھڑی تھی۔جب وہ فوت ہوئے، تو چھڑی ان کے ساتھ ان کی قمیص اور پہلو کے درمیان دفن کر دی گئی۔“

(مُسند البزّار (کشف الأستار :395/1، ح : 840)، وسندہٗ حسنٌ)

فائدہ:

❁ سیدہ امِ سلیم رضی اللہ عنہا کے بارے میں ہے:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى أُمِّ سُلَيْمٍ، وَفِي الْبَيْتِ قِرْبَةٌ مُّعَلَّقَةٌ، فَشَرِبَ مِنْ فِيهَا وَهُوَ قَائِمٌ، قَالَ : فَقَطَعَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ فَمَ الْقِرْبَةِ، فَهُوَ عِنْدَنَا .

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم امِ سلیم رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لائے۔ان کے گھر میں ایک مشکیزہ لٹکا ہوا تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے منہ سے کھڑے ہو کر پانی پیا۔امِ سلیم رضی اللہ عنہا نے (تبرکاً) مشکیزے کا منہ کاٹ لیا، جو کہ اب بھی ہمارے پاس موجود ہے۔“

(مسند الإمام أحمد : 431/6، الشّمائل المُحمدية للتّرمذي : 215، المنتقي لابن الجارود : 868، مسند الحارث : 1190)

سند ضعیف ہے۔عبدالکریم بن مالک جزری نے براء بن زید سے سماع نہیں کیا۔

❁ امام علی بن مدینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

عَبْدُ الْكَرِيمِ الْجَزَرِيُّ لَمْ يَسْمَعْ مِنَ الْبَرَاءِ .

''عبدالکریم جزری نے براء سے سماع نہیں کیا۔''

(المَراسيل لابن أبي حاتم : 134، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سنن ابن ماجہ (3423) میں ہے:

تَبْتَغِي بَرَكَةَ مَوْضِعِ فِي رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''سیدہ کبشہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ لگانے والی جگہ سے برکت حاصل کرنا چاہتی تھیں۔''

❁ معجم کبیر طبرانی (15/25) میں یہ الفاظ ہیں:

اَلْتَمِسُ الْبَرَكَةَ بِذٰلِكَ .

''مجھے اس کے ذریعے برکت حاصل کرنے کی خواہش تھی۔''

یہ دونوں الفاظ سفیان بن عیینہ کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہیں۔

❁❁❁❁❁❁❁

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قبر نبوی سے تبرک

نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک ہے، کیونکہ اس میں آپ ﷺ کا جسدِ اطہر مدفون ہے، لیکن اسے متبرک قرار نہیں دیا جا سکتا، کیونکہ کسی صحابی رسول، کسی تابعی یا تبع تابعی سے با سند صحیح آپ ﷺ کی قبر مبارک سے تبرک حاصل کرنا ثابت نہیں۔ یہ دین میں غلوّ ہے اور غلوّ اسلام میں ممنوع ہے۔ اسی طرح قبرِ نبی کو مَس کرنا اور بوسہ دینا بھی ثابت نہیں۔

حق دین صرف وہ ہے، جو سلف صالحین نے اپنایا۔ شریعت میں ایسی باتوں کا کوئی اعتبار نہیں، جن سے سلف صالحین ناواقف تھے۔

❀ سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّهُمْ لَمَّا فَتَحُوا تُسْتَرَ، قَالَ: فَوَجَدَ رَجُلًا أَنْفُهُ ذِرَاعٌ فِي التَّابُوتِ، كَانُوا يَسْتَظْهِرُونَ وَيَسْتَمْطِرُونَ بِهٖ، فَكَتَبَ أَبُو مُوسٰى إِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِذٰلِكَ، فَكَتَبَ عُمَرُ: إِنَّ هٰذَا نَبِيٌّ مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ، وَالنَّارُ لَا تَأْكُلُ الْأَنْبِيَاءَ، وَالْأَرْضُ لَا تَأْكُلُ الْأَنْبِيَاءَ، فَكَتَبَ أَنِ انْظُرْ أَنْتَ وَأَصْحَابُكَ، يَعْنِي أَصْحَابَ أَبِي مُوسٰى، فَادْفِنُوهُ فِي مَكَانٍ لَّا يَعْلَمُهٗ أَحَدٌ غَيْرُكُمَا، قَالَ: فَذَهَبْتُ أَنَا وَأَبُو مُوسٰى، فَدَفَنَّاهُ.

”جب صحابہ کرام نے تستر کو فتح کیا، تو وہاں تابوت میں ایک شخص کا جسم دیکھا، ان کی ناک ہمارے ایک ہاتھ کے برابر تھی۔ وہاں کے لوگ اس تابوت کے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وسیلے سے غلبہ و بارش طلب کیا کرتے تھے۔ سیّدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھ کر سارا واقعہ بیان کیا۔ سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جواب میں لکھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے نبیوں میں سے ایک نبی ہیں۔ نہ آگ نبی کو کھاتی ہے نہ زمین۔ پھر فرمایا: تم اور تمہارے ساتھی کوئی ایسی جگہ دیکھو جس کا تم دونوں کے علاوہ کسی کو علم نہ ہو، وہاں اس تابوت کو دفن کر دو۔ سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں اور سیّدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما گئے اور انہیں (ایک گم نام جگہ میں) دفن کر دیا۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 27/13، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''جید'' کہا ہے۔

(البِداية والنّهاية : 377/2)

اگر نبی کی قبر سے تبرک لینا جائز ہوتا، تو سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کبھی یہ نہ فرماتے: تم اور تمہارے ساتھی کوئی ایسی جگہ دیکھو جس کا تم دونوں کے علاوہ کسی کو علم نہ ہو اور وہاں اس تابوت کو دفن کر دو۔ صحابہ کرام کبھی ایسا نہ کرتے۔

حکمت کی بات تو یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے علاوہ کسی نبی کی قبر کا علم ہمیں نہیں دیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو ہر قسم کے غلوّ سے بچا کر بھی رکھا گیا۔ اسی طرح بہت سے صحابہ کرام، تابعین عظام اور تبع تابعین اعلام کی قبروں کا ہمیں علم نہیں، کیونکہ قبروں سے تبرک اور وسیلہ جائز نہیں، ورنہ انبیائے کرام کی قبریں ہم پر ظاہر کر دی جاتیں۔

❀ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما (سفر سے واپسی کے موقع پر) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت کرتے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے لیے رحمت کی دُعا کرتے۔

(الموطأ للإمام مالك : 166/1، ح : 68، وسندهٗ صحيحٌ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❀ **نافع رحمہ اللہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں بیان کرتے ہیں:**

إِنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَكْرَهُ مَسَّ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

"سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کو چھونا مکروہ سمجھتے تھے۔"

(جزء محمّد بن عاصم، ص 106، سِيَر أعلام النُّبَلاء للذّهبي: 378/12، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ **ابو العالیہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:**

لَمَّا افْتَتَحْنَا تُسْتَرَ، وَجَدْنَا فِي بَيْتِ مَالِ الْهُرْمُزَانِ سَرِيرًا عَلَيْهِ رَجُلٌ مَيِّتٌ، عِنْدَ رَأْسِهِ مُصْحَفٌ لَّهٗ، فَأَخَذْنَا الْمُصْحَفَ، فَحَمَلْنَاهُ إِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَدَعَا لَهٗ كَعْبًا، فَنَسَخَهٗ بِالْعَرَبِيَّةِ، أَنَا أَوَّلُ رَجُلٍ مِّنَ الْعَرَبِ قَرَأَهٗ، قَرَأْتُهٗ مِثْلَ مَا أَقْرَأُ الْقُرْآنَ هٰذَا، فَقُلْتُ لِأَبِي الْعَالِيَةِ: مَا كَانَ فِيهِ؟ فَقَالَ: سِيرَتُكُمْ، وَأُمُورُكُمْ، وَدِينُكُمْ، وَلُحُونُ كَلَامِكُمْ، وَمَا هُوَ كَائِنٌ بَعْدُ، قُلْتُ: فَمَا صَنَعْتُمْ بِالرَّجُلِ؟ قَالَ: حَفَرْنَا بِالنَّهَارِ ثَلَاثَةَ عَشَرَ قَبْرًا مُتَفَرِّقَةً، فَلَمَّا كَانَ فِي اللَّيْلِ دَفَنَّاهُ وَسَوَّيْنَا الْقُبُورَ كُلَّهَا، لِنُعَمِّيَهٗ عَلَى النَّاسِ لَا يَنْبُشُونَهٗ، فَقُلْتُ: وَمَا تَرْجُونَ مِنْهُ؟ قَالَ: كَانَتِ السَّمَاءُ إِذَا حُبِسَتْ عَلَيْهِمْ بَرَزُوا بِسَرِيرِهٖ، فَيُمْطَرُونَ، قُلْتُ: مَنْ كُنْتُمْ تَظُنُّونَ الرَّجُلَ؟ قَالَ: رَجُلٌ يُّقَالُ لَهٗ: دَانْيَالُ، فَقُلْتُ: مُذْ كَمْ وَجَدْتُمُوهُ مَاتَ؟ قَالَ: مُذْ ثَلَاثِمِائَةِ سَنَةٍ، فَقُلْتُ: مَا كَانَ تَغَيَّرَ شَيْءٌ؟ قَالَ: لَا، إِلَّا شُعَيْرَاتٌ مِّنْ قَفَاهُ، إِنَّ لُحُومَ الْأَنْبِيَاءِ لَا تُبْلِيهَا الْأَرْضُ، وَلَا تَأْكُلُهَا السِّبَاعُ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''ہم نے جب تستر شہر کو فتح کیا،تو ہرمزان کے بیت المال میں ایک چارپائی دیکھی،جس پر ایک فوت شدہ شخص پڑا تھا۔اس کے سر کے پاس ایک کتاب پڑی تھی۔ہم نے وہ کتاب اٹھالی اور اسے سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لے گئے۔انہوں نے کعب احبار تابعی رحمہ اللہ کو بلایا،جنہوں نے اس کتاب کا عربی میں ترجمہ کر دیا۔میں عربوں میں پہلا شخص تھا،جس نے اس کتاب کو پڑھا۔میں اس کتاب کو یوں پڑھ رہا تھا گویا کہ قرآن کو پڑھ رہا ہوں۔

ابو العالیہ رحمہ اللہ کے شاگرد کہتے ہیں:میں نے ان سے پوچھا:اس کتاب میں کیا لکھا تھا؟ انہوں نے فرمایا:اس میں امتِ محمدیہ کی سیرت،معاملات،دین، تمہارے لہجے اور بعد کے حالات پر روشنی ڈالی گئی تھی۔

میں نے عرض کیا:آپ نے اس فوت شدہ شخص کا کیا کیا؟ انہوں نے فرمایا:ہم نے دن کے وقت مختلف جگہوں پر تیرہ(13)قبریں کھودیں،پھر رات کے وقت ان میں سے ایک میں انہیں دفن کر دیا اور سب قبریں زمین کے برابر کر دیں۔ اس طرح کرنے کا مقصد یہ تھا کہ لوگوں کو صحیح قبر کا علم نہ ہو اور قبر کشائی نہ کر سکیں۔میں نے عرض کیا:وہ لوگ اس فوت شدہ سے کیا امید رکھتے تھے؟ انہوں نے فرمایا:ان کا خیال یہ تھا کہ جب وہ قحط سالی میں مبتلا ہوتے ہیں تو ان کی چارپائی کو باہر نکالنے سے بارش برسائی جاتی ہے۔میں نے پوچھا:آپ کے خیال میں وہ شخص کون ہوسکتا تھا؟انہوں نے کہا:ایک آدمی تھا،جسے دانیال کہا جاتا تھا۔میں نے پوچھا:آپ کے خیال کے مطابق وہ کتنے عرصے سے فوت ہو چکے تھے؟ انہوں نے فرمایا:تین سو(300)سال سے(لگتا ہے کہ تین ہزار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سال کے الفاظ تین سو سال میں تبدیل ہو گئے ہیں)۔ میں نے کہا: کیا ان کے جسم میں کوئی تبدیلی آئی تھی؟ انہوں نے فرمایا: بس گدی سے چند بال گرے تھے، کیونکہ انبیائے کرام کے اجسام میں نہ زمین تصرف کرتی ہے، نہ درندے اسے کھاتے ہیں۔''

(السّيرة لابن إسحاق : 66، 67، دلائل النبوّة للبيهقي :382/1، وسندهٗ حسنٌ)

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(البِداية والنّهاية : 377/2)

ان آثار سے ثابت ہوا کہ صحابہ، انبیائے کرام کی قبروں سے تبرک اور توسل کو ناجائز سمجھتے تھے۔ اسی لئے انہوں نے بڑے اہتمام سے ایک نبی کی قبر کو چھپا دیا تاکہ نہ لوگوں کو ان کی قبر کا علم ہو، نہ وہ اس سے تبرک اور توسل حاصل کر سکیں۔

❁ شیخ الاسلام، ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں :

فِي هٰذِهِ الْقِصَّةِ مَا فَعَلَهُ الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ، مِنْ تَعْمِيَةِ قَبْرِهٖ، لِئَلَّا يَفْتَتِنَ بِهِ النَّاسُ، وَهُوَ إِنْكَارٌ مِّنْهُمْ لِذٰلِكَ.

''اس واقعے میں مہاجرین اور انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دانیال علیہ السلام کی قبر کو چھپایا تاکہ لوگ اس کی وجہ سے شرک و بدعت میں مبتلا نہ ہوں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام انبیا و صلحا کی قبروں سے توسل کو ناجائز سمجھتے تھے۔''

(اقتضاء الصّراط المُستقيم : 200/2)

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

فِي هٰذِهِ الْقِصَّةِ مَا فَعَلَهُ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْأَنْصَارُ مِنْ تَعْمِيَةِ قَبْرِهٖ،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لِئَلَّا يَفْتَتِنَ بِهِ النَّاسُ، وَلَمْ يُبْرِزُوْهُ لِلدُّعَاءِ عِنْدَهٗ وَالتَّبَرُّكِ بِهٖ، وَلَوْ ظَفِرَ بِهِ الْمُتَأَخِّرُوْنَ لَجَادَلُوْا عَلَيْهِ بِالسُّيُوْفِ، وَلَعَبَدُوْهُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ، فَهُمْ قَدِ اتَّخَذُوْا مِنَ الْقُبُوْرِ أَوْثَاناً مَّنْ لَّا يُدَانِي هٰذَا وَلَا يُقَارِبُهٗ، وَأَقَامُوْا لَهَا سَدَنَةً، وَجَعَلُوْهَا مَعَابِدَ أَعْظَمَ مِنَ الْمَسَاجِدِ.

فَلَوْ كَانَ الدُّعَاءُ عِنْدَ الْقُبُوْرِ وَالصَّلَاةُ عِنْدَهَا وَالتَّبَرُّكُ بِهَا فَضِيْلَةً أَوْ سُنَّةً أَوْ مُبَاحاً؛ لَنَصَبَ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْأَنْصَارُ هٰذَا الْقَبْرَ عِلْمًا لِّذٰلِكَ، وَدَعَوْا عِنْدَهٗ، وَسَنُّوْا ذٰلِكَ لِمَنْ بَّعْدَهُمْ، وَلٰكِنْ كَانُوْا أَعْلَمَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَدِيْنِهٖ مِنَ الْخُلُوْفِ الَّتِي خَلَفَتْ بَعْدَهُمْ، وَكَذٰلِكَ التَّابِعُوْنَ لَهُمْ بِإِحْسَانٍ رَّاحُوْا عَلٰى هٰذَا السَّبِيْلِ، وَقَدْ كَانَ عِنْدَهُمْ مِّنْ قُبُوْرِ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْأَمْصَارِ عَدَدٌ كَثِيْرٌ، وَهُمْ مُّتَوَافِرُوْنَ، فَمَا مِنْهُمْ مَنِ اسْتَغَاثَ عِنْدَ قَبْرِ صَاحِبٍ، وَلَا دَعَاهُ، وَلَا دَعَا بِهٖ، وَلَا دَعَا عِنْدَهٗ، وَلَا اسْتَشْفٰى بِهٖ، وَلَا اسْتَسْقٰى بِهٖ، وَلَا اسْتَنْصَرَ بِهٖ، وَمِنَ الْمَعْلُوْمِ أَنَّ مِثْلَ هٰذَا مِمَّا تَتَوَفَّرُ الْهِمَمُ وَالدَّوَاعِي عَلٰى نَقْلِهٖ، بَلْ عَلٰى نَقْلِ مَا هُوْ دُوْنَهٗ.

وَحِيْنَئِذٍ، فَلَا يَخْلُوْ، إِمَّا أَنْ يَّكُوْنَ الدُّعَاءُ عِنْدَهَا وَالدُّعَاءُ بِأَرْبَابِهَا أَفْضَلَ مِنْهُ فِي غَيْرِ تِلْكَ الْبُقْعَةِ، أَوْ لَا يَكُوْنَ، فَإِنْ كَانَ أَفْضَلَ، فَكَيْفَ خَفِيَ عِلْمًا وَّعَمَلًا عَلَى الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ وَتَابِعِيْهِمْ؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَتَكُوْنُ الْقُرُوْنُ الثَّلَاثَةُ الْفَاضِلَةُ جَاهِلَةً بِهٰذَا الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ، وَتَظْفَرُ بِهِ الْخُلُوْفُ عِلْمًا وَّعَمَلًا؟ وَلَا يَجُوْزُ أَنْ يَّعْلَمُوْهُ وَيَزْهَدُوْا فِيْهِ، مَعَ حِرْصِهِمْ عَلٰى كُلِّ خَيْرٍ لَّا سِيَّمَا الدُّعَاءُ، فَإِنَّ الْمُضْطَرَّ يَتَشَبَّثُ بِكُلِّ سَبَبٍ، وَإِنْ كَانَ فِيْهِ كَرَاهَةٌ مَّا، فَكَيْفَ يَكُوْنُوْنَ مُضْطَرِّيْنَ فِي كَثِيْرٍ مِّنَ الدُّعَاءِ، وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ فَضْلَ الدُّعَاءِ عِنْدَ الْقُبُوْرِ، ثُمَّ لَا يَقْصُدُوْنَهُ؟ هٰذَا مَحَالٌ طَبْعاً وَّشَرْعًا .

فَتَعَيَّنَ الْقِسْمُ الآخَرُ، وَهُوَ أَنَّهٗ لَا فَضْلَ لِلدُّعَاءِ عِنْدَهَا، وَلَا هُوَ مَشْرُوْعٌ، وَلَا مَأْذُوْنٌ فِيْهِ بِقَصْدِ الْخُصُوْصِ، بَلْ تَخْصِيْصُهَا بِالدُّعَاءِ عِنْدَهَا ذَرِيْعَةٌ إِلٰى مَا تَقَدَّمَ مِنَ الْمَفَاسِدِ، وَمِثْلُ هٰذَا مِمَّا لَا يَشْرَعُهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ الْبَتَّةَ، بَلِ اسْتِحْبَابُ الدُّعَاءِ عِنْدَهَا شَرْعُ عِبَادَةٍ لَّمْ يَشْرَعْهَا اللّٰهُ، وَلَمْ يُنَزِّلْ بِهَا سُلْطَاناً .

”اس واقعہ میں مہاجرین وانصار صحابہ کرام نے سیّدنا دانیال علیہ السلام کی قبر کو چھپا دیا تاکہ لوگ اس کی وجہ سے فتنہ شرک و بدعت میں مبتلا نہ ہوں۔ انہوں نے دعا اور تبرک کی خاطر قبر کو ظاہر نہیں کیا۔ اگر بعد والے مشرک وہاں ہوتے،تو تلواریں لے کر ٹوٹ پڑتے،اللہ تعالیٰ کے علاوہ اس کی عبادت کرتے،ان کی قبروں کو بت خانہ بنا لیتے،وہاں ایک قبہ بنا دیتے،اس پر مجاور بن بیٹھتے،اسے مساجد سے بھی بڑی عبادت گاہ بنا ڈالتے،کیونکہ وہ ان لوگوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا چکے ہیں، جو ان سے کم درجہ ہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اگر قبروں کے پاس دعا مانگنا اور وہاں نماز پڑھنا اور فیض روحانی حاصل کرنا فضیلت والا کام یا سنت، بلکہ مباح بھی ہوتا، تو مہاجرین وانصار اس قبر پر جھنڈا گاڑ دیتے، وہاں اپنے لیے دعا کرتے اور بعد والوں کے لیے ایک طریقہ جاری کر دیتے، لیکن وہ بعد والوں کی نسبت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دین کو زیادہ جاننے والے تھے۔ یہی حال تابعین عظام کا تھا کہ وہ بھی انہی کے راستے پر چلتے رہے، حالانکہ ان کے پاس مختلف شہروں میں صحابہ کرام کی بے شمار قبریں تھیں، لیکن انھوں نے کسی صحابی کی قبر سے فریاد نہیں کی، نہ اسے پکارا، نہ اس کے ذریعے دعا کی، نہ اس کے پاس جا کر دعا کی، نہ اس کے واسطے سے شفا طلب کی، نہ اس کے واسطے سے بارش طلب کی، نہ اس کے ذریعے سے مدد طلب کی اور یہ بات تو طے شدہ ہے کہ ان کے پاس ایسی باتوں کو نقل کرنے کی استطاعت اور وافر اسباب موجود تھے، بلکہ انھوں نے اس سے چھوٹی چھوٹی باتیں بھی نقل کی ہوئی ہیں۔

یوں یہ صورتِ حال دو باتوں سے خالی نہیں ہے: یا تو قبر کے پاس دعا کرنا اور اس کے وسیلے سے مانگنا دوسری جگہوں سے افضل ہے یا نہیں۔ اگر افضل ہے، تو اس کا علم اور عمل صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین سے کیسے مخفی رہا؟ کیا پھر تین افضل ادوار اس فضل عظیم سے لاعلم رہے اور برے جانشینوں نے اسے ڈھونڈ لیا؟ کیونکہ ایسا تو نہیں ہو سکتا کہ انھیں پتہ بھی چل جائے، مگر وہ اس سے صرفِ نظر کر جائیں، حالانکہ وہ ہر نیکی بالخصوص دعا کے حریص تھے۔ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ مجبور آدمی تو ہر ذریعہ استعمال کرتا ہے، اگرچہ اس میں کراہت ہی ہو؟ تو کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ دعاؤں کی قبولیت کے سلسلے میں مجبور بھی ہوں اور وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

قبروں کے پاس دعا کی فضیلت جانتے ہوئے بھی اس کا قصد نہ کرتے ہوں، یہ بات طبعاً اور شرعاً ناممکن ہے؟

اب دوسری قسم کا تعین ہو گیا کہ ان قبروں کے پاس دعا کرنے میں فضیلت اور مشروعیت نہیں ہے، نہ خصوصی طور پر وہاں جانے کی اجازت ہے، بلکہ وہاں خصوصیت کے ساتھ دعا کرنا ان خرابیوں کا سبب بنتا ہے، جو شروع کتاب میں بیان ہو چکی ہیں۔ وہاں اپنے لیے دعا مانگنے کو جائز اور افضل جاننا ایسی عبادت ہے، جس کی شرع میں اجازت نہیں، نہ ہی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے اسے جائز رکھا اور نہ ہی اس کے حق میں کوئی دلیل نازل کی ہے۔''

(إغاثة اللّهفان من مَصايد الشّيطان :1/203-204)

من وعن یہی عبارت علامہ برکوی رحمہ اللہ (۹۸۱ھ) نے اپنی کتاب زیارۃ القبور (ص 39-40) میں ذکر کی ہے۔

قبروں کو چھونا اور بوسہ دینا اہل علم کی نظر میں:

قبروں کو چھونے اور ان کو بوسہ دینے کے بارے میں علماءِ اسلام کی آرا ملاحظہ ہوں:

❀ علامہ غزالی رحمہ اللہ (۵۰۵ھ) قبروں کو چھونے اور انہیں بوسہ دینے کے بارے میں فرماتے ہیں:

إِنَّهٗ عَادَةُ النَّصَارٰی وَالْیَھُودِ .

''ایسا کرنا یہود و نصاریٰ کی عادت ہے۔'' (إحياء علوم الدّين :1/244)

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک کو چومنے اور اس پر ماتھا وغیرہ ٹیکنے کے بارے میں فرماتے ہیں:

لَا یَجُوزُ أَنْ یُّطَافَ بِقَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، وَیُکْرَہُ إِلْصَاقُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْبَطْنِ وَالظَّهْرِ بِجِدَارِ الْقَبْرِ، قَالَهُ الْحَلِيمِيُّ وَغَيْرُهٗ، وَيُكْرَهُ مَسْحُهٗ بِالْيَدِ وَتَقْبِيلُهٗ، بَلِ الْاَدَبُ أَنْ يَّبْعُدَ مِنْهُ كَمَا يَبْعُدُ مِنْهُ لَوْ حَضَرَ فِي حَيَاتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، هٰذَا هُوَ الصَّوَابُ، وَهُوَ الَّذِي قَالَهُ الْعُلَمَاءُ وَأَطْبَقُوا عَلَيْهِ، وَيَنْبَغِي أَنْ لَّا يَغْتَرَّ بِكَثِيرٍ مِّنَ الْعَوَامِّ فِي مُخَالَفَتِهِمْ ذٰلِكَ، فَإِنَّ الِاقْتِدَاءَ وَالْعَمَلَ؛ إِنَّمَا يَكُونُ بِأَقْوَالِ الْعُلماءِ، وَلَا يُلْتَفَتُ إِلٰى مُحْدَثَاتِ الْعَوَّامِ وَجَهَالَاتِهِمْ، وَلَقَدْ أَحْسَنَ السَّيِّدُ الْجَلِيلُ أَبُو عَلِيٍّ الْفُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ رَّحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي قَوْلِهٖ مَا مَعْنَاهُ : اِتَّبِعْ طُرُقَ الْهُدٰى وَلَا يَضُرُّكَ قِلَّةُ السَّالِكِينَ، وَإِيَّاكَ وَطُرُقَ الضَّلَالَةِ، وَلَا تَغْتَرَّ بِكَثْرَةِ الْهَالِكِينَ، وَمَنْ خَطَرَ بِبَالِهٖ أَنَّ الْمَسْحَ بِالْيَدِ وَنَحْوِهٖ أَبْلَغُ فِي الْبَرَكَةِ، فَهُوَ مِنْ جَهَالَتِهٖ وَغَفْلَتِهٖ، لِأَنَّ الْبَرَكَةَ إِنَّمَا هِيَ فِيمَا وَافَقَ الشَّرْعَ وَأَقْوَالَ الْعُلَمَاءِ، وَكَيْفَ يُبْتَغَى الْفَضْلُ فِي مُخَالَفَةِ الصَّوَابِ ؟

”نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک کا طواف کرنا جائز نہیں۔اسی طرح قبر مبارک کی دیوار سے اپنا پیٹ اور اپنی پشت چمٹانا بھی مکروہ ہے،علامہ حلیمی وغیرہ نے یہ بات فرمائی ہے۔قبر کو (تبرک کی نیت سے)ہاتھ لگانا اور اسے بوسہ دینا بھی مکروہ عمل ہے۔قبر مبارک کا اصل ادب تو یہ ہے کہ اس سے دور رہا جائے،جیسا کہ نبی کریم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں آپ کے پاس حاضر ہونے والے کے لیے ادب دور رہنا ہی تھا۔یہی بات درست ہے اور علماءِ کرام نے اسی بات

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کی صراحت کی ہے اور اس پر اتفاق بھی کیا ہے۔کوئی مسلمان اس بات سے دھوکا نہ کھا جائے کہ عام لوگ ان ہدایات کے برعکس عمل کرتے ہیں، کیونکہ اقتدا تو علماءِ کرام کے (اتفاقی) اقوال کی ہوتی ہے، نہ کہ عوام کی بدعات اور جہالتوں کی۔سید جلیل، ابوعلی فضیل بن عیاض رحمہ اللہ نے کیا خوب فرمایا ہے: راہِ ہدایت کی پیروی کرو، اس راہ پر چلنے والوں کی قلت نقصان دہ نہیں۔گمراہیوں سے بچو اور گمراہوں کی کثرتِ افراد سے دھوکا نہ کھاؤ (ہم اس قول کی سند پر مطلع نہیں ہو سکے)۔جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ قبر مبارک کو ہاتھ لگانے اور اس طرح کے دوسرے بدعی کاموں سے زیادہ برکت حاصل ہوتی ہے، وہ اپنی جہالت اور کم علمی کی بنا پر ایسا سوچتا ہے، کیونکہ برکت تو شریعت کی موافقت اور اہل علم کے اقوال کی روشنی میں ملتی ہے۔خلافِ شریعت کاموں میں برکت کا حصول کیسے ممکن ہے؟''

(الإیضاح في مَناسك الحجّ والعمرة، ص 456)

❀ نیز نقل ہیں:

لَا یُقَبِّلُهٗ وَلَا یَمَسُّهٗ فَإِنَّ ذٰلِكَ عَادَةُ النَّصَارٰی .

''نہ قبر کو بوسہ دے، نہ اسے ہاتھ سے چھوئے، یہ نصاریٰ کی عادت ہے۔''

(المَجموع: 311/5)

❀ شیخ الاسلام، ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸) فرماتے ہیں:

أَمَّا التَّمَسُّحُ بِالْقَبْرِ أَوِ الصَّلَاةُ عِنْدَهٗ، أَوْ قَصْدُهٗ لِأَجْلِ الدُّعَاءِ عِنْدَهٗ، مُعْتَقِدًا أَنَّ الدُّعَاءَ هُنَاكَ أَفْضَلُ مِنَ الدُّعَاءِ فِي غَیْرِهٖ، أَوِ النَّذْرُ لَهٗ وَنَحْوُ ذٰلِكَ، فَلَیْسَ هٰذَا مِنْ دِینِ الْمُسْلِمِینَ، بَلْ هُوَ مِمَّا أُحْدِثَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مِنَ الْبِدَعِ الْقَبِيحَةِ الَّتِي هِيَ مِنْ شُعَبِ الشِّرْكِ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ وَأَحْكَمُ.

''قبر کو (تبرک کی نیت سے) ہاتھ لگانا، اس کے پاس نماز پڑھنا، دُعا مانگنے کے لیے قبر کے پاس جانا، یہ اعتقاد رکھنا کہ وہاں دُعا کرنا عام جگہوں پر دُعا کرنے سے افضل ہے اور قبر پر نذر و نیاز کا اہتمام کرنا وغیرہ ایسے کام ہیں، جن کا دین اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ کام تو ان قبیح بدعات میں سے ہیں، جو شرک کے مختلف شعبہ جات سے تعلق رکھتی ہیں۔ واللہ اعلم واحکم۔''

(مَجموع الفتاوٰی : 321/24)

❀ نیز فرماتے ہیں:

أَمَّا التَّمَسُّحُ بِالْقَبْرِ، اَيَّ قَبْرٍ كَانَ، وَتَقْبِيلُهُ وَتَمْرِيغُ الْخَدِّ عَلَيْهِ، فَمَنْهِيٌّ عَنْهُ بِاتِّفَاقِ الْمُسْلِمِينَ، وَلَوْ كَانَ ذٰلِكَ مِنْ قُبُورِ الْاَنْبِيَاءِ، وَلَمْ يَفْعَلْ هٰذَا أَحَدٌ مِّنْ سَلَفِ الْأُمَّةِ وَأَئِمَّتِهَا، بَلْ هٰذَا مِنَ الشِّرْكِ، قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ۞ وَقَدْ أَضَلُّوْا كَثِيْرًا﴾ (نوح : ٢٣-٢٤) وَقَدْ تَقَدَّمَ أَنَّ هٰؤُلَاءِ أَسْمَاءُ قَوْمٍ صَالِحِينَ، كَانُوا مِنْ قَوْمِ نُوحٍ، وَأَنَّهُمْ عَكَفُوا عَلٰى قُبُورِهِمْ مُّدَّةً، ثُمَّ طَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ، فَصَوَّرُوا تَمَاثِيلَهُمْ، لَاسِيَّمَا إِذَا اقْتَرَنَ بِذٰلِكَ دُعَاءُ الْمَيِّتِ وَالْاِسْتِغَاثَةُ بِهٖ.

''قبر کسی کی بھی ہو، اس کو (تبرک کی نیت سے) چھونا، بوسہ دینا اور اس پر اپنے رخسار ملنا منع ہے اور اس بات پر سب مسلمانوں کا اتفاق ہے۔ یہ کام انبیاءِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرام کی قبورِ مبارکہ کے ساتھ بھی کیا جائے، تو اس کا یہی حکم ہے۔ اسلافِ امت اور ائمہ دین میں سے کسی نے ایسا کام نہیں کیا، بلکہ یہ کام شرک ہے، جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ۞ وَقَدْ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا﴾ (نوح: ٢٣-٢٤) ''وہ [قوم نوح کے مشرکین] کہنے لگے: تم کسی بھی صورت وَد، سُواع، یَغُوث، یَعُوق اور نَسر کو نہ چھوڑو، [یوں] انہوں نے بے شمار لوگوں کو گمراہ کر دیا۔'' یہ بات بیان ہو چکی ہے کہ یہ سب قومِ نوح کے نیک لوگوں کے نام تھے۔ ایک عرصہ تک یہ لوگ ان کی قبروں پر ماتھے ٹیکتے رہے، پھر جب لمبی مدت گزر گئی، تو انہوں نے ان نیک ہستیوں کی مورتیاں گھڑ لیں۔ قبروں کی یہ تعظیم اس وقت خصوصاً شرک بن جاتی ہے جب اس کے ساتھ ساتھ میت کو پکارا جانے لگے اور اس سے مدد طلب کی جانے لگے۔''

(مجموع الفتاویٰ: 27/91-92)

❁ نیز فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ السَّلَفُ عَلٰى أَنَّهٗ لَا يَسْتَلِمُ قَبْرًا مِّنْ قُبُورِ الْأَنْبِيَاءِ وَغَيْرِهِمْ، وَلَا يَتَمَسَّحُ بِهٖ، وَلَا يُسْتَحَبُّ الصَّلَاةُ عِنْدَهٗ، وَلَا قَصْدُهٗ لِلدُّعَاءِ عِنْدَهٗ، أَوْ بِهٖ، لِأَنَّ هٰذِهِ الْأُمُورَ كَانَتْ مِنْ أَسْبَابِ الشِّرْكِ وَعِبَادَةِ الْأَوْثَانِ .

''سلف صالحین کا اس پر اتفاق ہے کہ قبریں انبیائے کرام کی ہوں یا عام لوگوں کی، ان کو نہ بوسہ دینا جائز ہے، نہ ان کو (تبرک کی نیت سے) چھونا۔ قبروں کے پاس نماز کی ادائیگی اور دعا کی قبولیت کی غرض سے جانا یا ان قبروں کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وسیلے سے دُعا کرنا مستحسن نہیں۔ یہ سب کام شرک اور بت پرستی کا سبب بنتے ہیں۔"

(مَجموع الفتاوٰی: 31/27)

❁ علامہ ابن الحاج رحمہ اللہ (۷۳۷ھ) قبر نبوی کے بارے میں فرماتے ہیں:

تَرٰی مَنْ لَّا عِلْمَ عِنْدَهٗ يَطُوفُ بِالْقَبْرِ الشَّرِيفِ، كَمَا يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ الْحَرَامِ، وَيَتَمَسَّحُ بِهٖ وَيُقَبِّلُهٗ، وَيُلْقُونَ عَلَيْهِ مَنَادِيلَهُمْ وَثِيَابَهُمْ، يَقْصِدُونَ بِهِ التَّبَرُّكَ، وَذٰلِكَ كُلُّهٗ مِنَ الْبِدَعِ، لِأَنَّ التَّبَرُّكَ إِنَّمَا يَكُونُ بِالِاتِّبَاعِ لَهٗ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، وَمَا كَانَ سَبَبُ عِبَادَةِ الْجَاهِلِيَّةِ لِلْاَصْنَامِ؛ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْبَابِ.

"آپ جاہلوں کو دیکھیں گے کہ وہ نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک کا کعبہ کی طرح طواف کرتے ہیں، اور تبرک کی نیت سے اس کو چھوتے ہیں، بوسہ دیتے ہیں، اس پر اپنے رومال اور کپڑے ڈالتے ہیں۔ یہ سارے کام بدعت ہیں، کیونکہ برکت تو صرف اور صرف آپ علیہ السلام کے اتباع سے حاصل ہوتی ہے۔ دورِ جاہلیت میں بتوں کی عبادت کا سبب یہی چیزیں بنی تھیں۔" (المَدخل: 263/1)

❁ علامہ احمد ونشریسی رحمہ اللہ (۹۱۴ھ) فرماتے ہیں:

مِنْهَا تَقْبِيلُ قَبْرِ الرَّجُلِ الصَّالِحِ أَوِ الْعَالِمِ، فَإِنَّ هٰذَا كُلَّهٗ بِدْعَةٌ.

"ان کاموں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کسی نیک شخص یا عالم کی قبر کو چوما جائے، یہ سب کام بدعت ہیں۔" (المِعیار المعرب: 490/2)

❁ علامہ طحطاوی رحمہ اللہ (۱۲۳۱ھ) فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لَا يَمَسُّ الْقَبْرَ، وَلَا يُقَبِّلُهُ، فَإِنَّهُ مِنْ عَادَةِ أَهْلِ الْكِتَابِ.

”(قبروں کی زیارت کرنے والا) نہ قبر کو چھوئے اور نہ بوسہ دے، کیونکہ یہ یہود ونصاریٰ کا وطیرہ ہے۔“

(حاشية الطّحطاوي على مَراقي الفلاح : 620)

❁ علامہ عبدالرؤف، مناوی رحمہ اللہ (۱۰۳۱ھ) فرماتے ہیں:

«فَزُورُوا الْقُبُورَ»، أَيْ بِشَرْطِ أَنْ لَّا يَقْتَرِنَ بِذٰلِكَ تَمَسُّحٌ بِالْقَبْرِ، أَوْ تَقْبِيلٌ، أَوْ سُجُودٌ عَلَيْهِ، أَوْ نَحْوُ ذٰلِكَ، فَإِنَّهُ كَمَا قَالَ السُّبْكِيُّ : بِدْعَةٌ مُّنْكَرَةٌ، إِنَّمَا يَفْعَلُهَا الْجُهَّالُ.

”تم قبروں کی زیارت کرو، یعنی اس شرط پر کہ زیارت کے ساتھ قبر کو چھونے یا چومنے یا اس پر سجدہ وغیرہ کرنے کا ارتکاب نہ کیا جائے۔کیونکہ یہ بقول علامہ سبکی منکر بدعت اور جاہلوں کا کام ہے۔“

(فيض القدير : 55/5، شِفاء السّقام للسُّبكي، ص 313)

اس سے معلوم ہوا کہ سلف صالحین انبیائے کرام کی قبروں سے تبرک حاصل نہیں کرتے تھے، لیکن جو لوگ سلف صالحین کی مخالفت اور بدعت کو بھی جائز سمجھتے ہوں، ان سے کیا توقع کی جاسکتی ہے؟ اس کی ایک مثال ملاحظہ فرمائیں:

❁ علامہ ابن عابدین، شامی حنفی رحمہ اللہ (۱۲۵۲ھ) فرماتے ہیں:

وَضْعُ السُّتُورِ، وَالْعَمَائِمِ، وَالثِّيَابِ عَلٰى قُبُورِ الصَّالِحِينَ الْأَوْلِيَاءِ كَرِهَهُ الْفُقَهَاءُ، حَتّٰى قَالَ فِي فَتَاوَى الْحُجَّةِ : وَتُكْرَهُ السُّتُورُ عَلَى الْقُبُورِ، وَلٰكِنْ نَّحْنُ الْآنَ نَقُولُ : إِنْ كَانَ الْقَصْدُ بِذٰلِكَ التَّعْظِيمَ فِي

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

أَعْيُنِ الْعَامَّةِ، حَتّٰى لَا يَحْتَقِرُوا صَاحِبَ هٰذَا الْقَبْرِ ـــ، فَهُوَ أَمْرٌ جَائِزٌ لَّا يَنْبَغِي النَّهْيُ عَنْهُ، لِأَنَّ الْأَعْمَالَ بِالنِّيَّاتِ، وَلِكُلِّ امْرِءٍ مَّا نَوٰى، فَإِنَّهٗ وَإِنْ كَانَ بِدْعَةً عَلٰى خِلَافِ مَا كَانَ عَلَيْهِ السَّلَفُ ـــ .

''نیک اولیا کی قبروں پر چادریں، پگڑیاں اور کپڑے رکھنے کو ہمارے فقہا نے مکروہ قرار دیا ہے، حتی کہ فتاوی الحجہ میں لکھا ہے: قبروں پر چادریں ڈالنا مکروہ ہے۔ لیکن ہم اب کہتے ہیں کہ اگر اس سے عام لوگوں کی نظروں میں صاحب قبر کی تعظیم پیدا کرنا مقصود ہو تا کہ وہ صاحبِ قبر کو حقیر نہ سمجھیں ......، تو یہ جائز ہے، اس سے روکنا درست نہیں، کیونکہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کو وہی کچھ ملتا ہے، جس کی وہ نیت کرتا ہے۔ یہ عمل اگرچہ بدعت ہے اور اس طریقے کے خلاف ہے، جس پر سلف صالحین کاربند تھے۔۔۔''

(العُقود الدُّرِّيّة في تَنقيح الفتاوى الحامديّة: 325/2، فتاویٰ شامی: 363/6)

اسے بدعت بھی قرار دیا جا رہا ہے اور یہ بھی اقرار کیا جا رہا ہے کہ سلف صالحین اس عمل پر کاربند نہیں تھے، لیکن پھر بھی اسے جائز کہا جا رہا ہے۔ اگر شریعت میں اس کا کوئی تصور ہوتا، تو سلف صالحین اسے ضرور اپناتے۔ صحابہ کرام نے قبر نبی اور تابعین عظام نے قبورِ صحابہ کے ساتھ اور تبع تابعین اعلام نے قبورِ تابعین کے ساتھ ایسا کوئی معاملہ نہیں کیا۔

✿ علمائے احناف کا فتویٰ ہے:

لَا يَمْسَحُ الْقَبْرَ وَلَا يُقَبِّلُهٗ، فَإِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَادَةِ النَّصَارٰى، وَلَا بَأْسَ بِتَقْبِيلِ قَبْرِ وَالِدَيْهِ .

''قبرستان جانے والا قبر کو نہ چھوئے، نہ بوسہ دے، کیونکہ یہ نصاریٰ کی عادت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

ہے، البتہ اپنے والدین کی قبر کو بوسہ دینے میں کوئی حرج نہیں۔“

(فتاویٰ عالمگیری : 351/5)

قبروں کو بوسہ دینا جب نصاریٰ کی عادت ہے، تو یہ عادت والدین کی قبر پر کیسے سند ِجواز حاصل کر لے گی؟

صحابہ کرام اور قبر رسول ﷺ سے تبرک :

بعض نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک سے تبرک حاصل کرنے کو جائز قرار دیتے ہیں، ان کے دلائل کا انتہائی مختصر اور جامع تبصرہ پیش خدمت ہے:

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور قبر نبوی سے تبرک :

① جب سیّدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے خط پر سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو شام کی طرف کوچ کرنے کے لئے شہر سے باہر نکلنے کو کہا، تو سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے مسجدِ نبوی میں حاضر ہو کر چار رکعت نماز ادا کی، پھر قبر رسول کی زیارت کی اور سلام کیا۔

(فُتوح الشّام للواقدي :1/306-307)

یہ بے سند کہانی محمد بن عمر واقدی کی گھڑنتل ہے۔

✿ امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عِنْدِي مِمَّنْ يَّضَعُ الْحَدِيْثَ .

”میرے نزدیک محمد بن عمر واقدی کا شمار حدیث گھڑنے والوں میں ہوتا ہے۔“

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 21/8، وسندهٗ صحيحٌ)

اسے امام ابو حاتم رحمہ اللہ (الجرح والتّعديل : 21/8)، امام بخاری رحمہ اللہ (الضُّعفاء الكبير للعُقَيلي : 4/107، وسندهٗ صحيحٌ)، امام مسلم رحمہ اللہ (الكنٰى والأسماء :

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

1952)، امام نسائی رحمہ اللہ (الضُّعفاء : 557) اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (تقريب التّهذيب : 6175) نے ''متروک الحدیث'' کہا ہے۔

❀ امام محمد بن بشار بندار رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ أَكْذَبَ شَفَتَيْنِ مِنَ الْوَاقِدِيِّ .

''میں نے واقدی سے بڑھ کر جھوٹے ہونٹوں والا شخص نہیں دیکھا۔''

(تاريخ بغداد للخطيب : 14/3، وسندهٗ صحيحٌ)

اسے امام ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ (الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 21/8) اور امام دارقطنی رحمہ اللہ (سنن الدّارقطني : 164/2) نے ''ضعیف'' کہا ہے۔

❀ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَرْوِي أَحَادِيثَ غَيْرَ مَحْفُوظَةٍ، وَّالْبَلَاءُ مِنْهُ، وَمُتُونُ أَخْبَارِ الْوَاقِدِيِّ غَيْرُ مَحْفُوظَةٍ، وَهُوَ بَيِّنُ الضَّعْفِ .

''یہ شخص غیر محفوظ احادیث بیان کرتا ہے اور یہ مصیبت اسی کی اپنی طرف سے ہے۔ نیز اس کی روایات کے متون غیر محفوظ ہیں اور وہ خود واضح ضعیف ہے۔''

(الكامل في ضُعَفاء الرِّجال : 243/6)

❀ خطیب بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْوَاقِدِيُّ عِنْدَ أَئِمَّةِ أَهْلِ النَّقْلِ؛ ذَاهِبُ الْحَدِيْثِ .

''واقدی ائمہ محدثین کرام کے نزدیک ضعیف راوی ہے۔''(تاريخ بغداد : 37/1)

❀ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْجُمْهُوْرُ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”اسے جمہور محدثین کرام نے ضعیف کہا ہے۔“(مَجمع الزّوائد : 255/3)

❀ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ ضَعَّفَهُ الْجُمْهُوْرُ .

”اسے جمہور محدثین نے ضعیف کہا ہے۔“(البدر المُنیر : 324/5)

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ تَقَرَّرَ أَنَّ الْوَاقِدِيَّ ضَعِيفٌ .

”یہ بات مسلَّم ہے کہ واقدی ضعیف ہے۔“(سِیَر أعلام النُّبلاء : 454/9)

② کعب احبار رحمہ اللہ کے قبولِ اسلام کے بعد سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں فرمایا: کیا آپ قبرِ رسول کی زیارت کے لئے میرے ساتھ چلو گے؟ انہوں نے کہا: امیر المومنین، جی ہاں! پھر جب کعب احبار رحمہ اللہ اور سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ مدینہ آئے، تو سب سے پہلے قبر رسول کی زیارت کی اور سلام کہا، پھر سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی قبر پر کھڑے ہو کر سلام کیا اور دو رکعت نماز ادا فرمائی۔(فُتوح الشّام للواقدي : 318/1)

یہ بے سند روایت بھی محمد بن عمر واقدی کی گھڑنتل ہے، ایسی باتوں کا کوئی اعتبار نہیں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور قبر نبی سے تبرک :

❀ ابو الجوزاء اوس بن عبداللہ رحمہ اللہ سے مروی ہے:

قُحِطَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ قَحْطًا شَدِيدًا، فَشَكَوْا إِلٰى عَائِشَةَ، فَقَالَتْ : أُنْظُرُوا قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاجْعَلُوا مِنْهُ كِوًى إِلَى السَّمَاءِ، حَتّٰى لَا يَكُونَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ السَّمَاءِ سَقْفٌ، قَالَ : فَفَعَلُوا،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فَمُطِرْنَا مَطَرًا حَتّٰی نَبَتَ الْعُشْبُ، وَسَمِنَتِ الْإِبِلُ، حَتّٰی تَفَتَّقَتْ مِنَ الشَّحْمِ، فَسُمِّيَ عَامَ الْفَتْقِ .

”ایک دفعہ اہل مدینہ سخت قحط کا شکار ہو گئے، انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے (اس کیفیت کی) شکایت کی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: قبر رسول کے پاس جائیں اور وہاں سے ایک کھڑکی آسمان کی طرف کھولیں، اس طرح کہ قبر اور آسمان کے درمیان پردہ نہ رہے، اہل مدینہ نے اسی طرح کیا، تو بہت بارش ہوئی، خوب سبزہ اُگا اور اونٹ فربہ ہو گئے یوں لگتا تھا کہ ابھی پھٹ جائیں گے، لہٰذا اس سال کا نام عام الفتق (پیٹ پھاڑنے والا سال) رکھ دیا گیا۔“

(سنن الدّارمي : 58/1، ح : 93، مِشكاة المَصابيح : 5950)

سند ضعیف ہے۔

① ابو نعمان محمد بن فضل عارم آخری عمر میں حافظہ کی خرابی کا شکار ہو گئے تھے۔ امام دارمی رحمہ اللہ ان میں سے نہیں ہیں، جنہوں نے ان سے اختلاط سے پہلے سماع کیا ہے۔

❀ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تَغَيَّرَ بِآخِرَةٍ . ”آخری عمر میں حافظہ بگڑ گیا تھا۔“

(التّاریخ الکبیر : 208/1)

❀ امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اِخْتَلَطَ عَارِمٌ فِي آخِرِ عُمُرِهٖ وَزَالَ عَقْلُهٗ، فَمَنْ سَمِعَ عَنْهُ قَبْلَ الْاِخْتِلَاطِ فَسَمَاعُهٗ صَحِيحٌ، وَكَتَبْتُ عَنْهُ قَبْلَ الْاِخْتِلَاطِ سَنَةَ أَرْبَعَ عَشَرَةَ، وَلَمْ أَسْمَعْ مِنْهُ بَعْدَ مَا اخْتَلَطَ فَمَنْ كَتَبَ عَنْهُ قَبْلَ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سَنَةَ عِشْرِينَ وَمِائَتَيْنِ فَسَمَاعُهُ جَيِّدٌ .

''عارم آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہو گئے تھے، ان کی عقل زائل ہو گئی تھی۔ جس نے ان سے اختلاط سے پہلے سماع کیا، اس کی سماع صحیح ہے۔ میں نے ان سے قبل از اختلاط سن ۲۱۴ھ میں سماع کیا، اختلاط کے بعد سماع نہیں کیا۔ پس جس نے ان سے سن ۲۲۰ھ سے پہلے پہلے حدیث لکھی، اس کا سماع درست ہے، (یعنی عارم ۲۲۰ھ میں مختلط ہو گئے تھے)۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 59/8)

❁ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اِخْتَلَطَ فِي آخِرِ عُمُرِهٖ وَتَغَيَّرَ حَتّٰى كَانَ لَا يَدْرِي مَا يُحَدِّثُ بِهٖ فَوَقَعَ الْمَنَاكِيرُ الْكَثْرَةُ فِي رِوَايَتِهٖ فَمَا رَوٰى عَنْهُ الْقُدَمَاءُ قَبْلَ اخْتِلَاطِهٖ إِذَا عُلِمَ أَنَّ سَمَاعَهُمْ عَنْهُ كَانَ قَبْلَ تَغَيُّرِهٖ .

''یہ آخری عمر میں سٹھیا گئے تھے، حافظہ اتنا بگڑ گیا تھا کہ انہیں کوئی پتہ نہیں ہوتا تھا کہ کیا بیان کر رہے ہیں، اس لیے ان کی روایات میں بہت سے منکر روایات شامل ہو گئیں۔ لہٰذا اگر جس کے متعلق معلوم ہو جائے کہ اس نے ان سے قبل از اختلاط سماع کیا ہے، (تو اس کا سماع درست ہے)۔''

(كتاب المَجروحين : 294/2)

امام دارقطنی رحمہ اللہ کا قول ابو عبد الرحمٰن سلمی کی وجہ سے ضعیف ہے۔

② ابو الجوزاء کا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سماع نہیں۔

❁ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عَائِشَةَ وَحَدِيثُهُ عَنْهَا مُرْسَلٌ .

”ابو الجوزاء نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سماع نہیں کیا، اس کی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت مرسل (منقطع) ہوتی ہے۔“

(التّمهيد : 206/20)

✿ امام بخاری رحمہ اللہ کا بھی اسی طرف میلان ہے، جیسا کہ امام ابن عدی رحمہ اللہ نے اس طرف اشارہ کیا ہے۔

(الكامل في ضُعَفاء الرّجال : 331/3)

✿ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ابو الجوزاء عن عائشہ کی ایک روایت کو منقطع کہا ہے۔

(التّلخيص الحَبير : 559/1)

③ عمرو بن مالک نکری کی حدیث ابو الجوزاء سے غیر محفوظ ہوتی ہے، یہ روایت بھی اسی سے ہے۔

✿ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

قَالَ ابْنُ عَدِيٍّ : حَدَّثَ عَنْهُ عَمْرُو بْنُ مَالِكٍ قَدْرَ عَشْرَةِ أَحَادِيثَ غَيْرِ مَحْفُوظَةٍ .

”ابن عدی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابو الجوزاء سے عمرو بن مالک نے تقریباً دس غیر محفوظ احادیث بیان کی ہیں۔“

(تهذيب التّهذيب : 336/1)

یہ جرح مفسر ہے، مذکورہ اثر بھی عمرو بن مالک نکری نے اپنے استاذ ابو الجوزاء سے بیان کیا ہے، لہٰذا غیر محفوظ ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

❀ شیخ الاسلام، ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸) فرماتے ہیں:

مَا رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا مِنْ فَتْحِ الْكَوَّةِ مِنْ قَبْرِهٖ إِلَى السَّمَاءِ، لِيَنْزِلَ الْمَطَرُ، فَلَيْسَ بِصَحِيحٍ، وَلَا يَثْبُتُ إِسْنَادُهٗ، وَمِمَّا يُبَيِّنُ كِذْبَ هٰذَا أَنَّهٗ فِي مُدَّةِ حَيَاةِ عَائِشَةَ لَمْ يَكُنْ لِلْبَيْتِ كَوَّةٌ، بَلْ كَانَ بَاقِيًا كَمَا كَانَ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ بَعْضُهٗ مَسْقُوفٌ وَّبَعْضُهٗ مَكْشُوفٌ، وَكَانَتِ الشَّمْسُ تَنْزِلُ فِيهِ، كَمَا ثَبَتَ فِي الصَّحِيحَيْنِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ فِي حُجْرَتِهَا، لَمْ يَظْهَرِ الْفَيْءُ بَعْدُ، وَلَمْ تَزَلِ الْحُجْرَةُ النَّبَوِيَّةُ كَذٰلِكَ فِي مَسْجِدِ الرَّسُولِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ، وَمِنْ حِينَئِذٍ دَخَلَتِ الْحُجْرَةُ النَّبَوِيَّةُ فِي الْمَسْجِدِ، ثُمَّ إِنَّهٗ بُنِيَ حَوْلَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ الَّتِي فِيهَا الْقَبْرُ؛ جِدَارٌ عَالٍ، وَبَعْدَ ذٰلِكَ جُعِلَتِ الْكَوَّةُ لِيَنْزِلَ مِنْهَا مَنْ يَّنْزِلُ إِذَا احْتِيجَ إِلٰى ذٰلِكَ لِأَجْلِ كَنْسٍ أَوْ تَنْظِيفٍ، وَأَمَّا وُجُودُ الْكَوَّةِ فِي حَيَاةِ عَائِشَةَ؛ فَكَذِبٌ بَيِّنٌ .

”سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے جو بارش کے لیے قبرنبوی پر سے کھڑکی کھولنے کی روایت مروی ہے،وہ صحیح نہیں۔اس کی سند ”ضعیف“ ہے۔اس کے خلاف ِواقعہ ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حیات ِمبارکہ میں حجرہ مبارکہ میں کوئی کھڑکی نہیں تھی۔وہ حجرہ تو اسی طرح تھا،جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مبارک میں تھا کہ اس کا بعض حصہ چھت والا اور بعض کھلا تھا۔ دھوپ اس میں داخل ہوتی تھی جیسا کہ صحیح بخاری (522) و مسلم (611) میں ثابت ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب عصر کی نماز ادا فرماتے، تو ابھی حجرہ مبارکہ میں دھوپ ہوتی تھی اور ابھی تک سایہ نہ آیا ہوتا تھا۔ مسجدِ نبوی کے ساتھ یہ حجرہ نبویہ بالکل اسی طرح قائم رہا۔ (پھر جب مسجد میں توسیع ہوئی) تو اس وقت سے حجرہ مسجد میں داخل ہو گیا۔ پھر حجرہ عائشہ، جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک ہے، اس کے گرد ایک بلند دیوار بنا دی گئی۔ اس کے بعد اس دیوار میں ایک کھڑکی رکھی گئی تا کہ صفائی وغیرہ کی ضرورت کے لیے اس میں داخل ہوا جا سکے۔ جہاں تک سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حیاتِ مبارکہ میں کسی کھڑکی کے ہونے کی بات ہے تو یہ واضح طور پر جھوٹ ہے۔''

(الردّ علی البِکري، ص 68)

ایک الزامی جواب:

اس روایت کا ایک الزامی جواب یہ بھی ہے کہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّهُ يَعْلَمُ الْغَيْبَ، فَقَدْ كَذَبَ، وَهُوَ يَقُولُ: لَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ إِلَّا اللّٰهُ.

''جو کوئی تمھیں بتائے کہ سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے ہیں، وہ جھوٹا ہے، اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں کہ غیب کی باتوں کو اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔''

(صحيح البخاري: 7380، صحيح مسلم: 177)

❀ اس روایت پر تبصرہ کیا گیا ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”آپ رضی اللہ عنہا کا یہ قول اپنی رائے سے ہے، اس پر کوئی حدیث مرفوع پیش نہیں فرماتیں، بلکہ آیات سے استدلال فرماتی ہیں۔“ (جاء الحق: 124/1)

ہم پوچھتے ہیں کہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا علم غیب کے متعلق قول قبول نہیں، تو ان کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے متعلق یہ قول کیوں قبول ہے؟ جبکہ وہ اس پر بھی کوئی آیت وحدیث پیش نہیں فرما رہیں۔ اس پر سہاگہ کہ یہ قول ثابت بھی نہیں ہے۔

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما اور قبر نبی سے تبرک:

❀ محمد بن منکدر رحمہ اللہ سے مروی ہے:

رَأَيْتُ جَابِرًا رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَهُوَ يَبْكِي عِنْدَ قَبْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ يَقُولُ: هٰهُنَا تُسْكَبُ الْعَبَرَاتُ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَا بَيْنَ قَبْرِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ.

”میں نے سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس روتے دیکھا۔ وہ فرما رہے تھے: آنسو بہانے کی جگہ یہی ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: میری قبر اور میرے منبر کے درمیان والی جگہ جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے۔“

(شُعَب الإيمان للبيهقي: 3866)

سند سخت ضعیف ہے۔

① محمد بن حسین ابوعبدالرحمٰن سلمی ضعیف ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تَكَلَّمُوا فِيهِ، وَلَيْسَ بِعُمْدَةٍ.

''محدثین کرام نے اس پر جرح کی ہے، یہ قابل اعتماد شخص نہیں تھا۔''

(میزان الاعتدال: 523/3)

❁ محمد بن یوسف قطان نیشاپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

غَيْرُ ثِقَةٍ، وَكَانَ يَضَعُ لِلصُّوفِيَةِ الْأَحَادِيثَ.

''یہ قابل اعتبار شخص نہیں تھا اور یہ صوفیوں کے لیے روایات گھڑتا تھا۔''

(تاریخ بغداد للخطیب: 247/2، وسندہٗ صحیحٌ)

② محمد بن یونس بن موسیٰ کُدَیمی متہم بالکذب ہے۔

❁ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اُتُّهِمَ بِوَضْعِ الْحَدِيثِ وَبِسَرِقَتِهِ.

''محدثین کرام اس پر حدیث گھڑنے اور چوری کرنے کا الزام لگاتے ہیں۔''

(الكامل في ضُعفاء الرِّجال: 292/6)

❁ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ يَضَعُ عَلَى الثِّقَاتِ الْحَدِيثَ وَضْعًا، وَلَعَلَّهُ قَدْ وَضَعَ أَكْثَرَ مِنْ أَلْفِ حَدِيثٍ.

''یہ شخص ثقہ راویوں سے منسوب کر کے خود حدیث گھڑ لیتا تھا۔شاید اس نے ایک ہزار سے زائد احادیث گھڑی ہیں۔''(کتاب المَجروحین: 313/2)

❁ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اسے ''متروک'' قرار دیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(سؤالات الحاكم : 173)

❀ نیز فرماتے ہیں:

كَانَ الْكُدَيْمِيُّ يُتَّهَمُ بِوَضْعِ الْحَدِيثِ .

”کُدَیمی پر حدیث گھڑنے کا الزام تھا۔“(سؤالات السّهمي : 74)

❀ امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ کے سامنے اس کی ایک روایت پیش کی گئی، تو فرمایا:

لَيْسَ هٰذَا حَدِيثٌ مِّنْ أَهْلِ الصِّدْقِ .

”یہ سچے شخص کی بیان کردہ حدیث نہیں۔“(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 122/8)

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ اور قبر نبی سے تبرک:

❀ سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

إِنَّ بِلَالًا رَأٰى فِي مَنَامِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ يَقُولُ لَهٗ : مَا هٰذِهِ الْجَفْوَةُ يَا بِلَالُ، أَمَا اٰنَ لَكَ أَنْ تَزُورَنِي يَا بِلَالُ ؟ فَانْتَبَهَ حَزِينًا وَّجِلًا خَائِفًا، فَرَكِبَ رَاحِلَتَهٗ وَقَصَدَ الْمَدِينَةَ، فَأَتٰى قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَعَلَ يَبْكِي عِنْدَهٗ، وَيُمَرِّغُ وَجْهَهٗ عَلَيْهِ، وَأَقْبَلَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ، فَجَعَلَ يَضُمُّهُمَا وَيُقَبِّلُهُمَا، فَقَالَا لَهٗ : يَا بِلَالُ، نَشْتَهِي نَسْمَعُ أَذَانَكَ الَّذِي كُنْتَ تُؤَذِّنُهٗ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السَّحَرِ، فَفَعَلَ، فَعَلَا سَطْحَ الْمَسْجِدِ، فَوَقَفَ مَوْقِفَهُ الَّذِي كَانَ يَقِفُ فِيهِ، فَلَمَّا أَنْ قَالَ : اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، ارْتَجَّتِ الْمَدِينَةُ، فَلَمَّا أَنْ قَالَ : أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، زَادَ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تَعَاجِيجُهَا، فَلَمَّا أَنْ قَالَ : أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ، خَرَجَ الْعَوَاتِقُ مِنْ خُدُورِهِنَّ، فَقَالُوا : أَبُعِثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَمَا رُئِيَ يَوْمٌ أَكْثَرَ بَاكِيًا وَّلَا بَاكِيَةً بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ .

''سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ نے خواب میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: اے بلال! یہ کیا بے رُخی ہے؟ کیا تمہارے لیے وہ وقت نہیں آیا کہ تم میری زیارت کرو؟ اس پر سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ گھبرائے ہوئے بیدار ہوئے۔ انہوں نے اپنی سواری کا رخ مدینہ منورہ کی طرف کرلیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر پہنچے اور اس کے پاس رونا شروع کر دیا۔ اپنا چہرہ اس پر ملنے لگے۔ سیّدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما ادھر آئے، تو سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ نے انہیں سینے سے لگایا اور ان کو بوسہ دیا۔ ان دونوں نے سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ سے کہا: ہم آپ کی وہ اذان سننا چاہتے ہیں، جو آپ مسجد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کہا کرتے تھے۔ انہوں نے ہاں کر دی۔ مسجد کی چھت پر چڑھے اور اپنی اس جگہ کھڑے ہو گئے جہاں دورِ نبوی میں کھڑے ہوتے تھے۔ جب انہوں نے اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ کہا، تو مدینہ (رونے کی آواز سے) گونج اٹھا۔ پھر جب انہوں نے أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کہا، تو آوازیں اور زیادہ ہو گئیں۔ جب وہ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ پر پہنچے، تو دوشیزائیں اپنے پردوں سے نکل آئیں اور لوگ ایک دوسرے سے پوچھنے لگے: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ زندہ ہو گئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں؟رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی نے مدینہ میں مردوں اور عورتوں کے رونے والا اس سے بڑا دن کوئی نہیں دیکھا۔“

(أخبار وحكايات للغسّاني : 75، تاريخ ابن عساكر : 137/7)

روایت من گھڑت ہے۔

① ابو اسحاق ابراہیم بن محمد بن سلیمان بن بلال مجہول ہے۔

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ”مجہول“ کہا ہے۔

(تاريخ الإسلام : 67/17)

❀ نیز فرماتے ہیں :

فِيهِ جَهَالَةٌ . ”یہ نامعلوم راوی ہے۔“(ميزان الاعتدال : 64/1، ت : 205)

❀ حافظ ابن عبد الہادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

هٰذَا شَيْخٌ لَّمْ يُعْرَفْ بِثِقَةٍ وَّأَمَانَةٍ، وَلَا ضَبْطٍ وَّعَدَالَةٍ، بَلْ هُوَ مَجْهُولٌ غَيْرُ مَعْرُوفٍ بِالنَّقْلِ، وَلَا مَشْهُورٍ بِالرِّوَايَةِ، وَلَمْ يَرْوِ عَنْهُ غَيْرُ مُحَمَّدِ بْنِ الْفَيْضِ، رَوٰى عَنْهُ هٰذَا الْأَثَرَ الْمُنْكَرَ .

”یہ ایسا راوی ہے، جس کی امانت و دیانت اور ضبط و عدالت معلوم نہیں۔ یہ مجہول ہے اور نقل روایت میں غیر معروف ہے۔ یہ روایت میں بھی مشہور نہیں۔ اس سے محمد بن فیض کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کی اور اس نے بھی یہ منکر قصہ اس سے روایت کیا ہے۔“(الصّارم المُنكي، ص 314)

② سلیمان بن بلال بن ابی درداء مجہول الحال ہے۔

❀ حافظ ابن عبد الہادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بَلْ هُوَ مَجْهُولُ الْحَالِ، وَلَمْ يُوَثِّقْهُ أَحَدٌ مِّنَ الْعُلَمَاءِ، فِيمَا عَلِمْنَاهُ.

''یہ مجہول الحال ہے۔ ہمارے مطابق کسی نے اس کی توثیق نہیں کی۔''

(الصّارم المُنكي، ص 314)

③ سلیمان بن بلال کا سیّدہ ام درداء رضی اللہ عنہا سے سماع بھی ثابت نہیں۔

❀ حافظ ابن عبد الہادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يُعْرَفُ لَهٗ سَمَاعٌ مِّنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ.

''اس کا سیّدہ ام دردا رضی اللہ عنہا سے سماع بھی معلوم نہیں ہو سکا۔''

(الصّارم المُنكي، ص 314)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هِيَ قِصَّةٌ بَيِّنَةُ الْوَضْعِ.

''یہ داستان واضح طور پر کسی کی گھڑنتل ہے۔''(لسان الميزان: 108/1)

❀ حافظ ابن عبد الہادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا الْأَثَرُ الْمَذْكُورُ عَنْ بِلَالٍ؛ لَيْسَ بِصَحِيحٍ.

''سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ سے منسوب مذکورہ روایت ثابت نہیں۔''

(الصّارم المُنكي، ص 314)

❀ نیز فرماتے ہیں:

هُوَ أَثَرٌ غَرِيبٌ مُّنْكَرٌ، وَإِسْنَادُهٗ مَجْهُولٌ، وَفِيهِ انْقِطَاعٌ.

''یہ روایت غریب اور منکر ہے، اس کی سند مجہول ہے، نیز انقطاع بھی ہے۔''

(الصّارم المُنكي، ص 314)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِسْنَادُه لَيِّنٌ، وَهُوَ مُنْكَرٌ.

"اس کی سند کمزور ہے اور یہ روایت منکر ہے۔" (سِيَر أعلام النُّبلاء: 358/1)

❀ ابن عراق کنانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هِيَ قِصَّةٌ بَيِّنَةُ الْوَضْعِ. "یہ قصہ مبینہ طور پر گھڑا ہوا ہے۔"

(تنزيه الشّريعة: 59)

تنبیہ:

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِسْنَادُهٗ جَيِّدٌ، مَا فِيهِ ضَعِيفٌ، لٰكِنْ إِبْرَاهِيمُ هٰذَا مَجْهُولٌ.

"اس کی سند جید ہے۔اس میں کوئی ضعیف راوی نہیں، البتہ یہ ابراہیم نامی راوی مجہول ہے۔" (تاريخ الإسلام: 373/5)

یہ حافظ ذہبی رحمہ اللہ کا علمی تسامح ہے۔جس روایت کی سند میں دو راوی "مجہول" ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ "انقطاع" بھی ہو، وہ جید کیسے ہو سکتی ہے؟

پھر خود انہوں نے اپنی دوسری کتاب (سِيَر أعلام النُّبلاء: 358/1) میں اس کی سند کو کمزور اور اس روایت کو "منکر" بھی قرار دے رکھا ہے، جیسا کہ ہم بیان کر آئے ہیں۔

اس بارے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ وغیرہ کی بات درست ہے کہ یہ قصہ جھوٹا اور من گھڑت ہے۔ یہ ان "مجہول" راویوں میں سے کسی کی کارروائی ہے۔ واللہ اعلم!

سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ اور قبر نبی سے تبرک:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

✿ داؤد بن ابی صالح حجازی سے مروی ہے:

أَقْبَلَ مَرْوَانُ يَوْمًا، فَوَجَدَ رَجُلًا وَّاضِعًا وَجْهَهٗ عَلَى الْقَبْرِ، فَقَالَ: أَتَدْرِي مَا تَصْنَعُ؟ فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ، فَإِذَا هُوَ أَبُو أَيُّوبَ، فَقَالَ: نَعَمْ، جِئْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ آتِ الْحَجَرَ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا تَبْكُوا عَلَى الدِّينِ إِذَا وَلِيَهٗ أَهْلُهٗ، وَلٰكِنِ ابْكُوا عَلَيْهِ إِذَا وَلِيَهٗ غَيْرُ أَهْلِهٖ.

''ایک دن مروان آیا، تو اس نے دیکھا کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک پر اپنا چہرہ رکھے ہوئے تھا۔ مروان نے کہا: تمہیں معلوم ہے کہ کیا کر رہے ہو؟ اس شخص نے مروان کی طرف اپنا چہرہ موڑا، تو وہ سیّدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ تھے۔ انہوں نے فرمایا: ہاں! مجھے خوب معلوم ہے۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا ہوں، پتھر پر نہیں۔ میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ جب دین کا والی کوئی دین دار شخص بن جائے، تو اس پر نہ رونا۔ اس پر اس وقت رونا جب اس کے والی نااہل لوگ بن جائیں۔''

(مُسند الإمام أحمد: 422/5، المُستدرك للحاكم: 515/4)

سند ضعیف ہے۔ داؤد بن ابی صالح حجازی مجہول ہے۔

✿ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يُعْرَفُ. ''یہ مجہول ہے۔'' (میزان الاعتدال: 9/2)

فائدہ:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ یہ روایت قبر کے ذکر کے بغیر معجم کبیر طبرانی (189/4، ح :3999) اور معجم اوسط طبرانی (94/1، ح :284) میں بھی آئی ہے، مگر اس کی سند بھی ضعیف ہے۔

① سفیان بن بشر کوفی نامعلوم اور غیر معروف ہے۔

❁ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

لَمْ أَعْرِفْهُ . ”میں اسے نہیں پہچانتا۔“(مجمع الزوائد : 130/9)

② مطلب بن عبد اللہ بن حنطب مدلس ہے، سماع کی تصریح نہیں ملی۔

③ مطلب بن عبد اللہ کا سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے سماع بھی ثابت نہیں۔

④ ہارون بن سلیمان ابو ذر مجہول ہے۔

⑤ احمد بن محمد بن حجاج بن رشدین ضعیف ہے۔

❁ امام عبد الرحمٰن بن ابی حاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سَمِعْتُ مِنْهُ بِمِصْرَ، وَلَمْ أُحَدِّثْ عَنْهُ، لِمَا تَكَلَّمُوا فِيهِ .

”میں نے اس سے مصر میں احادیث سنی تھیں، لیکن میں وہ احادیث بیان نہیں کرتا، کیونکہ محدثین کرام نے اس پر جرح کی ہے۔“(الجرح والتّعدیل : 75/2)

❁ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

صَاحِبُ حَدِيثٍ كَثِيرٍ، أُنْكِرَتْ عَلَيْهِ أَشْيَاءُ، وَهُوَ مِمَّنْ يُّكْتَبُ حَدِيثُهٗ مَعَ ضُعْفِهٖ .

”اس کے پاس بہت سی احادیث تھیں، ان میں سے کئی روایات کو (محدثین کی طرف سے) منکر قرار دیا گیا ہے، اس کے ضعیف ہونے کے باوجود اس کی حدیث (متابعات وشواہد میں) لکھی جائے گی۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(الكامل في ضُعَفاء الرِّجال: 198/1)

✿ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ نے بھی اسے ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

(مَجمع الزّوائد: 25/2، 694/6)

فائدہ:

✿ اس کی تیسری سند ابوالحسین یحییٰ بن حسن بن جعفر بن عبیداللہ حسینی کی کتاب أخبار المدینة میں آتی ہے۔(شِفاء السّقام للسُّبکي، ص 343)

اس کی سند ضعیف ہے۔

① عمر بن خالد نامعلوم ہے۔

② مطلب بن عبداللہ کا عنعنہ ہے۔

③ مطلب کا سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں ہے۔

دورِ فاروقی میں ایک شخص کا قبر نبی سے تبرک:

✿ مالک الدار سے مروی ہے:

أَصَابَ النَّاسَ قَحْطٌ فِي زَمَنِ عُمَرَ، فَجَاءَ رَجُلٌ إِلٰى قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! اسْتَسْقِ لِأُمَّتِكَ، فَإِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوا، فَأُتِيَ الرَّجُلُ فِي الْمَنَامِ، فَقِيلَ لَهٗ: ائْتِ عُمَرَ فَأَقْرِئْهُ السَّلَامَ، وَأَخْبِرْهُ أَنَّكُمْ مُسْتَقِيمُونَ، وَقُلْ لَهٗ: عَلَيْكَ الْكَيْسُ، عَلَيْكَ الْكَيْسُ، فَأَتٰى عُمَرَ فَأَخْبَرَهٗ، فَبَكٰى عُمَرُ، ثُمَّ قَالَ: يَا رَبِّ! لَا آلُو إِلَّا مَا عَجَزْتُ عَنْهُ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لوگ قحط میں مبتلا ہو گئے۔ ایک صحابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر حاضر ہوئے اور عرض کیا: اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ سے اپنی امت کے لیے بارش طلب فرمائیں، امت قحط سالی کے باعث تباہ ہو گئی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس صحابی کے خواب میں آئے، فرمایا: عمر کے پاس جا کر میرا سلام کہیں اور انہیں بتائیں کہ بارش ہو گی، عمر سے یہ بھی کہیں کہ وہ سمجھداری سے کام لیں۔ وہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور انہیں خبر دی تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ رو پڑے اور فرمایا: یا اللہ! میں کوتاہی نہیں کرتا، مگر اس بار عاجز آ گیا تھا۔“

(مُصنّف ابن أبي شيبة : 356/6، تاريخ ابن أبي خيثمة : 70/2، دلائل النُّبوّة للبيهقي : 47/7، الاستيعاب لابن عبد البرّ : 1149/11، تاريخ ابن عساكر : 345/44، 489/56)

سند ضعیف ہے۔ اعمش مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

❀ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا نَقْبَلُ مِنْ مُّدَلِّسٍ حَدِيثًا حَتّٰى يَقُولَ فِيهِ : حَدَّثَنِي أَوْ سَمِعْتُ .

”ہم مدلّس سے اس وقت تک حدیث قبول نہیں کرتے، جب تک وہ سماع کی تصریح نہ کر دے۔“ (الرّسالة، ص 380)

❀ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَكُونُ حُجَّةً فِيمَا دَلَّسَ .

”مدلس کی تدلیس والی روایت حجت نہیں ہوتی۔“

(الكامل لابن عدي :34/1، وسندهٗ حسنٌ)

❀ حافظ سخاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

مِمَّنْ ذَهَبَ إِلٰى هٰذَا التَّفْصِيلِ الشَّافِعِيُّ وَابْنُ مَعِينٍ وَابْنُ الْمَدِينِيِّ .

”جو ائمہ اس مؤقف کے حامل ہیں، ان میں امام شافعی، امام ابن معین اور امام علی بن مدینی رحمہم اللہ کے نام شامل ہیں۔“(فتح المُغيث : 182/1)

❁ حافظ علائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

اَلصَّحِيحُ الَّذِي عَلَيْهِ جُمْهُورُ أَئِمَّةِ الْحَدِيثِ وَالْفِقْهِ وَالْأُصُولِ .

”جمہور ائمہ حدیث وفقہ اور ائمہ اصول کا مذہب ہی درست ہے۔“

(جامع التّحصيل، ص 111)

❁ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

قَالُوا : لَا يُقْبَلُ تَدْلِيسُ الْأَعْمَشِ .

”محدثین فرماتے ہیں کہ اعمش کی تدلیس قبول نہیں۔“(التّمهيد : 30/1)

❁ علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ الْأَعْمَشَ مُدَلِّسٌ، وَعَنْعَنَةُ الْمُدَلِّسِ لَا تُعْتَبَرُ إِلَّا إِذَا عُلِمَ سَمَاعُهُ .

”اعمش ”مدلس“ ہیں اور ”مدلس“ کی عن والی روایت اسی وقت قابل اعتبار ہوتی ہے، جب سماع کی تصریح مل جائے۔“

(عمدة القاري، تحت الحديث : 219)

❁ امام بیہقی رحمہ اللہ ایک روایت کے بارے میں فرماتے ہیں :

هٰذَا الْحَدِيثُ لَمْ يَسْمَعْهُ الْأَعْمَشُ بِالْيَقِينِ مِنْ أَبِي صَالِحٍ وَإِنَّمَا سَمِعَهُ مِنْ رَجُلٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ .

”یہ حدیث اعمش نے ابو صالح سے بالیقین نہیں سنی، بلکہ ایک شخص کے واسطے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سے سنی ہے، جو ابو صالح سے بیان کرتا ہے۔"

(السّنن الکبریٰ: 430/1)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عِنْدِي أَنَّ إِسْنَادَ الْحَدِيثِ الَّذِي صَحَّحَهُ ابْنُ الْقَطَّانِ مَعْلُولٌ، لِأَنَّهُ لَا يَلْزَمُ مِنْ كَوْنِ رِجَالِهِ ثِقَاتٍ أَنْ يَّكُونَ صَحِيحًا، لِأَنَّ الْأَعْمَشَ مُدَلِّسٌ، وَلَمْ يَذْكُرْ سَمَاعَهُ مِنْ عَطَاءٍ، وَعَطَاءٌ يَّحْتَمِلُ أَنْ يَّكُونَ هُوَ عَطَاءً الْخُرَاسَانِيَّ، فَيَكُونُ فِيهِ تَدْلِيسُ التَّسْوِيَةِ بِإِسْقَاطِ نَافِعٍ بَيْنَ عَطَاءٍ وَّابْنِ عُمَرَ .

"میرے خیال میں جس حدیث کو ابن قطان نے "صحیح" کہا ہے، وہ معلول (ضعیف) ہے، کیونکہ راویوں کے ثقہ ہونے سے حدیث کا صحیح ہونا لازم نہیں آتا۔ اس میں اعمش "مدلس" ہیں اور انہوں نے عطاء سے سماع کا ذکر نہیں کیا، یہ احتمال بھی ہے کہ اس سند میں مذکور عطاء، خراسانی ہوں، یوں اعمش کی تدلیس تسویہ بن جائے گی، کیونکہ اس صورت میں انہوں نے عطاء اور ابن عمر کے درمیان نافع کا واسطہ بھی گرا دیا ہے۔"

(التّلخیص الحبیر: 19/3)

❁ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ: قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: قَالَ سُفْيَانُ وَشُعْبَةُ: لَمْ يَسْمَعِ الْأَعْمَشُ هٰذَا الْحَدِيثَ مِنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، قَالَ أَبُو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عُمَرَ : هٰذِهٖ شَهَادَةُ عَدْلَيْنِ إِمَامَيْنِ عَلَى الْأَعْمَشِ بِالتَّدْلِيسِ، وَأَنَّهٗ كَانَ يُحَدِّثُ عَنْ مَّنْ لَقِيَهٗ بِمَا لَمْ يَسْمَعْ مِنْهُ، وَرُبَّمَا كَانَ بَيْنَهُمَا رَجُلٌ أَوْ رَجُلَانِ، فَلِمِثْلِ هٰذَا وَشِبْهِهٖ قَالَ ابْنُ مَعِينٍ وَّغَيْرُه فِي الْأَعْمَشِ : إِنَّهٗ مُدَلِّسٌ .

''امام علی بن مدینی رحمہ اللہ نے امام یحییٰ بن سعید قطان رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ امام سفیان رحمہ اللہ اور امام شعبہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اعمش نے یہ حدیث ابراہیم تیمی سے نہیں سنی۔ میں (ابن عبد البر) کہتا ہوں کہ اعمش کے ''مدلس'' ہونے پر یہ دو عادل اماموں کی گواہی ہے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اعمش ان لوگوں سے اَن سنی روایات بیان کرتے تھے، جن سے ان کی ملاقات تھی۔ بسا اوقات اعمش ایسے لوگوں سے ایک، دو واسطے گرا کر بھی روایت کر لیتے تھے۔ ان حقائق کی بنا پر ابن معین وغیرہ نے اعمش کو ''مدلس'' کہا ہے۔''

(التّمهيد لما في الموطّا من المَعاني والأسانيد :32/1)

تنبیہ:

❀ تاریخ طبری (98/4) اور البدایہ والنہایہ لابن کثیر (71/1) میں ہے:

حَتّٰى أَقْبَلَ بِلَالُ بْنُ الْحَارِثِ الْمُزَنِيُّ، فَاسْتَأْذَنَ عَلَيْهِ، فَقَالَ : أَنَا رَسُولُ رَسُولِ اللّٰهِ إِلَيْكَ، يَقُولُ لَكَ رَسُولُ اللّٰهِ .

''بلال بن حارث مزنی آئے، انہوں نے اجازت طلب کی اور کہا: میں آپ کی طرف رسول اللہ ﷺ کا ایلچی ہوں، رسول اللہ ﷺ آپ سے فرماتے ہیں۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ جھوٹی روایت ہے۔

① شعیب بن ابراہیم رفاعی کوفی مجہول ہے۔

❁ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

شُعَيْبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ هٰذَا، لَهُ أَحَادِيثُ وَأَخْبَارٌ، وَهُوَ لَيْسَ بِذٰلِكَ الْمَعْرُوفِ، وَمِقْدَارُ مَا يَرْوِي مِنَ الْحَدِيثِ وَالْأَخْبَارِ لَيْسَتْ بِالْكَثِيرَةِ، وَفِيهِ بَعْضُ النُّكْرَةِ، لِأَنَّ فِي أَخْبَارِهٖ وَأَحَادِيثِهٖ مَا فِيهِ تَحَامُلٌ عَلَى السَّلَفِ .

”شعیب بن ابراہیم نے کچھ احادیث اور روایات بیان کی ہیں۔ یہ فن حدیث میں معروف نہیں۔ اس نے کوئی زیادہ احادیث بیان نہیں کیں، اس کے باوجود ان میں نکارت ہے، ان روایات میں سلف صالحین کی اہانت ہے۔“

(الكامل في ضُعَفاء الرّجال : 7/5)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِيهِ جَهَالَةٌ . ”اس میں جہالت ہے۔“ (میزان الاعتدال : 275/2)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِي ثِقَاتِ ابْنِ حِبَّانَ : شُعَيْبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ، يَرْوِي عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ أَبَانَ الْبَلْخِيِّ الْجُعْفِيِّ، رَوٰى عَنْهُ يَعْقُوبُ بْنُ سُفْيَانَ، قُلْتُ : فَيَحْتَمِلُ أَنْ يَّكُونَ هُوَ، وَالظَّاهِرُ أَنَّهٗ غَيْرُهٗ .

”ثقات ابن حبان (309/8) میں ہے : شعیب بن ابراہیم کوفی ،محمد بن ابان بلخی جعفی سے روایت کرتا ہے اور اس سے یعقوب بن سفیان نے روایت کیا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہے۔(میں کہتا ہوں) ممکن ہے کہ یہ وہی راوی ہو، لیکن ظاہراً کوئی اور لگتا ہے۔‘‘

(لِسان المیزان : 3/145)

② سیف بن عمر باتفاقِ محدثین ضعیف، متروک اور وضاع ہے۔

③ سہل بن یوسف بن سہل بن مالک انصاری مجہول ہے۔

(لسان المیزان لابن حَجر : 3/122)

❁ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا یُعْرَفُ . ’’مجہول الحال ہے۔‘‘(الاستیعاب : 2/667)

ثابت ہوا خواب دیکھنے والے شخص کو بلال مزنی رضی اللہ عنہ قرار دینا درست نہیں۔

محمد بن منکدر کی طرف منسوب واقعہ:

❁ اسماعیل بن یعقوب تیمی سے مروی ہے:

كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ يَجْلِسُ مَعَ أَصْحَابِهٖ، فَكَانَ يُصِيبُهُ الصَّمَاتُ، فَكَانَ يَقُوْمُ كَمَا هُوَ يَضَعُ خَدَّهٗ عَلٰى قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ يَرْجِعُ، فَعُوْتِبَ فِي ذٰلِكَ، فَقَالَ : إِنَّهٗ تُصِيبُنِي خَطَرٌ، فَإِذَا وَجَدْتُّ ذٰلِكَ؛ اِسْتَغَثْتُ بِقَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ يَأْتِي مَوْضِعًا فِي الْمَسْجِدِ فِي الصَّحْنِ، فَيَتَمَرَّغُ وَيَضْطَجِعُ، فَقِيْلَ لَهٗ فِي ذٰلِكَ، فَقَالَ : إِنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذَا الْمَوْضِعِ، قَالَ : أُرَاهُ فِي النَّوْمِ .

’’محمد بن منکدر اپنے ساتھیوں کے ہمراہ بیٹھتے، تو ان کو بہرے پن کا مرض لاحق

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہو جاتا۔ وہ وہاں سے اُٹھ کر نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک پر اپنے رخسار رکھتے، پھر واپس پلٹ آتے۔ اس فعل پر انہیں ملامت کیا گیا، تو انہوں نے کہا: جب مجھے اس مرض کا خطرہ محسوس ہوتا ہے، تو میں نبی کریم ﷺ کی قبر پر جا کر فریاد کرتا ہوں۔ اسی طرح وہ مسجد کے صحن میں مٹی میں پلٹیاں مارتے اور وہاں لیٹ جاتے۔ ان سے اس بارے میں پوچھا گیا، تو انہوں نے کہا: اس جگہ میں نے نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا تھا۔''

(التّاريخ الكبير لابن أبي خيثمة : 2/258-259، ت : 2778، تاريخ ابن عساكر : 50/56، سِيَر أعلام النُّبَلاء للذّهبي : 5/358-359)

یہ اثر سخت ضعیف اور منکر ہے۔ اسماعیل بن یعقوب تیمی مجروح ہے۔

❀ امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ ضَعِيفُ الْحَدِيْثِ . ''یہ ضعیف الحدیث ہے۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 2/204)

❀ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ نے اسے الضُّعَفاء (1/123) میں ذکر کیا ہے۔

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ أَبُوْ حَاتِمٍ، وَلَهُ حِكَايَةٌ مُّنْكَرَةٌ عَنْ مَّالِكٍ، سَاقَهَا الْخَطِيْبُ .

''اسے امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ نے ضعیف کہا ہے۔ اس نے امام مالک رحمہ اللہ سے ایک منکر حکایت بیان کی ہے، جسے خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے۔''

(ميزان الاعتدال : 1/254)

تنبیہ:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

❀ امام عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سَأَلْتُهُ عَنِ الرَّجُلِ يَمَسُّ مِنْبَرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَتَبَرَّكُ بِمَسِّهٖ وَيُقَبِّلُهُ وَيفْعَلُ بِالْقَبْرِ مِثْلَ ذٰلِك أَوْ نَحْوَ هٰذَا يُرِيْدُ بِذٰلِكَ التَّقَرُّبَ إِلَى اللّٰهِ جَلَّ وَعَزَّ، فَقَالَ: لَا بَأْسَ بذٰلِكَ.

''میں نے امام احمد رحمہ اللہ سے اس آدمی کے متعلق سوال کیا کہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کو چھونے سے تبرک حاصل کرتا ہے، اسے بوسہ دیتا اور قبرِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی ایسے کام سرانجام دیتا ہے، اگر وہ اس سے تقرب الی اللہ کا ارادہ رکھتا ہے تو کیا یہ جائز ہے؟ اس پر انہوں نے کہا: ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔''

(العِلَل ومعرفة الرّجال: 294/2، ت: 3243)

اس روایت کی بنا پر قبر نبوی کو چھونے کی نسبت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی طرف کرنا درست نہیں، اس کی وضاحت دوسری روایت سے ہو جاتی ہے۔

❀ امام ابوبکر اثرم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللّٰهِ يَعْنِي أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ: قَبْرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُمَسُّ وَيُتَمَسَّحُ بِهٖ؟ فَقَالَ: مَا أَعْرِفُ هٰذَا، قُلْتُ لَهٗ: فَالْمِنْبَرُ؟ فَقَالَ: أَمَّا الْمِنْبَرُ فَنَعَمْ قَدْ جَاءَ فِيهِ.

''میں نے امام ابوعبداللہ احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے پوچھا: قبر نبوی کو (تبرک کے لیے) ہاتھ سے چھونا کیسا ہے؟ فرمایا: اس بارے میں مجھے (سلف سے کسی روایت کا) علم نہیں، میں نے پوچھا: منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ فرمایا: ہاں، منبر کو چھونا جائز ہے، اس بارے میں آثار ہیں۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(اقتضاء الصّراط المُستقيم لابن تيمية : 244/2)

امام ابو بکر اثرم رحمہ اللہ والی روایت نص ہے کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ قبر نبوی کو چھونا جائز نہیں سمجھتے تھے اور منبر رسول ﷺ کو چھونا درست سمجھتے تھے، جبکہ امام عبد اللہ بن احمد رحمہ اللہ کی مذکورہ بالا روایت میں ابہام ہے۔

یہ بھی ممکن ہے کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے جواز کی بات صرف منبر رسول ﷺ کو چھونے اور بوسہ دینے کے متعلق کی ہو، مگر امام عبد اللہ بن احمد رحمہ اللہ سے خطا ہو گئی ہو اور انہوں نے قبر رسول ﷺ کا ذکر بھی منبر رسول کے ساتھ کر دیا ہو۔

دونوں روایتوں میں تطبیق کی ایک صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ پہلے قبر رسول ﷺ کو چھونا جائز سمجھتے ہوں، بعد میں رجوع کر لیا ہو۔

بالفرض اگر امام عبد اللہ بن احمد رحمہ اللہ کی روایت کو درست مان لیا جائے، تب بھی یہ امام اہل سنت احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی علمی اور اجتہادی خطا ہے، اس مسئلہ میں سلف میں سے کوئی ان کا ہم خیال نہیں۔ خوب یاد رہے کہ ہر ایک کی بات کو قرآن وحدیث اور خیر القرون کے اسلاف پر پیش کیا جائے گا، اگر موافق ہو، تو قبول، ورنہ رد کر دی جائے گی۔

یہاں یہ بات بھی ذہن نشین رہے اگر ائمہ اہل سنت میں سے کسی کی بات قرآن وحدیث اور سلف صالحین کے مخالف ہو، تو وہ اس کی اجتہادی خطا ہے، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا حق گو عالم ہے، لیکن اگر وہی بات غالی، بدعتی، معاند اور متعصب کہے، تو وہ بدعت ہو گی، کیونکہ وہ حق سے چشم پوشی کرتا ہے، قرآن وحدیث اور سلف کے عقیدہ کو ردّ کرتا ہے۔ ایک کی بنیاد تقویٰ اور علم پر ہے، جبکہ دوسرے کی بنیاد جہالت اور تعصب پر ہے۔

✿ علامہ ابن مفلح رحمہ اللہ (۷۶۳ھ) فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اِتَّفَقُوا أَنَّهٗ لَا يُقَبِّلُهٗ وَلَا يَتَمَسَّحُ بِهٖ .

''اہل علم کا اتفاق ہے کہ قبر نبوی کو بوسہ نہیں دے گا اور نہ (تبرک کے لیے) چھوئے گا۔''

(الفروع : 66/6)

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهٗ كَانَ يَكْرَهُ مَسَّ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قُلْتُ : كَرِهَ ذٰلِكَ لِأَنَّهٗ رَآهُ إِسَائَةَ أَدَبٍ، وَقَدْ سُئِلَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ عَنْ مَسِّ الْقَبْرِ النَّبَوِيِّ وَتَقْبِيلِهٖ، فَلَمْ يَرَ بِذٰلِكَ بَأْسًا، رَوَاهُ عَنْهُ وَلَدُهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَحْمَدَ، فَإِنْ قِيلَ : فَهَلَّا فَعَلَ ذٰلِكَ الصَّحَابَةُ؟ قِيلَ : لِأَنَّهُمْ عَايَنُوهُ حَيًّا، وَتَمَلَّوْا بِهٖ، وَقَبَّلُوا يَدَهٗ، وَكَادُوا يَقْتَتِلُونَ عَلٰى وَضُوئِهٖ، وَاقْتَسَمُوا شَعْرَهُ الْمُطَهَّرَ يَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ، وَكَانَ إِذَا تَنَخَّمَ لَا تَكَادُ نُخَامَتُهٗ تَقَعُ إِلَّا فِي يَدِ رَجُلٍ، فَيُدَلِّكُ بِهَا وَجْهَهٗ، وَنَحْنُ، فَلَمَّا لَمْ يَصِحْ لَنَا مِثْلُ هٰذَا النَّصِيبِ الْأَوْفَرِ، تَرَامَيْنَا عَلٰى قَبْرِهٖ بِالِالْتِزَامِ وَالتَّبْجِيلِ وَالِاسْتِلَامِ وَالتَّقْبِيلِ، أَلَا تَرٰى كَيْفَ فَعَلَ ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ ؟ كَانَ يُقَبِّلُ يَدَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَيَضَعُهَا عَلٰى وَجْهِهٖ، وَيَقُولُ : يَدٌ مَسَّتْ يَدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهٰذِهِ الْأُمُورُ لَا يُحَرِّكُهَا مِنَ الْمُسْلِمِ؛ إِلَّا فَرْطُ حُبِّهٖ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذْ هُوَ مَأْمُورٌ بِأَنْ يُّحِبَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ أَشَدَّ مِنْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حُبِّهِ لِنَفْسِهٖ، وَوَلَدِهٖ، وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ .

''سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ منقول ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کو مَس کرنا ناپسند کرتے تھے۔ میں (حافظ ذہبی رحمہ اللہ) یہ کہتا ہوں کہ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ناپسند کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اسے بے ادبی خیال کرتے تھے، لیکن امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے قبرِ نبی کو مَس کرنے اور بوسہ دینے کے متعلق دریافت کیا گیا، تو انہوں نے اس میں کوئی حرج نہیں سمجھا۔ اس روایت کو ان سے ان کے بیٹے عبداللہ بن احمد رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے۔

اگر کوئی کہے: صحابہ نے کیوں ایسا نہیں کیا؟ تو اسے کہا جائے گا: وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرتے رہے۔ انہوں نے آپ کے مبارک ہاتھوں کو بوسے دیئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کے بچے پانی پر جھگڑے کے قریب جا پہنچتے۔ انہوں نے حجِ اکبر کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بابرکت بالوں کو تقسیم کیا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بلغم پھینکتے، تو صحابہ کرام اسے اپنے ہاتھوں پر مَل کر اپنے چہروں کے اوپر مَل لیتے، لیکن ہمارا اتنا نصیب کہاں؟ اب ہمارے مقدر میں آئی، تو صرف قبر کی مٹی کہ اس سے جسم کو چمٹا لیں، اس کی تکریم کریں، اُسے چھوئیں اور بوسہ دیں۔

کیا آپ ثابت بنانی رحمہ اللہ کے عمل کو نہیں دیکھتے کہ وہ سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں کو بوسہ دیتے، پھر انہیں اپنے چہرے پر پھیر لیتے اور ساتھ کہتے: یہ وہ ہاتھ ہیں، جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں کو چھوا ہے۔

یہ سارے کام ایک مسلمان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت میں افراط کی وجہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے صادر ہو جاتے ہیں، کیونکہ اسے حکم دیا گیا ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے اپنی جان، اولاد اور تمام لوگوں سے بڑھ کر محبت کرے۔''

(مُعجم الشُّيوخ الكبير :73/1)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ کی اس عبارت سے عیاں ہوتا ہے کہ صحابہ کرام اور خیر القرون میں کوئی فرد وبشر ایسا نہیں گزرا، جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو مس کرنے، بوسہ دینے اور تبرک حاصل کرنے کو جائز سمجھتا ہو۔ان کا کہنا ہے کہ صحابہ کرام چونکہ تبرکات سے مستفید ہوتے رہے،اب ہمارے لئے یہ ہے کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک سے ایسا ایسا کریں۔

جس دلیل کی بنیاد پر انہوں نے یہ کہا،وہ ثابت نہیں،جیسا کہ ہم ابھی ذکر کرنے والے ہیں۔ جب وہ دلیل ثابت نہیں،تو مؤقف بے دلیل ہوا، بے دلیل مؤقف کا کیا اعتبار؟

دوسری بات یہ کہتے ہیں کہ اس میں اصل تبرک محبتِ رسول ہے،اس ضمن میں ہم کہتے ہیں کہ محبت رسول کا طریقہ کون متعین کرے گا؟ کیا ہر ایک محبت رسول کے دعویٰ میں جو اس کے دل میں آئے گا،کرے گا، یا اس کا کوئی سلف ہو گا یا پھر کوئی دلیل راہنما ہو گی؟ محبتِ رسول کا ہرگز ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو بوسہ دینا شروع کر دیں،اس کے ساتھ جسم ملتے رہیں۔محبت رسول کے اظہار کے لئے معیار صحابہ ہیں، وہ ایسا نہیں کرتے تھے، لہٰذا ہم بھی ایسا نہیں کریں گے، کیونکہ یہ دین نہیں ہے۔نہ ہی محبت رسول کا تقاضا ہے۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے جو ثابت بنانی والی روایت ذکر کی ہے، وہ حديث محمّد بن عبد اللّٰه الأنصاري (63)، شُعَب الإيمان للبيهقي (1492)، حِلية الأولياء لأبي نُعَيم الأصبهاني (327/2) اور تاريخ ابن عَساكِر (359/9) میں موجود ہے۔

اس میں جمیلہ مولاۃ انس مجہولہ ہے، لہٰذا یہ روایت بھی ثابت نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انبیا وصلحا سے متعلق بعض عقائد

ہمارے ہاں بہت سارے لوگ انبیا، رسل اور اولیا وصلحا کے بارے میں مختارِ خزائن الٰہی، اللہ تعالیٰ کی ذات کا مظہر، پناہِ عالم، ہر بلا کے دافع، جان و مال کے مالک، عالم میں تصرف اور تدبیر کرنے والے، دنیا و آخرت کی تمام نعمتیں عطا کرنے والے، اللہ تعالیٰ کے نائب، قسیم النار، شمس وقمر اور ملکوت السماوات والارض پر حکم چلانے والے، نفع ونقصان کی کنجیاں جن کے قبضہ اور مٹھی میں، حاجت روا، مشکل کشا، فریاد رس، روزی رساں، کارساز، مافوق الاسباب میں مدد کرنے والے، فتح و نصرت عطا کرنے والے، داتا، دستگیر، لجپال، غریب نواز اور اس جیسے دیگر عقائد رکھتے ہیں۔

ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ دور ونزدیک سے انہیں پکارنا، ان کے نام کی دہائی دینا، مشکل میں ان سے مدد مانگنا، انہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں سفارشی بنانا، ان سے دعائیں مانگنا، ان سے صحت وشفا کا سوال کرنا، ان کے سامنے اپنی حاجات رکھنا، ان سے خیر و برکت اور فتح وکامیابی کی امیدیں قائم کرنا، ان سے استعانت و التجا اور استغاثہ کرنا جائز ہے، وہ ان کے نام کی نذر اتارنے کے ساتھ ساتھ ان کے سامنے جھکتے اور سجدے کرتے ہیں۔

ان کے عقائد میں یہ بھی شامل ہے کہ اولیا دلوں کے بھیدوں سے واقف ہوتے ہیں، وہ ہمارے حالات سے بہ خوبی آگاہ ہیں، سارا جہاں ان کے سامنے ہے، وہ علم غیب رکھتے ہیں، سنتے ہیں اور جانتے ہیں۔

ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ صلحا واولیا کی قبروں کو پختہ کرنا، ان کی تزئین وزیبائش کرنا،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

ان پر قبے بنانا، ان کی طرف سفر کرنا، ان کی قبروں پر عرس و میلے لگانا، ان کی قبروں کی مجاوری اختیار کرنا، وہاں سبیلیں لگانا، قبروں پر چادریں اور پھول چڑھانا، ان پر چراغ جلانا، قبروں کا طواف، ان پر اعتکاف بیٹھنا، قبروں کو بوسے دینا، مَس کرنا، قبر کے سامنے باادب اور باوضو کھڑے ہونے کا اہتمام کرنا، قبروں پر نماز اور قرآن مجید کی تلاوت کرنا، دیگیں چڑھانا اور قبروں کو تریاقِ مجرب سمجھنا جائز ہے۔ ان کا خیال ہے کہ یہ اولیاء اللہ کی تعظیم وتکریم ہے، جو یہ اعتقاد نہ رکھے، وہ ایسا ویسا ہے۔

ان تمام چیزوں کو روا رکھنے کے لیے ناجائز تبرک اور ناجائز توسل کا چور دروازہ کھولا گیا ہے۔ تبرک نبی کریم ﷺ کی ذاتِ گرامی کے ساتھ خاص ہے، یہ وہ تعظیم ہے جس میں آپ کا کوئی شریک وسہیم نہیں۔ اس حوالے سے مدلل تحریر پیش کی جا چکی ہے۔ اس کے برعکس بعض لوگ اولیا وصالحین سے بھی تبرک کے قائل ہیں، ان کے دلائل ملاحظہ ہوں؛

دلیل نمبر ①:

❀ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ، فَيَغْزُو فِئَامٌ مِّنَ النَّاسِ، فَيَقُولُونَ: فِيكُمْ مَّنْ صَاحَبَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ، فَيُفْتَحُ لَهُمْ، ثُمَّ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ، فَيَغْزُو فِئَامٌ مِّنَ النَّاسِ، فَيُقَالُ: هَلْ فِيكُمْ مَّنْ صَاحَبَ أَصْحَابَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ، فَيُفْتَحُ لَهُمْ، ثُمَّ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ، فَيَغْزُو فِئَامٌ مِّنَ النَّاسِ، فَيُقَالُ: هَلْ فِيكُمْ مَّنْ صَاحَبَ مَنْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صَاحَبَ أَصْحَابَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ، فَيُفْتَحُ لَهُمْ.

''لوگوں پر ایک وقت ایسا آئے گا کہ لوگوں کی جماعتیں جہاد کریں گی۔ان سے کہا جائے گا: کیا تم میں کوئی رسول اللہ ﷺ کا صحابی ہے؟ وہ کہیں گے: جی ہاں! تو انہیں فتح نصیب ہو گی۔ پھر لوگوں پر ایک وقت ایسا آئے گا کہ لوگوں کی جماعتیں جہاد کریں گی، تو ان سے پوچھا جائے گا: کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے، جس نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کی صحبت اختیار کی ہو(تابعی ہو)؟ وہ کہیں گے: جی ہاں! تو انہیں فتح نصیب ہو گی۔ پھر لوگوں پر ایک وقت ایسا آئے گا کہ لوگوں کی جماعتیں جہاد کریں گی، تو ان سے پوچھا جائے گا: کیا تم میں کوئی شخص ایسا ہے، جو اصحابِ رسول کی صحبت اختیار کرنے والوں کی صحبت سے مشرف ہوا ہو(تبع تابعی ہو)؟ وہ کہیں گے: جی ہاں! تو انہیں فتح حاصل ہو گی۔''

(صحيح البخاري: 3649، صحيح مسلم: 2532)

تبصرہ:

کسی چیز کا مبارک اور بابرکت ہونا الگ چیز ہے، متبرک ہونا ایک الگ۔ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو خیر و برکت عطا فرما دیتے ہیں۔ان کے اعمالِ صالحہ، ان کی دعاؤں اور ان کے اخلاص کی وجہ سے معاشرے میں آسودگی آتی ہے۔اہل خیر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ انسانوں کو ڈھیروں برکات سے نوازتے ہیں، مگر اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ان سے تبرک حاصل کیا جائے۔صحابہ کرام اور تابعین عظام کے اعمالِ صالحہ کی بہ دولت اللہ تعالیٰ نے امت کو بھلائیاں عطا فرمائی ہیں۔ان کی دعاؤں اور اخلاص کی وجہ سے مسلمانوں کو فتح

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ونصرت نصیب ہوتی ہے۔

❁ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

هَلْ تُنْصَرُونَ وَتُرْزَقُونَ إِلَّا بِضُعَفَائِكُمْ.

''تمھیں نصرت و رزق تمھارے کمزوروں ہی کی وجہ سے عطا کیا جاتا ہے۔''

(صحيح البخاري: 2596)

❁ ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

ابْغُونِي ضُعَفَائَكُمْ، فَإِنَّكُمْ إِنَّمَا تُرْزَقُونَ وَتُنْصَرُونَ بِضُعَفَائِكُمْ.

''مجھے اپنے کمزور لوگوں میں تلاش کرو۔ بلاشبہ تمھیں کمزوروں کی وجہ سے رزق دیا جاتا ہے اور انھی کی وجہ سے تمھاری مدد کی جاتی ہے۔''

(مسند الإمام أحمد: 198/5، سنن أبي داوٗد: 2594، سنن النّسائي: 3181، سنن التّرمذي: 1702، وسندهٗ صحيحٌ)

امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''حسن صحیح''، امام ابن حبان رحمہ اللہ (4767) نے ''صحیح'' اور امام حاکم رحمہ اللہ (104/2، 105) نے ''صحیح الاسناد'' کہا ہے۔

ان دونوں حدیثوں کی وضاحت ایک اور حدیث میں یوں آتی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّمَا يَنْصُرُ اللّٰهُ هٰذِهِ الْأُمَّةَ بِضَعِيفِهَا، بِدَعْوَتِهِمْ وَصَلَاتِهِمْ وَإِخْلَاصِهِمْ.

''اللہ تعالیٰ اس امت کی مدد صرف اس کے کمزور لوگوں کی دعا، نماز اور ان کے اخلاص کی وجہ سے کرتا ہے۔''

(سنن النّسائي: 3180، حِلية الأولياء لأبي نُعَيم: 26/2، وسندهٗ صحيحٌ)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اتنی وضاحت کے بعد بھی اگر کوئی اس حدیث سے فوت شدگان یا زندوں کا تبرک ثابت کرے، تو اس کا یہ عمل دیانت علمی کے خلاف ہے۔ اس حدیث سے اولیا وصالحین کے تبرک کا جواز ثابت کرنا شرعی نصوص کی معنوی تحریف ہے۔ اس سے زندہ لوگوں کی دعا کا وسیلہ ثابت ہوتا ہے اور اسے اہل سنت والجماعت اہل حدیث جائز اور مشروع سمجھتے ہیں۔

❁❁❁❁❁❁❁

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دست بوسی کی شرعی حیثیت

دست بوسی مشروع ہے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كَانَتْ إِذَا دَخَلَتْ عَلَيْهِ؛ قَامَ إِلَيْهَا، فَأَخَذَ بِيَدِهَا، وَقَبَّلَهَا، وَأَجْلَسَهَا فِي مَجْلِسِهِ، وَكَانَ إِذَا دَخَلَ عَلَيْهَا؛ قَامَتْ إِلَيْهِ، فَأَخَذَتْ بِيَدِهِ، فَقَبَّلَتْهُ، وَأَجْلَسَتْهُ فِي مَجْلِسِهَا.

''فاطمہ رضی اللہ عنہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف کھڑے ہوتے، ان کے ہاتھ کو پکڑتے، اسے بوسہ دیتے اور انہیں اپنی جگہ پر بٹھاتے۔ اسی طرح جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں تشریف لے جاتے، تو سیدہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کھڑی ہوتیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑتیں، اسے بوسہ دیتیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔''

(سنن أبي داوٗد: 5217، السّنن الكبرٰى للنّسائي: 8311، 9192، سنن التّرمذي: 3872، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح غریب'' کہا ہے اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (6953) نے اسے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

فائدہ مہمہ:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ کسی صحابی سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھ کو چومنا ثابت نہیں، اس بارے میں وارد ساری کی ساری روایات ''ضعیف'' ہیں۔

البتہ سلف صالحین سے اہل علم وفضل کے ہاتھ چومنا ثابت ہے۔

❁ عاصم بن بہدلہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

مَا قَدِمْتُ عَلٰی أَبِي وَائِلٍ قَطُّ مِنْ سَفَرٍ؛ إِلَّا قَبَّلَ كَفِّي .

''میں جب بھی سفر سے واپس ابو وائل (شقیق بن سلمہ تابعی رحمہ اللہ) کے پاس پہنچا، تو انہوں نے میرا ہاتھ چوما۔''

(القُبل والمُعانقة والمُصافحة لابن الأعرابي : 5، وسندهٗ حسنٌ)

❁ حسین بن علی بن ولید جعفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رُبَّمَا فَعَلَهٗ لِي سُفْيَانُ، يَعْنِي ابْنَ عُيَيْنَةَ، يَعْنِي يُقَبِّلُ يَدَهٗ .

''بسا اوقات امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ میرا ہاتھ چوما کرتے تھے۔''

(القُبل والمُعانَقة والمُصافحة لابن الأعرابي : 7، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ، محدث ابو مسہر رحمہ اللہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

إِذَا خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ؛ اِصْطَفَّ النَّاسُ لَهٗ يُمْنَةً وَّيُسْرَةً، يُسَلِّمُوْنَ عَلَيْهِ، وَيُقَبِّلُوْنَ يَدَهٗ .

''جب آپ رحمہ اللہ مسجد کی طرف نکلتے، تو لوگ دائیں بائیں قطار بنا کر کھڑے ہوتے، آپ کو سلام کرتے اور آپ کے ہاتھ کو بوسہ دیتے۔''

(تقدمة الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم :291)

اہل علم وفضل، والدین، نیک بزرگوں اور اساتذۂ کرام کی عزت وتکریم کرتے ہوئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کا ہاتھ چومنا شرعاً مشروع اور جائز ہے، بشرطیکہ ان میں عجب وتکبر پیدا ہونے کا خدشہ نہ ہو۔ایسی صورت میں اجتناب ضروری ہو جائے گا۔

حصولِ تبرک کے لیے دست بوسی:

اگر کوئی شخص اولیا اور صالحین کے ہاتھ حصولِ تبرک کے لیے چومتا ہے، تو یہ اقدام غیر شرعی، ناجائز ہونے کے ساتھ ساتھ قبیح بدعت اور منکر فعل ہے۔اس کے بدعت ہونے کی دو وجہیں ہیں؛ پہلی یہ کہ تبرک آثارِ نبویہ کے ساتھ خاص ہے، اس تعظیم میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا جا سکتا۔دوسری یہ کہ خیر القرون میں کسی ثقہ مسلمان سے کسی کے ہاتھ تبرکاً چومنا ثابت نہیں۔سلف صالحین کی پیروی میں دین اپنانا چاہیے، کیونکہ وہ شریعت کے تقاضوں سے بہ خوبی واقف تھے اور انہیں پورا کرنے والے تھے۔

دست بوسی کے بارے میں چند روایات کی تحقیق:

ہاتھ چومنے کے متعلق چند روایات کی تحقیق پیش خدمت ہے:

① **حدیث ابن عمر:** (سنن أبي داوٗد: 2647)

سند سخت ضعیف ہے، یزید بن ابی زیاد ضعیف، سیء الحفظ اور مدلس ہے۔

② **حدیث اُسامۃ بن شریک:** (المُعجم الصّغیر للطّبراني: 2041، الرُّخصۃ في تقبیل الید لابن المُقري: 2، القُبل والمُعانَقۃ والمُصافَحۃ لابن الأعرابي: 3)

سند ضعیف ہے۔ابو سعید حارثی ضعیف ہے۔اس کی متابعت عمر بن یزید بن رفاعہ ابو ہشام رفاعی ضعیف نے کی ہے، لہٰذا یہ متابعت مفید نہیں۔

③ **حدیث زاہر بن حزام:** (المُعجم الکبیر للطّبراني: 274/5، معرفۃ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الصّحابة لأبي نُعَيم الأصبهاني : 3084، القُبل والمُصَافَحة لابن الأعرابي : 16)

سند ضعیف ہے، سالم بن ابی الجعد کثیر الارسال ہے۔ اس کا زاہر سے سماع ثابت نہیں ہو سکا۔

④ **حدیث الحسن البصری :** (القُبل والمُصَافَحة لابن الأعرابي : 24)

جھوٹی روایت ہے۔

(ا) حسن بصری کا عنعنہ ہے۔

(ب) عمرو بن عبید متروک ہے۔

(ج) سفیان بن عیینہ کا عنعنہ ہے۔

سند میں اور بھی خرابیاں ہیں۔

⑤ **حدیث کعب بن مالک :** (الرُّخصة في تقبيل اليد لابن المُقري : 1)

جھوٹی روایت ہے۔ اسحاق بن عبداللہ بن ابی فروہ متروک ہے۔

⑥ **حدیث زید العبدی :** (الأدب المُفرد للبخاري : 587، الرُّخصة في تقبيل اليد لابن المُقري : 6، مُسند أبي يعلٰى : 685، المُعجم الكبير للطّبراني : 346-345/20)

سند ضعیف ہے۔ ہود بن عبداللہ بن سعد عصری مجہول الحال ہے، اسے صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ”الثقات : ۵/۵۱۶“ میں ذکر کیا ہے۔

✿ حافظ ابن قطان فاسی رحمہ اللہ نے ”مجہول الحال“ قرار دیا ہے۔

(بيان الوَهم والإيهام : 1248)

✿ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

لَا يَكَادُ يُعْرَفُ .

''یہ معروف نہیں ہے۔''(میزان الاعتدال : 4/310)

⑦ حدیث جابر بن عبد اللہ: (تقبيل اليد لابن المُقري : 11)

روایت سخت ضعیف ہے۔

(ا) اعمش کا عنعنہ ہے۔

(ب) عبیداللہ بن سعید بن مسلم کوفی ضعیف ہے۔

(ج) صالح بن مبارک کے حالات نہیں مل سکے۔

آثار صحابہ:

① عبدالرحمٰن بن رزین سے مروی ہے کہ میں نے صحابیٔ رسول، سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کو سلام کیا، تو انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ باہر نکال کر فرمایا:

بَايَعْتُ بِهَاتَيْنِ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْرَجَ كَفًّا لَّهُ ضَخْمَةً، كَأَنَّهَا كَفُّ بَعِيرٍ، فَقُمْنَا إِلَيْهَا فَقَبَّلْنَاهَا .

''میں نے ان دونوں ہاتھوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی ہے۔انہوں نے اپنی ہتھیلی کو باہر نکالا جو اونٹ کی ہتھیلی کی مانند موٹی تھی۔ہم نے کھڑے ہو کر ان کی ہتھیلی کو بوسہ دیا۔''

(الأدب المفرد للبخاري : 973)

سند ضعیف ہے۔عبدالرحمٰن بن رزین ''مجهول الحال'' ہے، اسے صرف ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات : ۵/۸۲'' میں ذکر کیا ہے۔

✿ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے ''مجہول'' قرار دیا ہے۔(سنن الدّارقطني : 1/198)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

② یونس بن میسرہ سے مروی ہے کہ ایک روز سیدنا یزید بن اسود رضی اللہ عنہ کے پاس ہمارا آنا ہوا۔ ان کے پاس سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ تشریف لائے:

فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيْهِ؛ مَدَّ يَدَهُ، فَأَخَذَ يَدَهُ، فَمَسَحَ بِهَا وَجْهَهُ وَصَدْرَهُ، لِأَنَّهُ بَايَعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

''سیدنا یزید بن اسود رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھ کر اپنا ہاتھ ان کی طرف دراز کیا اور ان کا ہاتھ پکڑ کر اپنے چہرے اور سینے پر مَل لیا، کیونکہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی ہوئی تھی۔''

(حِلية الأولياء لأبي نُعَيم: 306/9)

جھوٹی روایت ہے، اسے بیان کرنے والے عمرو بن واقد قرشی ابوحفص اور موسیٰ بن عیسیٰ بن نذر دونوں متروک ہیں۔

③ ثابت بنانی رحمہ اللہ سے مروی ہے:

إِنَّهُ قَالَ لِأَنَسٍ: أَمَسَسْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِكَ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَقَبَّلَهَا.

''انہوں نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ہاتھ سے چھوا تھا؟ فرمایا: جی ہاں! اس پر انہوں نے ان کا ہاتھ چوم لیا۔''

(الأدب المُفرد للبخاري: 974)

سند ضعیف ہے۔

۱۔ علی بن زید بن جدعان ''ضعیف'' ہے۔

۲۔ سفیان بن عیینہ ''مدلس'' ہیں، سماع کی تصریح نہیں مل سکی۔

④ یحییٰ بن حارث ذماری رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ میری واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ملاقات ہوئی، تو میں نے ان سے کہا:

أَمَسَسْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِكَ؟

''کیا آپ کے ہاتھ نے نبی کریم ﷺ کو چھوا ہے؟''

انہوں نے فرمایا: جی ہاں! تو میں نے ان کا ہاتھ چوم لیا۔

(المُعجم الكبير للطّبراني : 94/22)

سند ضعیف ہے۔ ابو عبدالملک القاری نامعلوم ہے۔

✿ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ أَعْرِفْهُ . ''میں اسے نہیں جانتا۔'' (مجمع الزوائد : 42/8)

پیٹ کا بوسہ:

✿ عمیر بن اسحاق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ مَعَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ، فَلَقِيَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، فَقَالَ : أَرِنِي؛ أُقَبِّلْ مِنْكَ، حَيْثُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُ، قَالَ : فَقَالَ بِقَمِيصِهٖ، قَالَ : فَقَبَّلَ سُرَّتَهٗ .

''میں سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے ہمراہ تھا۔ ہماری ملاقات سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ انہوں نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے کہا: مجھے اپنے جسم کی وہ جگہ دکھایئے، جہاں میں نے رسول اللہ ﷺ کو بوسہ دیتے دیکھا ہے، تاکہ میں بھی وہیں پر آپ کو بوسہ دوں۔ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے اپنی قمیص اٹھائی، تو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کی ناف پر بوسہ دیا۔''

(مُسند الإمام أحمد : 255/2، 427، 488، 494، السّنن الكبرٰى للبيهقي : 232/2، وسندهٗ حسنٌ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (6965) اور امام حاکم رحمہ اللہ (168/3) نے "صحیح" کہا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا حسن رضی اللہ عنہ کو یہ بوسہ دینا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں تھا کہ جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بوسہ دیا، میں بھی وہاں بوسہ دوں، چنانچہ انہوں نے اس جگہ بوسہ دے دیا۔

❁❁❁❁❁❁❁

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قدم بوسی کی شرعی حیثیت

تعظیم کی نیت سے کسی کے پاؤں چومنا ناجائز اور غیر مشروع ہے۔بعض روایات میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے ذکر ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں چوما کرتے تھے،لیکن یہ روایات ثابت نہیں ہیں ۔صحابہ کرام،تابعین عظام اور تبع تابعین کے تین بہترین ادوار میں بھی اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔

اس سلسلہ میں وارد روایات کا جائزہ پیش خدمت ہے :

روایت نمبر ①:

سیدنا صفوان بن عسال مرادی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دو یہودیوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نو آیات بینات کے متعلق سوال کیے،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جوابات دے دیے،تو :

قَبَّلَا یَدَیْهِ وَرِجْلَیْهِ .

”انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دیا۔“

(مُسند الإمام أحمد : 4/239-240، سنن التّرمذي : 2733، السّنن الكبرٰی للنّسائي : 3527، سنن ابن ماجه : 3705، مختصرًا)

حدیث منکر ہے۔عبد اللہ بن سلمہ کا آخری عمر میں حافظہ خراب ہو گیا تھا،ان کے شاگرد عمرو بن مرہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَمَةَ قَدْ كَبِرَ، وَكَانَ یُحَدِّثُنَا، فَنَعْرِفُ وَنُنْكِرُ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

”عبد اللہ بن سلمہ بوڑھے ہو گئے تھے۔ وہ ہمیں حدیث بیان کرتے، تو ہمیں ان سے کچھ معروف اور کچھ منکر حدیثیں ملتیں۔“

(مُسند عليّ بن الجعد : 66، العِلَل للإمام أحمد برواية عبد اللّٰه : 1824، الجامع لأخلاق الرّاوي وآداب السّامع للخطيب : 1920، واللّفظ لهٗ)

❀ امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تَعْرِفُ وَتُنْكِرُ . ”یہ معروف اور منکر روایات بیان کرتے ہیں۔“

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 74/5)

❀ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يُتَابَعُ فِي حَدِيثِهٖ .

”(ثقات کی طرف سے) ان کی روایات کی متابعت نہیں کی گئی۔“

(التّاريخ الكبير : 99/5)

❀ امام نسائی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ”منکر“ کہا ہے۔

(السّنن الكبرٰى : 3527)

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”اس حدیث میں اشکال ہے۔ عبد اللہ بن سلمہ کے حافظے میں کچھ خرابی تھی، محدثین نے ان پر جرح بھی کی ہے۔ ممکن ہے کہ انہیں نو آیات اور دس کلمات میں اشتباہ ہو گیا ہو، کیونکہ دَس کلمات تو تورات میں وصیت کی صورت میں ہیں، ان کا فرعون کے خلاف دلیل بننے سے کوئی تعلق ہی نہیں۔“

(تفسير ابن كثير : 124/5)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

صَدُوقٌ، تَغَيَّرَ حِفْظُهٗ. ”سچے تھے، لیکن حافظے میں خرابی ہو گئی تھی۔“

(تقریب التّہذیب: 3364)

✿ امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”میں نے امام ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب الحافظ کو سنا، ان سے محمد بن عبید اللہ سوال کر رہے تھے کہ امام بخاری و مسلم رحمہما اللہ نے سیدنا صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث کو بالکل ہی کیوں چھوڑ دیا تھا؟ اس پر انہوں نے فرمایا: کیونکہ اس کی سند خراب تھی۔“ (المُستدرك على الصّحيحين: 15/1)

اس کے بارے میں امام حاکم رحمہ اللہ کی توجیہ درست نہیں۔

معلوم ہوا کہ عبد اللہ بن سلمہ کی جس حدیث کو محدثین منکر قرار دیں گے، وہ ضعیف ہو گی اور باقی حسن ہوں گی۔

روایت نمبر ②:

سیدنا زارع بن عامر رضی اللہ عنہ، جو وفدِ عبد قیس میں شامل تھے، سے مروی ہے:

لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ، فَجَعَلْنَا نَتَبَادَرُ مِنْ رَّوَاحِلِنَا، فَنَتَقَبَّلُ يَدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَهٗ.

”ہم مدینہ منورہ پہنچے، تو جلدی میں اپنے کجاؤوں سے نکلے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پاؤں چومنے لگے۔“

(سنن أبي داوٗد: 5225، القُبل والمُعانقة والمُصافحة لابن الأعرابي: 41، الأدب المُفرد للبخاري: 975)

سند ضعیف ہے۔ امِ ابان بنت وازع کی کسی محدث نے توثیق نہیں کی۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے امِ ابان کو ''مجہولات'' میں شمار کیا ہے۔

(میزان الاعتدال : 611/4)

روایت نمبر ③:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دیہاتی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگا: اللہ کے رسول! میں مسلمان ہوں۔ مجھے کوئی ایسی چیز دکھائیں، جس سے میرا ایمان بڑھ جائے۔ فرمایا: کیا چاہتے ہو؟ کہنے لگا: آپ اس درخت کو بلائیں، وہ آپ کے پاس آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے درخت کو بلایا، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور سلام کہا، آپ نے اسے واپس اپنی جگہ جانے کا کہا، تو چلا گیا، تب اس دیہاتی نے کہا:

اِئْذَنْ لِي أَنْ أُقَبِّلَ رَأْسَكَ وَرِجْلَيْكَ .

''مجھے اجازت دیجیے کہ میں آپ کا سر اور پاؤں چوموں۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اجازت دی، تو اس نے ایسا کرلیا۔

(مُسند الدّارمي : 1472، القبل لابن الأعرابي : 42، تقبيل اليد لابن المُقري : 5، المُستدرك للحاكم : 172/4، دلائل النبوّة لأبي نعيم الأصبهاني :291)

سند ضعیف ہے۔ صالح بن حیان قرشی ضعیف ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''صحیح الاسناد'' کہا، تو حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے فرمایا:

بَلْ وَاهٍ، وَفِي إِسْنَادِهٖ صَالِحُ بْنُ حَيَّانَ مَتْرُوكٌ .

''بلکہ یہ روایت ضعیف ہے، اس کی سند میں صالح بن حیان متروک ہے۔''

❁ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' کہا ہے۔

(تاريخ ابن معين برواية الدّارمي، ص 134، ت : 434)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ امام نسائی رحمہ اللہ نے ”غیر ثقہ“ کہا ہے۔

(الضّعفاء والمتروکون : 295)

❁ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

عَامَّةُ مَا يَرْوِيهِ غَيْرُ مَحْفُوظٍ .

”اس کی بیان کردہ اکثر روایات غیر محفوظ ہیں۔“

(الكامل في ضعفاء الرّجال : 55/4)

❁ امام بخاری رحمہ اللہ نے ”فیہ نظر“ فرمایا ہے۔

(التّاريخ الكبير : 275/4)

❁ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے ”لیس بالقوی“ کہا ہے۔

(الضّعفاء والمتروكون : 289)

❁ امام ابو حاتم رحمہ اللہ نے بھی یہی فرمایا ہے۔

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 398/4)

❁ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

يَرْوِي عَنِ الثِّقَاتِ أَشْيَاءَ لَا تُشْبِهُ حَدِيثَ الْأَثْبَاتِ، لَا يُعْجِبُنِي الْاحْتِجَاجُ بِهٖ إِذَا انْفَرَدَ .

”ثقہ راویوں سے منسوب ایسی روایات نقل کرتا ہے، جو ثقہ راویوں کی احادیث سے میل نہیں کھاتیں۔ مجھے اس حدیث سے استدلال کرنا پسند نہیں، جس کے بیان میں یہ منفرد ہو۔“

(كتاب المَجروحين : 369/1)

❁ امام حربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

لَهٗ أَحَادِيثُ مُنْكَرَةٌ. ''اس نے منکر احادیث بیان کی ہیں۔''

(تهذيب التّهذيب لابن حَجَر : 387/4)

❁ امام عجلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

جَائِزُ الْحَدِيثِ، يُكْتَبُ الْحَدِيثُ، وَلَيْسَ بِالْقَوِيِّ، وَهُوَ فِي إِعْدَادِ الشُّيُوخِ.

''یہ جائز الحدیث ہے، اس کی حدیث لکھ لی جائے گی، مگر قوی نہیں۔ اس کا شمار شیوخ میں ہوتا ہے۔'' (تاريخ العِجلي : 225)

❁ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

هُوَ ضَعِيفٌ، وَلَمْ يُوَثِّقْهُ أَحَدٌ. ''ضعیف ہے، کسی نے توثیق نہیں کی۔''

(مَجمع الزّوائد :105/1)

روایت نمبر ④ :

سیدنا عامر بن طفیل رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام کے واقعہ میں بیان کیا گیا ہے :

أَتٰى، فَقَبَّلَ قَدَمَيْهِ.

''وہ آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں قدم چومے۔''

(الرُّخصة في تقبيل اليد لابن المُقرئ : 14، المُعجم لأبي يعلى : 89)

سند سخت ضعیف ہے۔

① ام ہیثم بنت عبد الرحمٰن بن فضالہ سعدیہ کے حالات زندگی نہیں مل سکے۔

②، ③ ابو عبد الرحمٰن بن فضالہ اور ابو فضالہ بن عبد اللہ وغیرہ کی توثیق درکار ہے۔

روایت نمبر ⑤:

ابو برہ یسار مولیٰ عبد اللہ بن سائب مخزومی سے مروی ہے :

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

دَخَلْتُ مَعَ مَوْلَايَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ السَّائِبِ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُمْتُ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَبَّلْتُ رَأْسَهٗ وَيَدَهٗ وَرِجْلَهٗ.

''میں اپنے مولیٰ عبداللہ بن سائب کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی طرف گیا اور آپ کا سر، ہاتھ اور پاؤں چوم لیے۔''

(الرُّخصة في تقبيل اليد لابن المقري : 24)

سند سخت ضعیف ہے۔

① ابو الحسن احمد بن محمد بن عبداللہ بن قاسم ضعیف ہے۔

❀ امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعِيفُ الْحَدِيثِ، وَلَسْتُ أُحَدِّثُ عَنْهُ.

''اس کی حدیث ضعیف ہوتی ہے۔ میں اس سے روایت نہیں لیتا۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 71/2)

❀ امام عقیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مُنْكَرُ الْحَدِيثِ، يُوصِلُ الْأَحَادِيثَ.

''یہ منکر الحدیث ہے۔ یہ منقطع احادیث کو موصول بیان کر دیتا تھا۔''

(الضّعفاء الكبير : 71/2)

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اس کی ایک حدیث کے بارے میں لکھا ہے:

مَا هٰذَا الْحَدِيثُ بِبَعِيدٍ مِنَ الْوَضْعِ.

''بعید نہیں کہ یہ حدیث گھڑنتل ہی ہو۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(تاریخ الإسلام: 1096/5)

② احمد کے باپ محمد بن عبد اللہ بن قاسم کے حالات نہیں مل سکے۔

③ احمد کے دادا عبد اللہ بن قاسم کی توثیق نہیں ملی۔

روایت نمبر ⑥:

مفسر امام اسماعیل بن عبد الرحمٰن بن ابی کریمہ سدی رحمہ اللہ (۱۲۷ھ) سے سورت مائدہ (111) کی تفسیر میں مروی ہے:

''ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: میرا باپ کون ہے؟ فرمایا: فلاں۔ اس پر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھے اور پاؤں چوم لیا۔''

(تفسير الطّبري: 17/9)

سدی رحمہ اللہ تابعی ہیں اور بلاواسطہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کر رہے ہیں، لہٰذا یہ روایت مرسل ہے، جو کہ ضعیف حدیث کی ایک قسم ہے۔

روایت نمبر ⑦:

صہیب مولیٰ عباس سے مروی ہے:

رَأَيْتُ عَلِيًّا يُّقَبِّلُ يَدَ الْعَبَّاسِ وَرِجْلَيْهِ، وَيَقُولُ: يَا عَمِّ! ارْضَ عَنِّي.

''میں نے دیکھا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ اور پاؤں چومتے ہوئے کہہ رہے تھے: چچا جان! مجھ سے راضی ہو جائیے۔''

(الأدب المُفرد للبخاري: 976، الرُّخصة في تقبيل اليد لابن المُقري: 15، تاريخ دِمَشق لابن عساكر: 372/26)

سند ضعیف ہے، صہیب مولیٰ عباس کو صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۴/۳۸۱'' میں ذکر کیا ہے، لہٰذا ''مجہول الحال'' ہے۔

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

صُهَيْبٌ لَّا أَعْرِفُهُ. ''صہیب کو میں نہیں جانتا۔''

(سير أعلام النُّبلاء: 94/2)

روایت نمبر ⑧:

امام مسلم بن حجاج رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

جَاءَ إِلَى مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ الْبُخَارِيِّ، فَقَبَّلَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ، وَقَالَ: دَعْنِي حَتّٰى أُقَبِّلَ رِجْلَيْكَ يَا أَسْتَاذَ الْأُسْتَاذِينِ، وَسَيِّدَ الْمُحَدِّثِينَ، وَطَبِيبَ الْحَدِيثِ فِي عِلَلِهِ.

''آپ رحمہ اللہ امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ کے پاس آئے، ان کے ماتھے کا بوسہ لیا اور کہا: اجازت دیجئے کہ میں آپ کے پاؤں چوم لوں، اے استاذوں کے استاذ، اے محدثین کے سردار اور اے علل حدیث کے ماہر!''

(مَعرفة عُلوم الحديث للحاكم، ص 113، تاريخ بغداد للخطيب: 121/15، تاريخ ابن عَساكِر: 68/52، التّقييد لِمَعرِفة رُواة السّنن والمَسانيد لابن نُقطة: 331، وسندهٗ حسنٌ)

امام مسلم رحمہ اللہ نے ایسا محض فرط جذبات میں کہہ دیا، نیز اس میں یہ کہیں نہیں کہ امام مسلم رحمہ اللہ نے امام بخاری رحمہ اللہ کے قدموں کو چوما ہو، البتہ ماتھے پر بوسہ دیا ہے۔

تعظیم کی نیت سے قدم بوسی بے ثبوت عمل ہے، صحابہ، تابعین اور خیر القرون کے مسلمانوں میں یہ عمل نہیں ملتا۔

بعض شبہات:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

قدم بوسی کے متعلق روایات کا محدثین کے اصولوں کے مطابق جائزہ لینے کے بعد معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام سے کچھ ثابت نہیں۔ سلف سے بھی باسندِ صحیح اس کا کوئی ثبوت نہیں ملا۔ لہٰذا اولیا وصالحین کے پاؤں چومنا جائز نہیں۔

✿ مفتی احمد یار خان نعیمی بریلوی صاحب (۱۹۷۱ء) لکھتے ہیں:

''اولیاء اللہ کے ہاتھ پاؤں چومنا اور اس طرح ان کے بعد ان کے تبرکات بال ولباس وغیرہ کو بوسہ دینا، ان کی تعظیم کرنا مستحب ہے۔ احادیث اور عمل صحابہ کرام سے ثابت ہے، لیکن بعض لوگ اس کا انکار کرتے ہیں۔''

(جاء الحق: 368/1)

اولیاء اللہ کے ہاتھ چومنا جائز ہے، لیکن اسے بھی عبادت نہیں بنانا چاہیے۔ رہا پاؤں چومنا، تو یہ ثابت ہی نہیں، چہ جائیکہ مستحب ہو! جہاں تک تبرکات کی بات ہے، تو وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ خاص ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد خلفائے راشدین جیسے کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی چھوڑی ہوئی چیزوں کو کسی صحابی یا تابعی نے تبرک نہیں بنایا۔

✿ مفتی نعیمی بریلوی صاحب مزید لکھتے ہیں:

''ان احادیث ومحدثین وعلماء کی عبارات سے ثابت ہوا کہ بزرگان کے ہاتھ پاؤں اور ان کے لباس، نعلین، بال غرضیکہ سارے تبرکات، اسی طرح کعبہ معظّمہ، قرآنِ مجید، کتبِ احادیث کے اوراق کا چومنا جائز اور باعث برکت ہے، بلکہ بزرگانِ دین کے بال ولباس وجمیع تبرکات کی تعظیم کرنا۔''

(جاء الحق: 399/1)

نبی کریم ﷺ کے آثار مبارکہ کے علاوہ کسی بھی ولی وصالح انسان کے آثار سے تبرک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

حاصل کرنا جائز نہیں، تو بوسہ دینا کیسے جائز ہوا؟ کعبہ معظّمہ، قرآنِ مجید اور کتبِ احادیث کے اوراق چومنے پر کوئی دلیل شرعی نہیں، یہ غیر مشروع عمل ہے۔ اگر یہ کوئی نیک کام ہوتا، تو صحابہ و تابعین جیسے اسلافِ امت اس سے کیونکر غافل رہتے؟

❀ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو بوسہ دیا، تو فرمایا:

لَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُكَ، مَا قَبَّلْتُكَ.

''اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے نہ دیکھتا، تو میں تجھے کبھی بوسہ نہ دیتا۔'' (صحيح البخاري: 1597، صحيح مسلم: 1270)

معلوم ہوا کہ جس چیز کا بوسہ شریعت سے ثابت نہ ہو، اسے بوسہ دینا ناجائز اور غیر مشروع ہے۔

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ شَيْخُنَا فِي شَرْحِ التِّرْمِذِيِّ: فِيهِ كَرَاهِيَةُ تَقْبِيلِ مَا لَمْ يَرَهُ الشَّرْعُ بِتَقْبِيلِهِ.

''ہمارے شیخ (حافظ عراقی رحمہ اللہ) جامع ترمذی کی شرح میں فرماتے ہیں: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جس چیز کو بوسہ دینے کی تعلیم شریعت نے نہ دی ہو، اسے بوسہ دینا مکروہ ہے۔'' (فتح الباري: 463/3)

❀ استدلال کے سقم کی ایک اور مثال ملاحظہ ہو:

''تبرکات کا چومنا جائز ہے۔ قرآنِ کریم فرماتا ہے: ﴿وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ﴾ یعنی اے بنی اسرائیل! تم بیت المقدس کے دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو اور کہو: ہمارے گناہ معاف ہوں۔ اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آیت سے پتہ لگا کہ بیت المقدس، جو انبیائے کرام کی آرامگاہ ہے، اس کی تعظیم اس طرح کرائی گئی کہ وہاں بنی اسرائیل کو سجدہ کرتے ہوئے جانے کا حکم دیا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ متبرک مقامات پر توبہ جلد قبول ہوتی ہے۔''

(جاء الحق از نعیمی :368/1)

جس جگہ سجدے کا حکم دیا گیا تھا، وہاں انبیا کی قبریں ہیں، بالکل بے دلیل مفروضہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم تھا کہ آپ اس شہر میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہوں۔ اولیا کی قبروں والی بات کسی مسلمان مفسر نے نہیں کی۔ مفسرین نے اس سجدہ کو سجدۂ شکر قرار دیا ہے۔

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

أَيْ شُكْرًا لِّلّٰهِ تَعَالٰى عَلٰى مَا أَنْعَمَ بِهٖ عَلَيْهِمْ مِّنَ الْفَتْحِ وَالنَّصْرِ، وَرَدَّ بَلَدَهُمْ إِلَيْهِمْ، وَانْقَاذَهُمْ مِّنَ التِّيهِ وَالضَّلَالِ.

''اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے سجدے کا حکم دیا گیا کہ اللہ نے انہیں فتح ونصرت عطا فرمائی، انہیں ان کا علاقہ واپس دے دیا اور پستی وگمراہی سے نجات دی۔''(تفسير ابن كثير :247/1، طبعة المهدي)

اہل علم نے نبی ﷺ کی قبر کو بوسہ دینا اور اسے چھونا مکروہ اور بدعت خیال کیا ہے۔

زمین بوسی:

علما وعظما کے سامنے زمین کو بوسہ دینا حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔

❀ احناف کی معتبر کتب میں لکھا ہے:

كَذَا مَا يَفْعَلُونَهٗ مِنْ تَقْبِيلِ الْأَرْضِ بَيْنَ يَدَيِ الْعُلَمَاءِ وَالْعُظَمَاءِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَحَرَامٌ، وَالْفَاعِلُ وَالرَّاضِي بِهٖ آثِمَانِ، لِأَنَّهٗ يُشْبِهُ عِبَادَةَ الْوَثَنِ، وَهَلْ يُكَفَّرَانِ؟ عَلٰى وَجْهِ الْعِبَادَةِ وَالتَّعْظِيمِ كُفْرٌ، وَإِنْ عَلٰى وَجْهِ التَّحِيَّةِ لَا، وَصَارَ آثِمًا مُّرْتَكِبًا لِّلْكَبِيرَةِ.

''اسی طرح جو علما و عظما کے سامنے زمین بوسی کا عمل کیا جاتا ہے، یہ بھی حرام ہے۔ اسے کرنے والا اور اس پر راضی ہونے والا، دونوں گناہ گار ہیں، یہ بت پرستی کے مشابہ ہے۔کیا ایسا کرنے والے کو کافر کہا جائے گا؟ [اس میں تفصیل ہے]۔ اگر وہ عبادت اور تعظیم کی بنا پر ایسا کر رہا ہے، تو یہ عمل کفر ہے اور اگر بطورِ تحیہ ہے تو حرام نہیں، لیکن ایسا کرنے والا گناہ گار، بلکہ کبیرہ گناہ کا مرتکب ہو گا۔''

(ردّ المحتار لابن عابدين : 383/6، تَبيين الحقائق للزّيلعي : 25/6، مَجمع الأنهر لشيخي زاده : 542/2، البِناية للعَيْني : 198/12)

❁ ایک کتاب میں لکھا ہے:

تَقْبِيلُ الْأَرْضِ بَيْنَ يَدَيِ الْعُلَمَاءِ وَالزُّهَّادِ فِعْلُ الْجُهَّالِ، وَالْفَاعِلُ وَالرَّاضِي آثِمَانِ.

''علما و زہاد کے سامنے زمین بوسی جاہلوں کا فعل ہے اور ایسا کرنے والا اور اس پر راضی ہونے والا، دونوں گناہ گار ہیں۔'' (فتاویٰ عالمگیری: 369/5)

❁ علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ (۸۵۵ھ) فرماتے ہیں:

لِأَنَّهٗ يُشْبِهُ عِبَادَةَ الْوَثَنِ.

''کیونکہ یہ بتوں کی عبادت کے مشابہ ہے۔'' (البِناية في شرح الهِداية : 198/12)

الحاصل:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم ﷺ کی قدم بوسی کے بارے میں کوئی روایت ثابت نہیں۔ صحابہ کرام، تابعین عظام اور تبع تابعین کے دور میں قدم بوسی کا وجود نہیں ملتا۔ یوں قدم بوسی اور زمین بوسی ناجائز اعمال وافعال ہیں۔

❁❁❁❁❁❁❁

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اجساد اولیا سے منسوب تبرکات

اجساد اولیا سے منسوب اشیا سے تبرک جائز نہیں، بلکہ بدعت ہے،سلف صالحین سے قطعاً اس کا ثبوت نہیں،اس بارے میں بعض الناس کے دلائل کا جائزہ پیش خدمت ہے:

امام شافعی رحمہ اللہ کا واقعہ:

امام شافعی رحمہ اللہ کے شاگردِ رشید، ربیع بن سلیمان رحمہ اللہ سے مروی ہے:

''امام شافعی رحمہ اللہ مصر تشریف لائے۔انہوں نے مجھے کہا: میرا یہ خط سلامتی سے ابوعبداللہ احمد بن حنبل تک پہنچا دو اور مجھے جواب لا کر دو۔میں وہ خط لے کر بغداد پہنچا،تو نمازِ فجر کے وقت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے میری ملاقات ہوئی۔ جب وہ حجرہ سے باہر تشریف لائے،تو میں نے خط ان کے سپرد کرتے ہوئے کہا: یہ خط آپ کے بھائی امام شافعی رحمہ اللہ نے مصر سے ارسال کیا ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ نے مجھے کہا: کیا تو نے اسے پڑھا ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔انہوں نے مہر توڑ کر اسے پڑھا، تو ان کی آنکھیں بھر آئیں۔میں نے عرض کیا: ابو عبداللہ! کیا ہوا؟ اس میں کیا لکھا ہے؟ انہوں نے فرمایا: امام شافعی نے مجھے لکھا ہے کہ انہوں نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: ابوعبداللہ کو خط لکھو، اسے سلام لکھ کر کہو کہ تم کو عنقریب آزمایا جائے گا اور تمہیں خلقِ قرآن (کے باطل عقیدہ) کی دعوت دی جائے گی،سوتم اسے قبول

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہ کرنا۔اللہ تعالیٰ آپ کو روزِ قیامت باعزت عالم دین کے طور پر اٹھائے گا۔“

اس کے بعد ربیع بن سلیمان رحمہ اللہ کا بیان ہے:

قُلْتُ لَهٗ: اَلْبَشَارَةُ يَا أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ، فَخَلَعَ أَحَدَ قَمِيْصَيْهِ الَّذِي يَلِي جِلْدَهٗ، فَأَعْطَانِيْهِ، فَأَخَذْتُ الْجَوَابَ، وَخَرَجْتُ إِلٰى مِصْرَ، وَسَلَّمْتُ إِلَى الشَّافِعِيِّ، فَقَالَ: أَيْشَ الَّذِي أَعْطَاكَ؟ فَقُلْتُ: قَمِيْصَهٗ، فَقَالَ الشَّافِعِيُّ: لَيْسَ نَفْجَعُكَ بِهٖ، وَلٰكِنْ بِلَّهٗ، وَادْفَعْ إِلَيَّ الْمَاءَ، لِأَتَبَرَّكَ بِهٖ.

”میں نے امام احمد رحمہ اللہ سے کہا: ابوعبداللہ! آپ کو تو خوشخبری ملی ہے۔انہوں نے اپنے جسم سے مَس کردہ قمیص اتار کر مجھے عنایت کی۔میں ان سے جواب لے کر مصر میں امام شافعی رحمہ اللہ کے پاس حاضر ہوا۔انہوں نے دریافت کیا: امام احمد رحمہ اللہ نے آپ کو کوئی چیز عطا کی ہے؟ میں نے عرض کیا: اپنی قمیص (کُرتا)۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا: ہم آپ کو اس (قمیص کے حوالے) سے تکلیف میں مبتلا نہیں کرتے، مگر اسے بھگو کر پانی ہی مجھے دے دو، تاکہ میں اس سے برکت حاصل کروں۔“

(تاريخ ابن عساكر: 311/5، مناقب أحمد لابن الجوزي: 609، 610)

جھوٹی سند ہے۔

(ا) محمد بن حسین ابوعبدالرحمٰن سلمی متہم بالکذب ہے۔

(ب) ابوبکر محمد بن عبداللہ بن عبدالعزیز بن شاذان رازی بھی متہم ہے۔

(ج) علی بن عبدالعزیز طلحی کے حالات زندگی نہیں مل سکے۔

❁ اس کی دوسری سند مناقب أحمد لابن الجوزي (610، 611) میں موجود

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

ہے، اس میں ابوعلی الحسن بن علی بن محمد ابی علی بن مذہب مجروح ہے۔

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّهٗ شَيْخٌ لَّيْسَ بِالْمُتْقِنِ .

''یہ شیخ مضبوط حافظے والے نہیں تھے۔''(میزان الاعتدال :512/1)

❀ شجاع ذہلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ شَيْخًا عُسْرًا فِي الرِّوَايَةِ، وَسَمِعَ الْكَثِيْرَ، وَلَمْ يَكُنْ مِّمَّنْ يُّعْتَمَدُ عَلَيْهِ فِي الرِّوَايَةِ، كَأَنَّهٗ خَلَطَ فِي شَيْءٍ مِّنْ سَمَاعِهٖ .

''یہ قلیل الروایت شیخ تھا، البتہ اس نے بہت سے لوگوں سے سنا ہے، لیکن اس کی روایت پر اعتماد نہیں کیا جاتا، گویا کہ یہ اپنے سماع میں اختلاط کا شکار تھا۔''

(میزان الاعتدال للذّهبي :511/1)

❀ حافظ ابو طاہر سلفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ مَعَ عُسْرِهٖ مُتَكَلَّمًا فِيهِ، لِأَنَّهٗ حَدَّثَ بِكِتَابِ الزُّهْدِ لِأَحْمَدَ بَعْدَ مَا عُدِمَ أَصْلُهٗ مِنْ غَيْرِ أَصْلِهٖ .

''یہ بہت کم روایات بیان کرنے کے باوجود مجروح راوی ہے، کیونکہ اس نے امام احمد رحمہ اللہ کی کتاب الزہد مفقود ہونے کے بعد بھی جعلی نسخہ سے بیان کی ہے۔''

(میزان الاعتدال للذّهبي :511/1)

❀ خطیب بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ يَرْوِي عَنِ ابْنِ مَالِكٍ الْقُطَيْعِيِّ مُسْنَدَ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ بِأَسْرِهٖ، وَكَانَ سَمَاعُهٗ صَحِيْحًا؛ إِلَّا فِي أَجْزَاءٍ مِّنْهُ، فَإِنَّهٗ أَلْحَقَ اسْمَهٗ فِيهَا،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَكَذٰلِكَ فَعَلَ فِي أَجْزَاءٍ مِّنْ فَوَائِدِ ابْنِ مَالِكٍ، وَكَانَ يَرْوِي عَنِ ابْنِ مَالِكٍ أَيْضًا كِتَابَ الزُّهْدِ لِأَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ بِهٖ أَصْلٌ عَتِيْقٌ، وَإِنَّمَا كَانَتِ النُّسْخَةُ بِخَطِّهٖ، كَتَبَهَا بِأَخِرَةٍ، وَلَيْسَ بِمَحَلٍّ لِّلْحُجَّةِ .

”اس نے ابن مالک قطیعی سے ساری مسند احمد کو روایت کیا ہے۔اس میں کچھ اجزا کے علاوہ اس کا سماع صحیح تھا، کیونکہ اس نے سند میں اپنا نام شامل کیا ہے۔ یہی معاملہ اس نے فوائد ابن مالک کے اجزا کے ساتھ کیا ہے۔اسی طرح یہ ابن مالک قطیعی کے حوالے سے امام احمد رحمہ اللہ کی کتاب الزہد بیان کرتا تھا، حالانکہ اس کے پاس اس کی کوئی اصل نہیں تھی۔اس کے پاس صرف اپنے ہاتھوں سے لکھا ہوا نسخہ تھا، جو اس نے اپنی آخری عمر میں لکھا تھا اور یہ قابلِ اعتماد نہیں۔“

(تاریخ بغداد : 390/7)

❀ اس واقعہ کی تیسری سند تاریخ ابن عساکر (311/5، 312) اور طبقات الشّافعیة الکبریٰ للسّبکي (36/2) میں آتی ہے، لیکن یہ بھی ضعیف ہے۔

(ا) جعفر بن محمد مالکی کی توثیق نہیں مل سکی۔

(ب) ابوبکر محمد بن عبداللہ بن عبدالعزیز بن شاذان رازی غیر معتبر ہے۔

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِثِقَةٍ . ”یہ ثقہ نہیں تھا۔“(تاریخ الإسلام : 360/6)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ کے اس حکم کو علامہ سبکی رحمہ اللہ نے برقرار رکھا ہے۔

(طبقات الشّافعیة الکبریٰ :65/1)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

صَاحِبُ تِيْكَ الْحِكَايَاتِ الْمُنْكَرَةِ، رَوٰى عَنْهُ الشَّيْخُ أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ (السُّلَمِيِّ) أَوَابِدَ وَعَجَائِبَ، وَهُوَ مُتَّهَمٌ، طَعَنَ فِيْهِ الْحَاكِمُ .

''ان منکر روایات کا سہرہ اسی کے سر ہے۔ شیخ ابوعبدالرحمٰن سلمی نے اس سے عجیب وغریب روایات نقل کی ہیں۔ یہ متہم راوی ہے، امام حاکم رحمہ اللہ نے اس پر جرح کی ہے۔''(میزان الاعتدال : 606/3)

❁ ادریسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ هُوَ فِي الرِّوَايَةِ بِذَاكَ .

''یہ روایت میں معتمد نہیں ہے۔''(لسان المیزان لابن حجر : 230/5)

الغرض یہ واقعہ تینوں سندوں کے ساتھ ''ضعیف'' اور بے بنیاد ہے۔

❁ ربیع بن سلیمان رحمہ اللہ کے حالات میں حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ يَكُنْ صَاحِبَ رِحْلَةٍ، فَأَمَّا مَا يُرْوٰى أَنَّ الشَّافِعِيَّ بَعَثَهُ إِلٰى بَغْدَادَ بِكِتَابِهٖ إِلٰى أَحْمَدَ بنِ حَنْبَلٍ؛ فَغَيْرُ صَحِيْحٍ .

''ربیع بن سلیمان رحمہ اللہ طلب علم کے لیے زیادہ سفر کرنے والے نہیں تھے، لہٰذا یہ جو واقعہ منقول ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے اسے خط دے کر امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی طرف بغداد بھیجا، وہ صحیح نہیں۔''(سِیَر أعلام النُّبلاء : 587/12)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ کی بات کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ ربیع بن سلیمان رحمہ اللہ کا خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے تاریخ بغداد میں ذکر نہیں کیا۔ اگر وہ بغداد آئے ہوتے، تو تاریخ بغداد میں ضرور ان کا تذکرہ ہونا چاہیے تھا۔ تاریخ بغداد کا ان کے تذکرہ سے خالی ہونا اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بات کی دلیل ہے کہ وہ بغداد کبھی نہیں آئے، لہٰذا یہ واقعہ صحیح نہیں۔

امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کا واقعہ:

عمرو بن قیس ملائی، ابوعبداللہ کوفی رحمہ اللہ کے بارے میں امام عجلی رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں:

كَانَ سُفْيَانُ يَأْتِيهِ يُسَلِّمُ عَلَيْهِ يَتَبَرَّكُ بِهِ.

''امام سفیان ثوری رحمہ اللہ ان کے پاس آکر سلام کرتے اور ان سے برکت حاصل کرتے۔'' (الثّقات: 368)

یہ قول انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے۔ امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کی وفات ۱۶۱ھ میں ہوئی، جبکہ امام عجلی رحمہ اللہ کی ولادت ۱۸۲ھ میں ہوئی، تو انہوں نے امام سفیان ثوری رحمہ اللہ سے کیسے سن لیا؟ درمیان میں واسطہ غائب ہے، لہٰذا سند ضعیف ہے۔

سلطان محمد غزنوی کا قصہ:

بعض حضرات کہتے ہیں کہ سلطان محمد غزنوی (بن سبکتگین ابو القاسم، م ۴۲۱ھ) کو قلعہ سومنات کی جنگ میں علی بن احمد ابو الحسن خرقانی بسطامی (۴۲۵ھ) کے جبے کی برکت سے فتح و نصرت نصیب ہوئی۔ (تذکرۃ الاولیا از فرید الدین عطار، ص 344)

یہ جھوٹی کہانی ہے، جو گمراہ صوفیوں کا دین ہے۔ ثابت ہوا کہ بعض لوگ جو اجساد اولیا سے منسوب اشیا سے تبرک لینے کے قائل ہیں، ان کی بات بے دلیل ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قبور اولیا سے تبرک

توسل اور تبرک کی ممنوع اور غیر مشروع صورتیں شرک وبدعت تک پہنچنے کا راستہ ہیں۔ اولیا وصالحین کی قبروں سے تبرک حاصل کرنا ممنوع اور بدعت ہے۔ یہ منکر عمل شرک کا پُل ہے۔ جب نبی کریم ﷺ کی مبارک قبر سے تبرک جائز نہیں، تو اور کسی کی قبر سے کیسے جائز ہوسکتا ہے، جبکہ تبرکات نبی کریم ﷺ کی ذات مبارکہ کے ساتھ خاص ہیں۔ خیر القرون میں قبروں سے تبرک کی کوئی مثال نہیں ملتی، بلکہ یہ رافضیوں سے مستعار نظریہ ہے۔

✿ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ شَيْخُنَا قَدَّسَ اللّٰهُ رُوحَهٗ : وَهٰذِهِ الْأُمُورُ الْمُبْتَدَعَةُ عِنْدَ الْقُبُورِ مَرَاتِبُ، أَبْعَدُهَا عَنِ الشَّرْعِ؛ أَنْ يَّسْأَلَ الْمَيِّتَ حَاجَتَهٗ، وَيَسْتَغِيثَ بِهٖ فِيهَا، كَمَا يَفْعَلُهٗ كَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ، قَالَ : وَهٰؤُلَاءِ مِنْ جِنْسِ عُبَّادِ الْأَصْنَامِ، وَلِهٰذَا قَدْ يَتَمَثَّلُ لَهُمُ الشَّيْطَانُ فِي صُورَةِ الْمَيِّتِ أَوِ الْغَائِبِ، كَمَا يُتَمَثَّلُ لِعُبَّادِ الْأَصْنَامِ، وَهٰذَا يَحْصُلُ لِلْكُفَّارِ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَأَهْلِ الْكِتَابِ، يَدْعُو أَحَدُهُمْ مَّنْ يُّعَظِّمُهٗ، فَيَتَمَثَّلُ لَهُ الشَّيْطَانُ أَحْيَانًا، وَقَدْ يُخَاطِبُهُمْ بِبَعْضِ الْأُمُورِ الْغَائِبَةِ، وَكَذٰلِكَ السُّجُودُ لِلْقَبْرِ، وَالتَّمَسُّحُ بِهٖ وَتَقْبِيلُهٗ، وَالْمَرْتَبَةُ الثَّانِيَةُ؛ أَنْ يَّسْأَلَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ بِهٖ، وَهٰذَا يَفْعَلُهٗ كَثِيرٌ مِّنَ الْمُتَأَخِّرِينَ، وَهُوَ بِدْعَةٌ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بِاتِّفَاقِ الْمُسْلِمِينَ ...... اَلرَّابِعَةُ؛ أَنْ يَّظُنَّ أَنَّ الدُّعَاءَ عِنْدَ قَبْرِهٖ مُسْتَجَابٌ، أَوْ أَنَّهٗ أَفْضَلُ مِنَ الدُّعَاءِ فِي الْمَسْجِدِ، فَيَقْصُدُ زِيَارَتَهٗ وَالصَّلَاةَ عِنْدَهٗ لِأَجْلِ طَلَبِ حَوَائِجِهٖ، فَهٰذَا أَيْضًا مِّنَ الْمُنْكَرَاتِ الْمُبْتَدَعَةِ بِاتِّفَاقِ الْمُسْلِمِينَ، وَهِيَ مُحَرَّمَةٌ، وَمَا عَلِمْتُ فِي ذٰلِكَ نِزَاعًا بَيْنَ أَئِمَّةِ الدِّينِ، وَإِنْ كَانَ كَثِيرٌ مِّنَ الْمُتَأَخِّرِينَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ، وَيَقُولُ بَعْضُهُمْ: قَبْرُ فُلَانٍ تِرْيَاقٌ مُّجَرَّبٌ، وَالْحِكَايَةُ الْمَنْقُولَةُ عَنِ الشَّافِعِيِّ أَنَّهٗ كَانَ يَقْصُدُ الدُّعَاءَ عِنْدَ قَبْرِ أَبِي حَنِيفَةَ، مِنَ الْكَذِبِ الظَّاهِرِ.

''ہمارے استاذ (شیخ الاسلام ابن تیمیہ) قدس اللہ روحہ نے فرمایا: قبروں کے پاس بدعت پر مبنی امور کے کئی مراتب ہیں۔سب سے بڑھ کر شریعت کے منافی مرتبہ یہ ہے کہ میت سے اپنی حاجت روائی کا سوال کیا جائے اور اس سے مدد کی درخواست کی جائے،جیسا کہ بہت سے لوگ کرتے ہیں۔یہ لوگ بت پرستوں جیسے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ بسا اوقات شیطان ان کے سامنے کسی میت یا کسی غیر موجود شخص کی صورت بنا کر آتا ہے اور بت پرستوں کے ساتھ بھی وہ ایسا ہی کرتا ہے۔مشرکوں،کافروں اور اہل کتاب کے ساتھ بھی ایسا ہوتا ہے۔وہ اپنے ہاں قابل تعظیم ہستی کو پکارتے ہیں،تو شیطان ان کے سامنے اس کی صورت میں ظاہر ہو جاتا ہے اور کبھی کبھار تو انہیں بعض غیبی امور کی خبر بھی دیتا ہے۔ ...... قبروں کو سجدہ کرنا، ان کو تبرک کی نیت سے چھونا اور انہیں چومنا بھی اسی مرتبے سے تعلق رکھتا ہے۔ ......دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ قبر والوں کے طفیل اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ سے دُعا کی جائے۔ بہت سے متاخرین ایسا کرتے ہیں۔اس کام کے بدعت ہونے پر مسلمانوں کا اتفاق ہے۔...... چوتھا مرتبہ یہ ہے کہ انسان کسی بزرگ کی قبر کے پاس دُعا کی قبولیت کا اعتقاد رکھے یا یہ سمجھے کہ وہاں دُعا کرنا مسجد میں دعا کرنے سے افضل ہے اور اسی خیال سے وہ قبر کی زیارت کو جائے اور وہاں اپنی حاجات کو پورا کرنے کے لیے نماز ادا کرے۔مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ یہ کام بھی بدعی منکرات میں سے ہے، جو کہ حرام ہیں۔ مجھے اس بارے میں ائمہ دین کا کوئی اختلاف معلوم نہیں۔ہاں،متاخرین میں سے بہت سے لوگ اس میں مبتلا ہیں۔بعض تو کہتے ہیں کہ فلاں کی قبر تجربہ شدہ تریاق ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے بارے میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی قبر کے پاس دُعا کرنے کی جو روایت بیان کی جاتی ہے،وہ صاف جھوٹ ہے۔“

(إغاثة اللّهفان من مَصايد الشّيطان :218/1)

اس حوالہ سے شبہات اور دلائل کا جواب پیش خدمت ہے:

دلیل نمبر ① :

حافظ سخاوی نے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے حالات میں لکھا ہے:

جُعِلَ عَلٰی قَبْرِہٖ قُبَّۃٌ، فَھُوَ مَزَارٌ وَّیُتَبَرَّكُ بِہٖ .

”سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر پر ایک قبہ بنایا گیا،جو ان کا مزار ہے،اس سے (لوگ) تبرک حاصل کرتے ہیں۔“(التُّحفة اللّطيفة في تاريخ المدينة الشّريفة :307/1)

قبروں پر قبے بنانا رافضیوں کی بدعت اور ایجاد ہے۔ ظاہر ہے، جو قبے بناتے ہیں، ان کا مقصد یہی ہے کہ قبروں سے تبرک اور فیض حاصل کیا جائے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اہل سنت والجماعت کے نزدیک قبروں پر قبے بنانا بالاتفاق حرام اور معصیت ہے۔ یہ اہل بدعت کی کارروائی ہے، حالانکہ خیر القرون میں ایسا کچھ نہیں تھا۔

دلیل نمبر ②:

حافظ ذہبی رحمہ اللہ ایک واقعہ یوں نقل کرتے ہیں:

رُوِيَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بنِ أَبِي عَلِيٍّ، قَالَ: كَانَ ابْنُ الْمُقْرِىءِ يَقُوْلُ: كُنْتُ أَنَا وَالطَّبَرَانِيُّ، وَأَبُو الشَّيْخِ بِالْمَدِيْنَةِ، فَضَاقَ بِنَا الْوَقْتُ، فَوَاصَلْنَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ، فَلَمَّا كَانَ وَقْتُ الْعِشَاءِ حَضَرْتُ الْقَبْرَ، وَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الْجُوْعُ، فَقَالَ لِيَ الطَّبَرَانِيُّ: اِجْلِسْ، فَإِمَّا أَنْ يَّكُونَ الرِّزْقُ أَوِ الْمَوْتُ، فَقُمْتُ أَنَا وَأَبُو الشَّيْخِ، فَحَضَرَ الْبَابَ عَلَوِيٌّ، فَفَتَحْنَا لَهٗ، فَإِذَا مَعَهٗ غُلَامَانِ بِقَفَّتَيْنِ، فِيهِمَا شَيْءٌ كَثِيْرٌ، وَقَالَ: شَكَوْتُمُونِي إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ رَأَيْتُهٗ فِي النَّوْمِ، فَأَمَرَنِي بِحَمْلِ شَيْءٍ إِلَيْكُمْ.

”ابوبکر بن ابی علی سے مروی ہے کہ ابن مقری کہا کرتے تھے: میں، امام طبرانی اور امام ابوالشیخ مدینہ منورہ میں تھے، ہم تنگ دستی کا شکار ہو گئے۔ہم نے وصال (مسلسل روزے رکھنا شروع) کیا۔عشا کے وقت میں قبر رسول کے پاس آکر میں نے کہا: اللہ کے رسول! بھوک؟ مجھے امام طبرانی نے کہا: بیٹھ جاؤ، اب یا تو رزق آئے گا یا پھر موت... میں اور ابوالشیخ نے کھڑے ہوئے اور بابِ علوی کے پاس آکر ان کے لیے دروازہ کھولا: اچانک دیکھا کہ ان کے ساتھ دو

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نوجوان تھے، جن کے پاس دو ٹوکرے تھے، جن میں بہت کچھ تھا۔ امام طبرانی نے کہا: نبی کریم ﷺ کے پاس تم لوگوں نے مجھ سے شکایت کی۔ میں نے آپ کو خواب میں دیکھا، آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں تمہارے لیے کچھ اٹھا لاؤں۔“

(تذكرة الحفّاظ : 3/122، سِيَر أعلام النُّبَلاء : 16/400-401، مِصباح الظِّلام لأبي عبد الله محمّد بن موسى بن النّعمان (م 683ھ)، ص 61)

یہ بے سند اور جھوٹا واقعہ ہے۔

دلیل نمبر ③ :

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ زُرْتُهٗ مِرارًا كَثِيرَةً وَمَا حَلَّتْ بِي شِدَّةٌ فِي وَقْتِ مُقَامِي بِطُوْسٍ فَزُرْتُ قَبْرَ عَلِيِّ بْنِ مُوسَى الرِّضَا صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلٰى جَدِّهٖ وَعَلِيهِ وَدَعَوْتُ اللّٰهَ إِزَالَتَهَا عَنِّي إِلَّا أُسْتُجِيْبَ لِي وَزَالَتْ عَنِّي تِلْكَ الشَّدَّةُ وَهٰذَا شَيْءٌ جَرَّبْتُهٗ مِرارًا فَوَجَدْتُّهٗ كَذٰلِكَ أَمَاتَنَا اللّٰهُ عَلٰى مَحَبَّةِ الْمُصْطَفٰى وَأَهْلِ بَيْتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰه عَلَيْهِ وَعَلَيْهِم أَجْمَعِينَ .

”طوس نامی مقام پر میں نے علی بن موسیٰ رضا کی قبر کی کئی مرتبہ زیارت کی، جب بھی مجھے پریشانی کا سامنا ہوا، تو میں نے علی بن موسیٰ رضا کی قبر پر آ کر اللہ تعالیٰ سے دُعا کی، اللہ رب العزت نے میری دُعا قبول فرما کر مجھے سخت پریشانی سے نجات دلائی۔ اس کا میں نے کئی مرتبہ تجربہ کیا ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کے تمام اہل بیت سے محبت پر موت دے۔“

(الثّقات : 8/457، ت : 1441)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

یہ ابن حبان رحمہ اللہ کی اجتہادی خطا ہے،اس میں ان کا کوئی سلف نہیں، نہ ہی کتاب و سنت سے مستند ہے، بلکہ خیر القرون کے مسلمانوں کے خلاف عمل ہے۔خوب یاد رہے کہ ہر ایک کی بات کو قرآن و حدیث اور خیر القرون کے اسلاف پر پیش کیا جائے گا، اگر موافق ہو،تو قبول، ورنہ رد کر دی جائے گی، یہ بھی ذہن نشین رہے کہ اگر ائمہ اہل سنت میں سے کسی کی بات قرآن و حدیث اور سلف صالحین کے مخالف ہو،تو وہ اس کی اجتہادی خطا ہے۔

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸)فرماتے ہیں:

لَيْسَ الدُّعَاءُ عِنْدَ الْقُبُورِ بِأَفْضَلَ مِنْ الدُّعَاءِ فِي الْمَسَاجِدِ وَغَيْرِهَا مِنْ الْأَمَاكِنِ وَلَا قَالَ أَحَدٌ مِنْ السَّلَفِ وَالْأَئِمَّةِ : إنَّهُ مُسْتَحَبٌّ أَنْ يَقْصِدَ الْقُبُورَ لِأَجْلِ الدُّعَاءِ عِنْدَهَا؛ لَا قُبُورَ الْأَنْبِيَاءِ وَلَا غَيْرِهِمْ .

”قبروں کے پاس دُعا مساجد اور دیگر مقامات کی بہ نسبت افضل نہیں ہے، اسلافِ اُمت اور ائمہ دین میں سے کسی نے بھی نہیں کہا کہ دُعا کیلئے اَنبیاء اور دیگر قبروں کا قصد مستحب ہے۔“

(مَجموع الفتاویٰ : 27/180)

یہ کہنا کہ اولیا اور صالحین کی قبروں سے وسیلہ پکڑنا جائز ہے، وہاں دعائیں قبول ہوتی ہیں، درست نہیں۔

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ عُمَرَ بْنَ الخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، كَانَ إِذَا قُحِطُوا اسْتَسْقٰى بِالعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ المُطَّلِبِ، فَقَالَ : اللّٰهُمَّ! إِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا فَتَسْقِينَا، وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا، قَالَ : فَيُسْقَوْنَ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

”سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا طریقہ تھا کہ قحط پڑ جاتا، تو سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ (کی دعا) کے وسیلہ سے بارش طلب کرتے تھے ۔ دعا یوں کرتے : یااللہ! ہم تجھے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم (کی زندگی میں ان کی دعا) کا وسیلہ پیش کر کے بارش طلب کیا کرتے تھے، تو تُو ہمیں بارش دیتا تھا اور اب ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم (کی وفات کے بعدان) کے چچا (کی دعا) کو وسیلہ بنا کر بارش طلب کرتے ہیں (یعنی ان سے دعا کرواتے ہیں)، لہٰذا اب بھی ہم پر بارش نازل فرما۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اس طرح انہیں بارش عطا ہوجاتی تھی۔“

(صحيح البخاري : 1010)

اگر نبی یا ولی کی قبر پر دُعا زیادہ قبول ہوتی، تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ قبرِ رسول کا رُخ کرتے، ان کا ایسا نہ کرنا واضح دلیل ہے کہ انبیا و صالحین کی قبور پر قبولیت کی غرض سے دُعا کرنا جائز نہیں۔ یاد رہے کہ سوائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے کسی نبی کی قبر کے متعلق اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو باخبر نہیں رکھا، اگر انبیا اور صالحین کی قبور پر دُعا کرنا جائز ہوتی، تو اللہ تعالیٰ انسانوں کو اس بارے میں ضرور آگاہ کرتے۔

❁ علامہ محمد بشیر سہسوانی، ہندی رحمہ اللہ (۱۳۲۶ھ) تبرک وتوسل کی ممنوع وحرام اور کفر وشرک پر مبنی صورتوں کے متعلق فرماتے ہیں:

اَلثَّامِنُ؛ أَنْ يَّسْأَلَ اللّٰهَ وَيَدْعُوهُ عِنْدَ قُبُورِ الصَّالِحِينَ مُعْتَقِدًا أَنَّ الدُّعَاءَ عِنْدَ الْقَبْرِ مُسْتَجَابٌ، وَالتَّاسِعُ؛ أَنْ يَّقُولَ عِنْدَ قَبْرِ نَبِيٍّ أَوْ صَالِحٍ : يَا سَيِّدِي فُلَانُ ! ادْعُ اللّٰهَ تَعَالٰى أَوْ نَحْوَ ذٰلِكَ، فَهٰذَانِ الْقِسْمَانِ مِمَّا لَا يَسْتَرِيبُ عَالِمٌ أَنَّهُمَا غَيْرُ جَائِزَيْنِ، وَأَنَّهُمَا مِنَ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

الْبِدَعِ الَّتِي لَمْ يَفْعَلْهَا السَّلَفُ، وَإِنْ كَانَ السَّلَامُ عَلَى الْقُبُورِ جَائِزًا، اَلْعَاشِرُ : أَنْ يَّقُولَ عِنْدَ قَبْرِ نَبِيٍّ أَوْ صَالِحٍ : يَا سَيِّدِي فُلَانُ! اشْفِ مَرِيضِي وَاكْشِفْ عَنِّي كُرْبَتِي وَغَيْرَ ذٰلِكَ، وَهٰذَا شِرْكٌ جَلِيٌّ، إِذْ نِدَاءُ غَيْرِ اللّٰهِ طَالِبًا بِذٰلِكَ دَفْعَ شَرٍّ أَوْ جَلْبَ مَنْفَعَةٍ فِيمَا لَا يَقْدِرُ عَلَيْهِ الْغَيْرُ دُعَاءٌ، وَالدُّعَاءُ عِبَادَةٌ، وَعِبَادَةُ غَيْرِ اللّٰهِ شِرْكٌ، وَهٰذَا أَعَمُّ مِنْ أَنْ يَّعْتَقِدَ فِيهِمْ أَنَّهُمْ مُؤَثِّرُوْنَ بِالذَّاتِ، أَوْ أَعْطَاهُمُ اللّٰهُ تَعَالَى التَّصَرُّفَاتِ فِي تِلْكَ الْأُمُورِ، أَوْ أَنَّهُمْ أَبْوَابُ الْحَاجَةِ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى وَشُفَعَاؤُهٗ وَوَسَائِلُهٗ، وَفِي هٰذَا الْحُكْمِ التَّوَسُّلُ بِسَائِرِ الْعِبَادَاتِ مِنَ الذِّبْحِ لَهُمْ، وَالنَّذْرِ لَهُمْ، وَالتَّوَكُّلِ عَلَيْهِمْ، وَالِالْتِجَاءِ إِلَيْهِمْ، وَالْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ مِنْهُمْ، وَالسُّجُودِ لَهُمْ، وَالطَّوَافِ لَهُمْ، اَلْحَادِي عَشَرَ : أَنْ يَّدْعُوَ غَائِبًا أَوْ مَيِّتًا عِنْدَ غَيْرِ الْقُبُورِ : يَا سَيِّدِي فُلَانُ! اُدْعُ اللّٰهَ تَعَالٰى فِي حَاجَتِي فُلَانَةَ، زَاعِمًا أَنَّهٗ يَعْلَمُ الْغَيْبَ، وَيَسْمَعُ كَلَامَهٗ فِي كُلِّ زَمَانٍ وَّمَكَانٍ، وَّيَشْفَعُ لَهٗ فِي كُلِّ حِينٍ وَّأَوَانٍ، فَهٰذَا شِرْكٌ صَرِيحٌ، فَإِنَّ عِلْمَ الْغَيْبِ مِنَ الصِّفَاتِ الْمُخْتَصَّةِ بِاللّٰهِ تَعَالٰى، اَلثَّانِي عَشَرَ : أَنْ يَّدْعُوَ غَائِبًا أَوْ مَيِّتًا عِنْدَ غَيْرِ الْقَبْرِ : يَا سَيِّدِي فُلَانُ! اشْفِ مَرِيضِي وَاقْضِ عَنِّي الدَّيْنَ، وَهَبْ لِي وَلَدًا، وَّارْزُقْنِي، وَاغْفِرْلِي، وَأَمْثَالَ ذٰلِكَ، وَهٰذَا أَيْضًا شِرْكٌ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مِّنْ وَّجْهَيْنِ؛ الْأَوَّلُ أَنَّهٗ يَعْتَقِدُ عِلْمَ الْغَيْبِ لِذٰلِكَ الْمَدْعُوِّ، وَهُوَ شِرْكٌ، وَالثَّانِي أَنَّهٗ يُنَادِي وَيَدْعُو غَيْرَ اللّٰهِ تَعَالٰى، طَالِباً بِذٰلِكَ دَفْعَ شَرٍّ أَوْ جَلْبَ مَنْفَعَةٍ، فِيمَا لَا يَقْدِرُ ذٰلِكَ الْغَيْرُ عَلَيْهِ، وَهٰذَا الدُّعَاءُ عِبَادَةٌ، وَعِبَادَةُ غَيْرِ اللّٰهِ شِرْكٌ، وَمَنْ قَالَ مِنَ الْعُلَمَاءِ بِكَوْنِ التَّوَسُّلِ شِرْكًا؛ فَإِنَّمَا أَرَادَ بِهٖ أَحَدَ الْأَقْسَامِ الثَّلَاثَةِ الْأَخِيرَةِ.

''آٹھویں قسم یہ ہے کہ آدمی یہ عقیدہ رکھتے ہوئے نیک لوگوں کی قبروں کے پاس اللہ تعالیٰ سے دُعا و مناجات کرے کہ وہاں دُعا قبول ہوتی ہے۔ نویں صورت یہ ہے کہ وہ کسی نبی یا ولی کی قبر کے پاس جا کر اس طرح کے الفاظ کہے: آقا! میرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں، وغیرہ وغیرہ۔ اس بات میں کسی عالم کو شبہ نہیں ہو سکتا کہ یہ دونوں قسمیں ناجائز ہیں اور ان بدعات میں شامل ہیں جن کا سلف نے ارتکاب نہیں کیا۔ ہاں! (شریعت اسلامیہ کی روشنی میں) قبرستان میں سلام کہنا جائز ہے۔ دسویں صورت یہ ہے کہ آدمی کسی نبی یا ولی کی قبر پر جا کر کہے: آقا! میرے مریض کو شفا دیجیے، میری مشکلات کو حل فرمائیے وغیرہ۔ یہ واضح شرک ہے، کیونکہ غیر اللہ کو کسی ایسی تکلیف کو دور کرنے کے لیے یا کسی ایسے نفع کو حاصل کرنے کے لیے پکارنا جس پر وہ قادر نہ ہو، دُعا ہے اور دُعا عبادت ہے اور غیر اللہ کی عبادت شرک ہے۔ انبیا و اولیا کو ذاتی طور پر ان تصرفات کا اہل سمجھا جائے یا ان امور کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطائی سمجھا جائے یا ان کو اللہ تعالیٰ کے دربار میں سفارشی اور ذریعہ خیال کیا جائے، ہر حال میں شرک ہے۔ باقی عبادات، مثلاً غیر اللہ کے لیے جانور ذبح کرنا، ان کے لیے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نذر و نیاز کا اہتمام، ان پر توکل، ان سے التجا اور خوف و رجا، ان کے لیے سجدہ اور طواف، وغیرہ کا بھی یہی حکم ہے۔ گیارہویں قسم یہ ہے کہ آدمی کسی غائب یا فوت شدہ کو اس کی قبر کے علاوہ کسی اور جگہ پکارتے ہوئے کہے: آقا! اللہ تعالیٰ سے میرے اس معاملے میں دعا کیجیے اور اس کا عقیدہ یہ ہو کہ جس کو وہ پکار رہا ہے، وہ غیب جانتا ہے اور ہر زمان و مکان میں اس کا کلام سن رہا ہے اور ہر وقت اس کے لیے سفارش کرتا ہے۔ یہ صورت بھی شرکِ جلی ہے کیونکہ علم غیب اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے۔ بارہویں قسم یہ ہے کہ آدمی کسی غائب یا فوت شدہ شخص کو اس کی قبر کے علاوہ کسی اور جگہ پر پکارے اور کہے: آقا! میرے مریض کو شفا دیجیے، میرا قرض دُور فرمائیے، مجھے اولاد عطا کیجیے، مجھے رزق عنایت فرمائیے، مجھے معاف فرمائیے وغیرہ۔ یہ صورت بھی دو طرح سے شرک ہے۔ اول اس طرح کہ وہ پکارے جانے والے شخص کے عالم الغیب ہونے کا عقیدہ رکھتا ہے اور یہ شرک ہے۔ ثانی یہ کہ وہ غیر اللہ کو ایسی تکلیف کے دور کرنے یا ایسے نفع کو حاصل کرنے کے لیے پکارتا ہے جس پر غیر اللہ قدرت نہیں رکھتے۔ یہ پکار عبادت ہے اور غیر اللہ کی عبادت شرک ہے۔ جن علماءِ کرام نے توسل کو شرک قرار دیا ہے، ان کی مراد یہی آخری تین قسمیں تھیں۔“

(صِيانة الإنسان عن وسوسة الشّيخ دحلان، ص 212-213)

تنبیہ:

✿ ابوبکر، محمد بن مؤمل بن حسین بن عیسیٰ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

خَرَجْنَا مَعَ إِمَامِ أَهْلِ الْحَدِيْثِ، أَبِي بَكْرِ بْنِ خُزَيْمَةَ، وَعَدِيْلِهِ أَبِي

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

عَلِيٍّ الثَّقْفِيِّ، مَعَ جَمَاعَةٍ مِّنْ مَّشَائِخِنَا، وَهُمْ إِذْ ذَاكَ مُتَوَافِرُوْنَ، إِلٰى زِيَارَةِ قَبْرِ عَلِيِّ بْنِ مُوْسَى الرِّضَا بِطُوْسَ، قَالَ: فَرَأَيْتُ مِنْ تَعْظِيْمِهٖ، يَعْنِي ابْنَ خُزَيْمَةَ، لِتِلْكَ الْبُقْعَةِ، وَتَوَاضُعِهٖ لَهَا، وَتَضَرُّعِهٖ عِنْدَهَا، مَا تَحَيَّرْنَا.

''ہم امامِ اہل حدیث، ابوبکر بن خزیمہ رحمہ اللہ کے ساتھ نکلے۔ ان کے ہم رُکاب ابوعلی ثقفی اور مشائخ کی ایک بڑی جماعت ان کے ہمراہ تھی۔ ہم سارے اکٹھے ہو کر طوس میں علی بن موسیٰ رضا کی قبر کی طرف گئے۔ میں نے امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ کو زمین کے اس ٹکڑے کی تعظیم کرتے دیکھا اور اس قبر کے سامنے ان کی عاجزی اور انکساری دیکھ کر ہم حیران رہ گئے تھے۔''

(تهذيب التّهذيب لابن حَجَر: 388/7، وسندهٗ حسنٌ)

زیارتِ قبور کے وقت آداب کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے۔ اگر قبروں کے احترام کو تعظیم کا نام دیا جائے، تو یہ جائز ہے، امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ اس قبر کے پاس عاجزی وانکساری کے ساتھ دعا کر رہے ہوں گے، نہ کہ اس قبر سے تبرک حاصل کر رہے تھے، کیونکہ دورانِ زیارت قبروں سے تبرک جائز نہیں، نہ قبر والوں سے دُعا ومناجات مشروع ہے۔

دلیل نمبر ⑤ :

امام شافعی رحمہ اللہ سے مروی ہے:

إِنِّي لَأَتَبَرَّكُ بِأَبِي حَنِيفَةَ، وَأَجِيْئُ إِلٰى قَبْرِهٖ فِي كُلِّ يَوْمٍ، يَعْنِي زَائِرًا، فَإِذَا عَرَضَتْ لِي حَاجَةٌ، صَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ، وَجِئْتُ إِلٰى قَبْرِهٖ،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَسَأَلْتُ اللّٰهَ تَعَالَى الْحَاجَةَ عِنْدَهٗ، فَمَا تَبْعُدُ عَنِّي؛ حَتّٰى تُقْضٰى .

”میں امام ابوحنیفہ سے تبرک حاصل کرتا ہوں اور ان کی قبر پر ہر روز زیارت کے لیے آتا ہوں۔ جب مجھے کوئی ضرورت پیش آتی ہے، تو میں دو رکعتیں ادا کرتا ہوں اور ان کی قبر کی طرف جاتا ہوں اور وہاں اللہ تعالیٰ سے اپنی ضرورت کا سوال کرتا ہوں، جلد ہی وہ ضرورت پوری کر دی جاتی ہے۔“

(تاریخ بغداد للخطیب : 135/1)

یہ جھوٹی اور باطل روایت ہے۔

① عمر بن اسحاق بن ابراہیم کے حالات نہیں ملے۔

② علی بن میمون کی تعیین نہیں ہو سکی۔

✿ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا كَذِبٌ مَّعْلُومٌ كِذْبُهٗ بِالْاِضْطِرَارِ عِنْدَ مَنْ لَّهٗ أَدْنٰى مَعْرِفَةٍ بِالنَّقْلِ، فَإِنَّ الشَّافِعِيَّ لَمَّا قَدِمَ بَغْدَادَ؛ لَمْ يَكُنْ بِبَغْدَادَ قَبْرٌ يُّنْتَابُ لِلدُّعَاءِ عِنْدَهُ اَلْبَتَّةَ، بَلْ وَلَمْ يَكُنْ هٰذَا عَلٰى عَهْدِ االشَّافِعِيِّ مَعْرُوفًا، وَقَدْ رَأَى الشَّافِعِيُّ بِالْحِجَازِ وَالْيَمَنِ وَالشَّامِ وَالْعِرَاقِ وَمِصْرَ مِنْ قُبُورِ الْأَنْبِيَاءِ وَالصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ، مَنْ كَانَ أَصْحَابُهَا عِنْدَهٗ وَعِنْدَ الْمُسْلِمِينَ أَفْضَلَ مِنْ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَمْثَالِهٖ مِنَ الْعُلَمَاءِ، فَمَا بَالُهٗ لَمْ يَتَوَخَّ الدُّعَاءَ؛ إِلَّا عِنْدَ قَبْرِ أَبِي حَنِيفَةَ، ثُمَّ أَصْحَابُ أَبِي حَنِيفَةَ الَّذِينَ أَدْرَكُوهُ مِثْلُ أَبِي يُوسُفَ وَمُحَمَّدٍ وَّزُفَرَ وَالْحَسَنِ بْنِ زِيَادٍ وَّطَبَقَتِهِمْ؛ لَمْ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

يَكُونُوا يَتَحَرَّوْنَ الدُّعَاءَ، لَا عِنْدَ قَبْرِ أَبِي حَنِيفَةَ وَلَا غَيْرِهٖ، ثُمَّ قَدْ تَقَدَّمَ عَنِ الشَّافِعِيِّ مَا هُوَ ثَابِتٌ فِي كِتَابِهٖ، مِنْ كَرَاهَةِ تَعْظِيمِ قُبُورِ الصَّالِحِينَ خَشْيَةَ الْفِتْنَةِ بِهَا، وَإِنَّمَا يَضَعُ مِثْلَ هٰذِهِ الْحِكَايَاتِ مَنْ يَّقِلُّ عِلْمُهٗ وَدِينُهٗ، وَإِمَّا أَنْ يَّكُونَ الْمَنْقُولُ مِنْ هٰذِهِ الْحِكَايَاتِ عَنْ مَّجْهُولٍ لَّا يُعْرَفُ.

''یہ ایسی جھوٹی روایت ہے، جس کا جھوٹا ہونا ہر اس شخص کو لازمی طور پر معلوم ہو جاتا ہے، جو فن روایت سے ادنیٰ معرفت بھی رکھتا ہو۔ امام شافعی رحمہ اللہ جب بغداد تشریف لائے، تو وہاں قطعاً کوئی ایسی قبر موجود نہیں تھی، جس پر دعا کے لیے حاضر ہوا جاتا ہو۔ یہ چیز امام شافعی رحمہ اللہ کے دور میں معروف ہی نہیں تھی۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے حجاز، یمن، شام، عراق اور مصر میں انبیائے کرام اور صحابہ وتابعین کی قبریں دیکھی تھیں۔ یہ لوگ تو امام شافعی رحمہ اللہ اور تمام مسلمانوں کے ہاں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور ان جیسے دوسرے علما سے افضل تھے۔ کیا وجہ ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے سوائے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے کسی کی قبر پر دعا نہیں کی؟ پھر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے وہ شاگرد جنھوں نے ان کی صحبت پائی تھی، مثلاً ابو یوسف، محمد (بن حسن)، زفر اور حسن بن زیاد، نیز ان کے طبقے کے دوسرے لوگ، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ یا کسی اور کی قبر پر دعا نہیں کرتے تھے۔ پھر یہ بات بیان ہو چکی ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک نیک لوگوں کی قبروں کی تعظیم کرنا مکروہ ہے، کیونکہ اس میں فتنے کا خدشہ ہے۔ اس طرح کی جھوٹی روایات وہ لوگ گھڑتے ہیں، جو علمی اور دینی اعتبار سے تنگ دست ہوتے ہیں یا پھر ایسی روایات مجہول

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور غیر معروف لوگوں سے منقول ہوتی ہیں۔"

(اقتضاء الصّراط المُستقیم، ص 165)

❁ **علامہ برکوی حنفی رحمہ اللہ (۹۸۱ھ) فرماتے ہیں:**

كَذٰلِكَ الْحِكَايَةُ الْمَنْقُولَةُ عَنِ الشَّافِعِيِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ، كَانَ يَقْصِدُ الدُّعَاءَ عِنْدَ قَبْرِ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ، فَإِنَّهَا مِنَ الْكَذِبِ الظَّاهِرِ.

"امام شافعی رحمہ اللہ سے منقول حکایت کہ آپ رحمہ اللہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے قبر کے پاس دعا کرنے کے لیے جاتے تھے، واضح جھوٹ ہے۔"

(زیارة القُبور، ص 27)

دلیل نمبر ⑥:

قَالَ الْحَافِظُ ابْنُ بَشْكَوَالَ: أَخْبَرَنَا الْقَاضِي الشَّهِيدُ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ رَحِمَهُ اللّٰهُ قِرَاءَةً عَلَيْهِ، وَأَنَا أَسْمَعُ، قَالَ: قَرَأْتُ عَلٰى أَبِي عَلِيٍّ حُسَيْنِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْغَسَّانِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الْحَسَنِ طَاهِرُ بْنُ مُفَوِّزٍ الْمُعَافِرِيُّ، قَالَ: أَنَا أَبُو الْفَتْحِ وَأَبُو اللَّيْثِ نَصْرُ بْنُ الْحَسَنِ التَّنْكَتِيُّ، الْمُقِيمُ بِسَمَرْقَنْدَ، قَدِمَ عَلَيْهِمْ بِلَنْسِيَةَ، عَامَ أَرْبَعَةٍ وَّسِتِّينَ وَأَرْبَعِ مِائَةٍ، قَالَ: قُحِطَ الْمَطَرُ عِنْدَنَا بِسَمَرْقَنْدَ فِي بَعْضِ الْأَعْوَامِ، قَالَ: فَاسْتَسْقَى النَّاسُ مِرَارًا، فَلَمْ يُسْقَوْا، قَالَ: فَأَتٰى رَجُلٌ مِّنَ الصَّالِحِينَ مَعْرُوفٌ بِالصَّلَاحِ، مَشْهُورٌ بِهٖ، إِلٰى قَاضِي سَمَرْقَنْدَ، فَقَالَ لَهٗ: إِنِّي قَدْ رَأَيْتُ رُأْيًا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أَعْرِضُهٗ عَلَيْكَ، قَالَ : وَمَا هُوَ؟ قَالَ : أَرٰى أَنْ تَخْرُجَ وَيَخْرُجَ النَّاسُ مَعَكَ إِلٰى قَبْرِ الْإِمَامِ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ الْبُخَارِيِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ، وَقَبْرُهٗ بِخَرْتَنْكَ، وَتَسْتَسْقُوا عِنْدَهٗ، فَعَسَى اللّٰهُ أَنْ يَّسْقِيَنَا، قَالَ : فَقَالَ الْقَاضِي : نِعْمَ مَا رَأَيْتَ، فَخَرَجَ الْقَاضِي، وَخَرَجَ النَّاسُ مَعَهٗ، وَاسْتَسْقَى الْقَاضِي بِالنَّاسِ، وَبَكَى النَّاسُ عِنْدَ الْقَبْرِ، وَتَشَفَّعُوا بِصَاحِبِهٖ، فَأَرْسَلَ اللّٰهُ السَّمَاءَ بِمَاءٍ عَظِيمٍ غَزِيرٍ، أَقَامَ النَّاسُ مِنْ أَجْلِهٖ بِخَرْتَنْكَ سَبْعَةَ أَيَّامٍ أَوْ نَحْوَهَا، لَا يَسْتَطِيعُ أَحَدٌ الْوُصُولَ إِلٰى سَمَرْقَنْدَ مِنْ كَثْرَةِ الْمَطَرِ وَغَزَارَتِهٖ، وَبَيْنَ خَرْتَنْكَ وَسَمَرْقَنْدَ ثَلَاثَةُ أَمْيَالٍ أَوْ نَحْوُهَا .

”سمرقند میں ایک سال قحط پڑا۔ لوگوں نے بہت دفعہ بارش طلبی کے لیے دُعائیں کیں، لیکن بارش نہ ہوئی۔ ایک نیک آدمی جس کا ورع وتقویٰ مشہور تھا، قاضی سمرقند کے پاس آیا اور کہنے لگا: میرے ذہن میں ایک ترکیب آئی ہے، میں وہ آپ کے سامنے پیش کروں گا۔ قاضی نے کہا: وہ ترکیب کیا ہے؟ اس نے کہا: میرا خیال ہے کہ آپ اور تمام لوگ امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ کی قبر کے پاس جا کر بارش کی دُعا کریں۔ ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بارش عطا فرما دے۔ امام صاحب کی قبر خرتنک نامی جگہ میں ہے۔ قاضی اور تمام لوگ باہر نکلے اور امام صاحب کی قبر کے پاس جا کر بارش کی دُعا کی، اللہ کے ہاں گڑگڑائے اور امام صاحب کا وسیلہ پیش کیا۔ اللہ تعالیٰ نے بہت زیادہ بارش نازل کی۔ اس

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بارش کی وجہ سے لوگوں کو خرتنک میں تقریباً سات دن ٹھہرنا پڑا۔ زیادہ بارش کی بنا پر کوئی بھی سمرقند نہ جا سکتا تھا۔ خرتنک اور سمرقند کے درمیان تقریباً تین میل کا فاصلہ تھا۔“

(الصِّلة في تاريخ أئمّة الأندلس لابن بَشكوال، ص 603، وسندهٗ صحيحٌ)

پانچویں صدی کے اواخر کے بعض نامعلوم لوگوں کا یہ عمل دین کیسے بن گیا؟ ایک شخص کے کہنے پر نامعلوم قاضی اور اس کی نامعلوم رعایا کا یہ عمل قرآن وسنت اور سلف صالحین کے تعامل کے خلاف تھا۔

رہا بارش کا ہو جانا، تو وہ ایک اتفاقی امر ہے۔ آج بھی کتنے ہی لوگ قبر والوں سے اولادیں مانگتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں اولاد ملتی ہے، تو وہ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ صاحب قبر نے ان پر یہ عنایت کی ہے۔ کیا بتوں کے پجاریوں اور ان سے مانگنے والوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی چیز نہیں ملتی؟ اور کیا ان کی کوئی مراد پوری ہو جانا بت پرستی کے جواز کی دلیل ہے؟ قرآن وحدیث میں بزرگوں کی قبروں پر دُعا اور ان سے تبرک حاصل کرنے کا کوئی جواز نہیں۔

اگر ایسا کرنا جائز ہوتا، تو صحابہ وتابعین ضرور ایسا کرتے۔ خیر القرون کے بعد دین میں منکر کام داخل ہو گئے تھے، یہ بھی انہی کاموں میں سے ہے۔ اس دور میں کسی کے عمل کی کوئی شرعی حیثیت نہیں۔

دلیل نمبر ⑦:

حسن بن ابراہیم بن توبہ، ابوعلی خلال سے مروی ہے:

مَا هَمَّنِي أَمْرٌ، فَقَصَدْتُّ قَبْرَ مُوْسَى بْنِ جَعْفَرٍ، فَتَوَسَّلْتُ بِهٖ؛ إِلَّا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

سَهَّلَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِي مَا أُحِبُّ.

''جب بھی میں کسی معاملہ میں پریشانی سے دوچار ہوتا، تو موسیٰ بن جعفر کی قبر پر جا کر اس کا وسیلہ پکڑتا، تو اللہ تعالیٰ میری پسند کو میرے لیے آسان کر دیتے۔''

(تاریخ بغداد للخطیب :120/1)

یہ غیر ثابت روایت ہے، حسن بن ابراہیم کی توثیق ثابت نہیں۔

دلیل نمبر ⑧ :

ابراہیم حربی رحمہ اللہ سے مروی ہے:

قَبْرُ مَعْرُوْفٍ التِّرْيَاقُ الْمُجَرَّبُ.

''معروف کرخی کی قبر تریاق مجرب تھی۔''

(تاریخ بغداد للخطیب :122/1)

جھوٹا قول ہے، احمد بن محمد بن حسن بن یعقوب بن مقسم ابو الحسن عطار غیر ثقہ اور مجروح ہے۔

❁ ابو القاسم ازہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ كَذَّابًا . ''انتہائی جھوٹا تھا۔''(تاریخ بغداد للخطیب : 429/4)

❁ خطیب بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ يَكُنْ فِي الْحَدِيْثِ ثِقَةً.

''روایت حدیث میں ثقہ نہیں تھا۔''(تاریخ بغداد : 429/4)

❁ محمد بن ابی الفوارس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ سَيِّءَ الْحَالِ فِي الْحَدِيْثِ، مَذْمُوْمًا ذَاهِبًا، لَمْ يَكُنْ بِشَيْءٍ أَلْبَتَّةَ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

”حدیث میں اس کی حالت بہت بری تھی، مذموم اور ردی تھا، یہ کچھ بھی نہیں۔“

(تاريخ بغداد للخطيب : 4/429)

❀ حافظ ابونعیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيِّنُ الْحَدِيْثِ . ”حدیث میں کمزور ہے۔“(تاريخ بغداد للخطيب : 4/429)

❀ حافظ حمزہ سہمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حَدَّثَ عَنْ مَّنْ لَّمْ يَرَهُ وَمَنْ مَّاتَ قَبْلَ أَنْ يُّوْلَدَ .

”اس سے روایت بیان کر دیتا، جسے اس نے دیکھا تک نہیں، نیز اس سے بھی روایت کر ڈالتا، جو اس کی پیدائش سے پہلے مر چکا ہوتا۔“

(سؤالات السّهمي للدّارقطني : 157)

❀ مزید فرماتے ہیں:

سَمِعْتُ الدَّارَقُطَنِيَّ وَجَمَاعَةً مِنَ الْمَشَايِخِ تَكَلَّمُوْا فِي ابْنِ مُقْسَمٍ .

”میں نے امام دارقطنی رحمہ اللہ اور محدثین کی ایک جماعت سے سنا ہے کہ وہ ابن مقسم پر جرح کرتے تھے۔“

(سؤالات السّهمي للدّارقطني : 157)

دلیل نمبر ⑨ :

عبدالرحمٰن بن محمد بن زہری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

قَبْرُ مَعْرُوْفٍ الْكَرْخِيِّ مُجَرَّبٌ لِّقَضَاءِ الْحَوَائِجِ، وَيُقَالُ : إِنَّهٗ مَنْ قَرَأَ عِنْدَهٗ مِائَةَ مَرَّةٍ : قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ، وَسَأَلَ اللّٰهَ تَعَالٰى مَا يُرِيْدُ؛ قَضَى اللّٰهُ لَهٗ حَاجَتَهٗ .

www.KitaboSunnat.com

''معروف کرخی کی قبر قضائے حاجات کے لیے مشہور ہے۔کہا جاتا ہے کہ جو اس قبر کے پاس سو مرتبہ سورت اخلاص پڑھے، تو اللہ تعالیٰ اس کی مراد کو پورا کر دیتا ہے۔''(تاریخ بغداد للخطیب: 122/1، وسندہٗ صحیحٌ)

دلیل نمبر ⑩:

ابو عبداللہ ابن محاملی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَعْرِفُ قَبْرَ مَعْرُوْفٍ الْكَرْخِيِّ مُنْذُ سَبْعِيْنَ سَنَةً، مَا قَصَدَهٗ مَهْمُوْمٌ؛ إِلَّا فَرَّجَ اللّٰهُ هَمَّهٗ.

''میں ستر سال سے معروف کرخی کی قبر کو جانتا ہوں۔ جو بھی پریشان حال ان کی قبر کا قصد کرے، اللہ تعالیٰ اس کی پریشانی کو دور کر دیتا ہے۔''

(تاریخ بغداد للخطیب: 123/1، وسندہٗ صحیحٌ)

متاخرین کا بے دلیل عمل دین کیسے بن سکتا ہے؟ یہ عمل قرآن وسنت اور خیر القرون کے سلف صالحین کے خلاف ہے۔

رہا حاجت پوری ہو جانا تو یہ اتفاقی امر ہے۔ آج بھی قبروں کے پجاری قبر والوں سے اولادیں مانگتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں اولاد مل جاتی ہے، لیکن وہ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ صاحبِ قبر نے ان پر یہ عنایت کی ہے۔کیا بتوں کے پجاریوں اور ان سے مدد مانگنے والوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی چیز نہیں ملتی؟ کیا ان کی کوئی دلی مراد پوری ہو جانا بت پرستی کے جواز پر دلیل ہے؟

قرآن و سنت میں بزرگوں کی قبروں پر دُعا اور ان کے توسل اور تبرک کا کوئی جواز نہیں، اگر ایسا کرنا جائز ہوتا، تو صحابہ کرام اور تابعین عظام ضرور ایسا کرتے۔ خیر القرون

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کے بعد دین اسلام میں جو منکر کام داخل ہو گئے تھے، یہ بھی انہی میں سے ہے۔

دلیل نمبر ⑪ :

امام مجاہد رحمہ اللہ سے سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے:

كَانُوْا إِذَا قُحِطُوْا كَشَفُوْا عَنْ قَبْرِهٖ، فَمُطِرُوْا .

”رومی جب قحط سالی کا شکار ہوتے، تو وہ سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ کی قبر کو کھولتے۔تو ان پر بارش برسا دی جاتی۔“ (مُعجم الصّحابة للبَغوي : 222/2)

جھوٹی روایت ہے۔

① محمد بن عمر واقدی متروک و کذاب ہے۔

② اسحاق بن یحییٰ بن طلحہ ضعیف ہے۔

(تقريب التّهذيب لابن حَجَر : 390)

دلیل نمبر ⑫ :

امام مالک رحمہ اللہ سے منقول ہے:

بَلَغَنِي عَنْ قَبْرِ أَبِي أَيُّوْبَ أَنَّ الرُّوْمَ يَسْتَصْحُوْنَ بِهٖ، وَيَسْتَسْقَوْنَ .

”مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رومی سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی قبر کے وسیلے صحت اور بارش طلب کرتے ہیں۔“

(الاستيعاب في معرفة الأصحاب لابن عبد البرّ : 1606/4)

امام مالک رحمہ اللہ تک یہ بات پہنچانے والا شخص نا معلوم ہے، لہٰذا یہ قول حجت نہیں، نیز امام مالک رحمہ اللہ نے صرف ایک خبر نقل کی ہے، اس کی تصدیق نہیں کی۔

دلیل نمبر ⑬ :

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

قَبْرُ أَبِي أَيُّوْبَ قُرْبَ سُوْرِهَا، مَعْلُوْمٌ إِلَى الْيَوْمِ، مُعَظَّمٌ يَّسْتَسْقُوْنَ بِهٖ، فَيُسْقَوْنَ .

''سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ کی قبر (قسطنطنیہ) شہر کی فصیل کے قریب ہے۔آج تک وہیں موجود ہے۔اس کی تعظیم کی جاتی ہے اور اس کے وسیلہ سے بارش طلب کی جائے،تو بارش برستی ہے۔''

(الاستيعاب في معرفة الأصحاب : 426/2)

اس پر کوئی دلیل نہیں کہ بارش کی دُعا اس قبر کی برکت سے قبول ہوتی ہے۔ اتفاقاً ایسا ہو جاتا ہے، اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ قبر کی وجہ سے یا صاحب قبر کے سبب دُعا قبول ہوتی ہے۔ اگر ایسا ہوتا، تو صحابہ کرام،تابعین اور تبع تابعین کو ضرور معلوم ہوتا اور وہ ضرور اس کے قائل وفاعل ہوتے۔

تنبیہ:

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

اَلدُّعَاءُ مُسْتَجَابٌ عِنْدَ قُبُوْرِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْأَوْلِيَاءِ، وَفِي سَائِرِ الْبِقَاعِ، لٰكِنْ سَبَبُ الْإِجَابَةِ حُضُورُ الدَّاعِي، وَخُشُوعُهٗ، وَابْتِهَالُهٗ، وَبِلَا رَيْبٍ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبَارَكَةِ، وَفِي الْمَسْجِدِ، وَفِي السَّحَرِ، وَنَحْوِ ذٰلِكَ، يَتَحَصَّلُ ذٰلِكَ لِلدَّاعِي كَثِيْراً، وَكُلُّ مُضْطَرٍّ؛ فَدُعَاؤُهٗ مُجَابٌ .

''انبیا، اولیا کی قبروں اور باقی تمام مقدس مقامات پر دُعا قبول ہوجاتی ہے،لیکن قبولیتِ دُعا کا سبب (قبور کا متبرک ہونا نہیں، بلکہ) دعا کرنے والے کا خشوع

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور گریہ وزاری ہوتا ہے۔اس بات میں کوئی شک نہیں کہ مبارک مقامات، مسجد، سحری اور دیگر اوقات میں دعا کرنے والے کو بہت کچھ حاصل ہو جاتا ہے اور ہر پریشان حال کی دُعا قبول ہوجاتی ہے۔“

(سِیَر أعلام النُّبلاء : 77/17)

دعا کی قبولیت کا سبب انبیا اور صلحا کی قبریں نہیں، بلکہ وہ خشوع وخضوع ہے، جو دعا کرنے والا اختیار کرتا ہے۔

اگر اولیا کی قبروں پر دعا قبول ہوتی، صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور خیر القرون کے مسلمان ایسا ضرور کرتے، اگر وہ قبر نبی پر دُعا نہیں مانگتے تھے،تو اس کا مطلب یہ ہے کہ قبورِ انبیا و اولیا پر دعا کے قبول ہونے پر کوئی دلیل شرعی نہیں۔عقائد و اعمال میں سلف صالحین پر اکتفا کرنا چاہیے، باقی جن اہل علم نے یہ لکھا ہے کہ فلاں کی قبر سے تبرک وتوسل حاصل کیا جاتا ہے،تو یہ عام گمراہ یا جاہل عوام کی عادت کا ذکر ہے،جس پر کوئی دلیل نہیں، اگر بعض متأخرین اہل علم کا ایسا نظریہ ہو بھی ...... تو یہ حجت نہیں، کیونکہ یہ خیر القرون کے سلف صالحین کے مخالف ہے۔

دلیل نمبر ⑭ :

حسن بصری رحمہ اللہ سے مروی ہے:

وَقَفَ حَاتِمُ الْأَصَمُّ عَلٰی قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَبِّ، إِنَّا زُرْنَا قَبْرَ نَبِيِّكَ، فَلَا تَرُدَّنَا خَائِبِيْنَ، فَنُوْدِيَ: يَا هٰذَا، مَا أَذِنَّا لَكَ فِي زِيَارَةِ قَبْرِ حَبِيْبِنَا؛ إِلَّا وَقَدْ قَبِلْنَاكَ، فَارْجِعْ أَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ مِنَ الزُّوَّارِ مَغْفُوْرًا لَّكُمْ.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”حاتم اصم نے نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک پر کھڑے ہو کر کہا: اے رب! ہم تیرے نبی کی قبر کی زیارت کے لیے آئے ہیں، ہمیں نامراد نہ لوٹانا۔ آواز آئی: اے فلاں! ہم نے تمہیں اپنے حبیب کی قبر کی زیارت کی اجازت دی ہے، تو ہم نے اسے قبول بھی کر لیا ہے، تم اور تمہارے ساتھی پلٹ جاؤ، تمہاری بخشش کر دی گئی ہے۔“

(المَواهِب اللّدنيّة لأحمد القَسطلاني : 597/3)

اس کی سند نہیں مل سکی۔ بے سند باتوں کا کوئی اعتبار نہیں۔

دلیل نمبر ⑮ :

امام حاکم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سَمِعْتُ أَبَا عَلِيٍّ النَّيْسَابُوْرِيَّ يَقُوْلُ : كُنْتُ فِي غَمٍّ شَدِيْدٍ، فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ، كَأَنَّهٗ يَقُوْلُ لِي : صِرْ إِلٰى قَبْرِ يَحْيَى بْنِ يَحْيٰى، وَاسْتَغْفِرْ، وَسَلْ؛ تُقْضَ حَاجَتُكَ، فَأَصْبَحْتُ، فَفَعَلْتُ ذٰلِكَ، فَقُضِيَتْ حَاجَتِيْ .

”میں نے سنا کہ ابو علی نیسابوری کہہ رہے تھے: میں سخت پریشانی سے دوچار تھا۔ میں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی۔ ایسا محسوس ہوا کہ آپ ﷺ مجھے فرما رہے تھے: یحییٰ بن یحییٰ کی قبر کی طرف جاؤ، وہاں استغفار کرو اور دُعا کرو، تمہاری ضرورت پوری ہو جائے گی۔ میں نے اگلے دن یہ کام کیا، تو میری پریشانی حل ہو گئی۔“

(تاريخ الإسلام للذّهبي : 729/5، تهذيب التّهذيب لابن حَجَر : 299/11)

یہ خواب کا واقعہ ہے، سوائے انبیا کے کسی کا خواب شریعت نہیں بن سکتا۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

دلیل نمبر ⑯ :

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كُنَّا نَتَبَرَّكُ بِأَبِي الْفَتْحِ الْقَوَّاسِ، وَهُوَ صَبِيٌّ .

”ہم ابو فتح قواس سے برکت حاصل کیا کرتے تھے، حالانکہ ابھی وہ بچے تھے۔“

(تاريخ بغداد للخطيب : 325/14، وسندهٗ صحيحٌ)

اس سے مراد ان سے دعا کی برکت حاصل کرنا ہے اور زندہ نیک شخص سے دعا کروائی جا سکتی ہے، اس سے کسی کو کوئی اختلاف نہیں۔

دلیل نمبر ⑯ :

امام ابن ابی عاصم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ رَأَيْتُ جَمَاعَةً مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ وَأَهْلِ الْفَضْلِ، إِذَا هَمَّ أَحَدَهُمْ أَمْرٌ؛ قَصَدَ إِلٰى قَبْرِهٖ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، وَدَعَا بِحَضْرَتِهٖ، وَكَانَ يَعْرِفُ الْإِجَابَةَ، وَأَخْبَرَنَا مَشَايِخُنَا قَدِيمًا أَنَّهُمْ رَأَوْا مَنْ كَانَ قَبْلَهُمْ يَفْعَلُهُ .

”میں نے اہل علم وفضل کی ایک جماعت کو دیکھا کہ جب انہیں کسی پریشانی کا سامنا ہوتا، تو وہ ان (سیدنا طلحہ بن عبیداللہ) کی قبر پر جا کر سلام کرتے، اس جگہ دُعا مانگتے۔ وہ قبولیت دعا کو محسوس کرتے تھے۔ ہمارے مشائخ نے یہ خبر دی کہ انہوں نے بھی اپنے سے پہلے لوگوں کو ایسے کرتے دیکھا ہے۔“

(الآحاد والمَثاني :163/1)

بعض کا یہ بے دلیل عمل حجت نہیں، جب صحابہ کرام اور تابعین عظام نبی کریم ﷺ کی قبر پر ایسا نہیں کرتے تھے، تو کسی اور کی قبر پر کیسے روا ہو گیا؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

الحاصل :

اولیاء وصالحین کی قبروں سے تبرک حاصل کرنا ممنوع اور بدعت ہے، خیر القرون میں قبروں سے تبرک حاصل کرنے کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ یہ بعد والوں کی ایجاد ہے اور بعد والوں کی ایجاد دین نہیں بن سکتی۔

تنبیہ :

❀ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

الْبَرَكَةُ مَعَ أَكَابِرِكُمْ .

”اکابر میں برکت ہے۔“

(صحیح ابن حبان : 559، شُعب الإیمان للبَیهقي : 10493)

یہ روایت عکرمہ کی مرسل ہے، اس کا مرفوع اور متصل ہونا خطا ہے۔ امام ابو حاتم رازی (علل الحدیث : ۶/۲۰۳) اور امام ابن حبان رحمہما اللہ کا یہی رجحان ہے۔

❀ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

لَمْ يُحَدِّثِ ابْنُ الْمُبَارَكِ هٰذَا الْحَدِيثَ بِخُرَاسَانَ إِنَّمَا حَدَّثَ بِهٖ بِدَرْبِ الرُّومِ، فَسَمِعَ مِنْهُ أَهْلُ الشَّامِ، وَلَيْسَ هٰذَا الْحَدِيثُ فِي كُتُبِ ابْنِ الْمُبَارَكِ مَرْفُوعًا .

”امام عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے خراسان میں یہ حدیث بیان نہیں کی، بلکہ درب الروم میں بیان کی ہے، اہل شام نے ان سے یہ حدیث سنی، عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ کی کتابوں میں یہ روایت مرفوع (متصل) موجود نہیں۔“

(صحیح ابن حبان، تحت الحدیث : 559)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْأَصْلُ فِيهِ مُرْسَلٌ . ”اصل میں یہ روایت مرسل ہے۔“

(الكامل في ضعفاء الرجال : 457/6)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلصَّوَابُ أَنَّهٗ مُرْسَلٌ . ”اس کا مرسل ہونا ہی درست ہے۔“

(تلخيص العِلَل المتناهية لابن الجوزي :125/1)

اسی معنی کی ایک مرفوع روایت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

(الكامل لابن عدي : 419/4)

روایت ضعیف ومنکر ہے۔

① سعید بن بشیر ضعیف ہے۔

② سعید بن بشیر کی قتادہ سے روایت منکر ہوتی ہے۔ یہ روایت بھی قتادہ سے ہے۔

③ قتادہ مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

اولیا وصالحین کی قبور پر مساجد

اولیا وصالحین کی قبروں پر تبرک کے حصول کے لئے یا کسی اور مقصد کے لیے مساجد بنانا ممنوع وحرام ہے۔ یہ منکر عمل شرک کا ذریعہ اور وسیلہ ہے، نیز یہ کافر قوموں کے ساتھ مشابہت بھی ہے اور قبروں کی خلافِ شرع حد درجہ تعظیم بھی۔ اس سے بدعات وخرافات کے چور دروازے کھلتے ہیں۔ اس حوالہ سے صحیح احادیث پیش خدمت ہیں:

① حدیث جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ:

سیّدنا جندب بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات سے پانچ دن پہلے یہ فرماتے ہوئے سنا:

إِنِّي أَبْرَأُ إِلَى اللّٰهِ أَنْ يَّكُونَ لِي مِنْكُمْ خَلِيلٌ، فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَدِ اتَّخَذَنِي خَلِيلًا، كَمَا اتَّخذَ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِّنْ أُمَّتِي خَلِيلًا؛ لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا، أَلَا وَإِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ كَانُوا يَتَّخِذُونَ قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ وَصَالِحِيهِمْ مَّسَاجِدَ، أَلَا فَلَا تَتَّخِذُوا الْقُبُورَ مَسَاجِدَ، إِنِّي أَنْهَاكُمْ عَنْ ذٰلِكَ.

”اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے اس بات سے بری کر دیا گیا ہے کہ آپ میں سے کوئی میرا خلیل ہو۔ میرے ربّ نے مجھے اپنا خلیل بنا لیا ہے، جس طرح ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تھا۔ اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو اپنا خلیل بناتا، تو

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ابوبکر صدیق کو خلیل بناتا۔ خبردار! بے شک آپ سے پہلے لوگوں نے اپنے انبیائے کرام اور صالحین کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔ خبردار! آپ قبروں کو سجدہ گاہ نہ بنانا، میں آپ کو اس سے منع کرتا ہوں۔" (صحیح مسلم : 532)

۲ حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ:

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

إِنَّ مِنْ شِرَارِ النَّاسِ مَنْ تُدْرِكُهُ السَّاعَةُ وَهُمْ أَحْيَاءٌ، وَمَنْ يَتَّخِذِ الْقُبُورَ مَسَاجِدَ.

"بلاشبہ سب سے برے لوگ وہ ہیں، جن کی زندگی میں قیامت قائم ہو گی اور وہ لوگ، جنھوں نے قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔"

(مُسند الإمام أحمد : 405/1، 435، المُعجم الكبير للطّبراني : 10413، وسندهٗ حسنٌ)

اسے امام ابن خزیمہ (۷۸۹) اور امام ابن حبان رحمہما اللہ (۲۳۲۵) نے "صحیح" کہا ہے۔

❀ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو "حسن" کہا ہے۔

(مَجمع الزوائد : 27/2)

۳ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا:

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

لَمَّا اشْتَكَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ذَكَرَتْ بَعْضُ نِسَائِهِ كَنِيسَةً رَأَيْنَهَا بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ، يُقَالُ لَهَا : مَارِيَةُ، وَكَانَتْ أُمُّ سَلَمَةَ، وَأُمُّ حَبِيبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَتَتَا أَرْضَ الْحَبَشَةِ، فَذَكَرَتَا مِنْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حُسْنِهَا وَتَصَاوِيرَ فِيهَا، فَرَفَعَ رَأْسَهٗ، فَقَالَ: أُولٰئِكَ إِذَا مَاتَ مِنْهُمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ بَنَوْا عَلٰى قَبْرِهٖ مَسْجِدًا، ثُمَّ صَوَّرُوا فِيهِ تِلْكَ الصُّورَةَ، أُولٰئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللّٰهِ.

”جب نبی کریم ﷺ بیمار ہوئے، تو آپ ﷺ کی کسی زوجہ محترمہ نے کنیسہ کا تذکرہ کیا، جسے انہوں نے سرزمین حبشہ میں دیکھا تھا۔اس بت کو ماریہ کہا جاتا تھا۔سیّدہ امِ سلمہ اور سیّدہ امِ حبیبہ رضی اللہ عنہما سرزمین حبشہ گئی تھیں۔انہوں نے اس کی خوبصورتی اور اس میں رکھی ہوئی تصویروں کا ذکر کیا۔آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک اٹھایا اور ارشاد فرمایا: یہی وہ لوگ ہیں کہ جب ان میں کوئی نیک آدمی فوت ہو جاتا، تو وہ اس کی قبر پر مسجد بنا لیتے۔پھر اس مسجد میں ان کی تصویریں بناتے۔یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بدترین مخلوق ہیں۔“

(صحيح البخاري: 1341، صحيح مسلم: 528)

❀ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ شَيْخُنَا: وَهٰذِهِ الْعِلَّةُ الَّتِي لِأَجْلِهَا نَهَى الشَّارِعُ عَنِ اتِّخَاذِ الْمَسَاجِدِ عَلَى الْقُبُوْرِ، هِيَ الَّتِي أَوْقَعَتْ كَثِيْرًا مِّنَ الْأُمَمِ؛ إِمَّا فِي الشِّرْكِ الْأَكْبَرِ، أَوْ فِيْمَا دُوْنَهٗ مِنَ الشِّرْكِ، فَإِنَّ النُّفُوْسَ قَدْ أَشْرَكَتْ بِتَمَاثِيْلِ الْقَوْمِ الصَّالِحِيْنَ، وَتَمَاثِيْلَ يَزْعُمُوْنَ أَنَّهٗ طَلَاسِمُ لِلْكَوَاكِبِ وَنَحْوَ ذٰلِكَ، فَإِنَّ الشِّرْكَ بِقَبْرِ الرَّجُلِ الَّذِي يُعْتَقَدُ صَلَاحُهٗ؛ أَقْرَبُ إِلَى النُّفُوْسِ مِنَ الشِّرْكِ بِخَشَبَةٍ أَوْ حَجَرٍ، وَلِهٰذَا نَجِدُ أَهْلَ الشِّرْكِ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

كَثِيْرًا يَّتَضَرَّعُوْنَ عِنْدَهَا، وَيَخْشَعُوْنَ وَيَخْضَعُوْنَ، وَيَعْبُدُوْنَهُمْ بِقُلُوْبِهِمْ عِبَادَةً لَّا يَفْعَلُوْنَهَا فِي بُيُوْتِ اللّٰهِ، وَلَا وَقْتَ السَّحَرِ، مِنْهُمْ مَّنْ يَّسْجُدُ لَهَا، وَأَكْثَرُهُمْ يَرْجُوْنَ مِنْ بَرْكَةِ الصَّلَاةِ عِنْدَهَا وَالدُّعَاءِ مَا لَا يَرْجُوْنَهٗ فِي الْمَسَاجِدِ، فَلِأَجْلِ هٰذِهِ الْمَفْسَدَةِ؛ حَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مَادَّتَهَا حَتّٰى نَهٰى عَنِ الصَّلَاةِ فِي الْمَقْبَرَةِ مُطْلَقًا، وَإِنْ لَّمْ يَقْصِدِ الْمُصَلِّي بَرَكَةَ الْبُقْعَةِ بِصَلَاتِهٖ، كَمَا يَقْصِدُ بِصَلَاتِهٖ بَرَكَةَ الْمَسَاجِدِ، كَمَا نَهٰى عَنِ الصَّلَاةِ وَقْتَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَغُرُوبِهَا، لِأَنَّهَا أَوْقَاتٌ يَّقْصِدُ الْمُشْرِكُوْنَ الصَّلَاةَ فِيْهَا لِلشَّمْسِ، فَنَهٰى أُمَّتَهٗ عَنِ الصَّلَاةِ حِيْنَئِذٍ، وَإِنْ لَّمْ يَقْصِدِ الْمُصَلِّي مَا قَصَدَهُ الْمُشْرِكُوْنَ، سَدًّا لِلذَّرِيْعَةِ، قَالَ : وَأَمَّا إِذَا قَصَدَ الرَّجُلُ الصَّلَاةَ عِنْدَ الْقُبُوْرِ مُتَبَرِّكًا بِالصَّلَاةِ فِي تِلْكَ الْبُقْعَةِ، فَهٰذَا عَيْنُ الْمُخَادَعَةِ لِلّٰهِ وَلِرُسُوْلِهٖ، وَالْمُخَالَفَةُ لِدِيْنِهٖ، وَابْتِدَاعِ دِيْنٍ لَّمْ يَأْذَنْ بِهِ اللّٰهُ تَعَالٰى، فَإِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ قَدْ أَجْمَعُوْا عَلٰى مَا عَلِمُوْهٗ بِالْاِضْطِرَارِ مِنْ دِيْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ أَنَّ الصَّلَاةَ عِنْدَ الْقُبُوْرِ مَنْهِيٌّ عَنْهَا، وَأَنَّهٗ لَعَنَ مَنِ اتَّخَذَهَا مَسَاجِدَ، فَمِنْ أَعْظَمِ الْمُحْدَثَاتِ وَأَسْبَابِ الشِّرْكِ الصَّلَاةُ عِنْدَهَا وَاتِّخَاذُهَا مَسَاجِدَ، وَبِنَاءِ الْمَسَاجِدِ عَلَيْهَا،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَقَدْ تَوَاتَرَتِ النُّصُوْصُ عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ بِالنَّهْيِ عَنْ ذٰلِكَ وَالتَّغْلِيْظِ فِيْهِ، فَقَدْ صَرَّحَ عَامَّةُ الطَّوَائِفِ بِالنَّهْيِ عَنْ بِنَاءِ الْمَسَاجِدِ عَلَيْهَا، مُتَابَعَةً مِّنْهُمْ لِلسُّنَّةِ الصَّحِيْحَةِ الصَّرِيْحَةِ، وَصَرَّحَ أَصْحَابُ أَحْمَدَ وَغَيْرُهُمْ مِّنْ أَصْحَابِ مَالِكٍ وَّالشَّافِعِيِّ بِتَحْرِيْمِ ذٰلِكَ، وَطَائِفَةٌ أَطْلَقَتِ الْكَرَاهَةَ، وَالَّذِي يَنْبَغِي؛ أَنْ يُّحْمَلَ عَلٰى كَرَاهَةِ التَّحْرِيْمِ إِحْسَانًا لِّلظَّنِّ بِالْعُلَمَاءِ، وَأَنْ لَّا يُظَنَّ بِهِمْ أَنْ يُّجَوِّزُوْا فِعْلَ مَا تَوَاتَرَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ لَعْنُ فَاعِلِهٖ وَالنَّهْيُ عَنْهُ.

''ہمارے شیخ (ابن تیمیہ رحمہ اللہ) نے فرمایا: شارع رحمہ اللہ نے جس وجہ سے قبروں پر مسجدیں بنانے سے روکا ہے، وہ یہ ہے کہ اسی عمل نے کئی امتوں کو شرکِ اکبر اور اصغر میں مبتلا کیا ہے، کیونکہ لوگ صالحین کی مُورتیاں اور کچھ ایسی مُورتیوں کی وجہ سے شرک میں مبتلا ہوئے، جنہیں وہ ستاروں کی طلاسم وغیرہ خیال کرتے تھے۔ جب کسی آدمی کے بارے میں نیک ہونے کا عقیدہ ہو جائے، تو ایسے شخص کی قبر کے پاس شرک کا ہونا یقینی طور پر لکڑی اور پتھروں کے پاس ہونے والے شرک سے زیادہ ممکن ہے۔ اسی لیے اکثر مشرکوں کو ہم دیکھتے ہیں کہ وہ قبروں کے پاس خشوع وخضوع، عاجزی و انکساری اور دل سے ایسی عبادت کا مظاہرہ کرتے ہیں کہ جو اللہ کے گھروں اور بوقت سحری بھی نہیں کر پاتے، حتی کہ بعض لوگ تو ان قبروں کے پاس سجدے تک کر ڈالتے ہیں۔ ان میں سے اکثر وہاں نماز اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دعا کے ذریعے برکت کی امیدیں رکھتے ہیں، حالانکہ مسجدوں سے یہ امیدیں نہیں لگاتے۔ اس خرابی کی وجہ سے نبی کریم ﷺ نے شرک کو جڑ سے ختم کر دیا، یہاں تک کہ قبرستان میں مطلق طور پر نماز پڑھنے سے روک دیا، اسی طرح طلوعِ آفتاب اور غروبِ آفتاب کے وقت نماز سے بھی منع کر دیا گیا، کیونکہ اس وقت مشرکین سورج کی عبادت کرتے ہیں، لہٰذا آپ ﷺ نے اس وقت اُمت کو نماز سے روک دیا، اگرچہ نمازی کا ارادہ مشرکین والا نہ بھی ہو۔ اگر کسی انسان کا قبر کے پاس نماز پڑھنے کا مقصد تبرک حاصل کرنا ہو، تو یقیناً یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو دھوکہ دینا اور ان کے دین کی مخالفت کرنا ہے، نیز دین میں ایسے نئے کام کو گھڑ لینا ہے، جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم نہیں دیا۔ مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ یہ بات نبی کریم ﷺ کے دین سے یقینی طور پر ثابت ہے کہ قبروں کے پاس نماز پڑھنا ممنوع ہے اور ان پر مسجدیں بنانے والا ملعون ہے۔ قبروں کے پاس نماز پڑھنا اور ان پر مسجدیں بنانا شرک کے بڑے ذرائع و اسباب میں سے ہے۔ نبی کریم ﷺ کی احادیثِ متواترہ میں بڑی شدت کے ساتھ اس کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔ مسلمانوں کے اکثر مکاتبِ فکر نے قبروں کے پاس مسجدیں بنانے کی حرمت کی تصریح کی ہے۔ امام احمد، امام مالک اور امام شافعی رحمہم اللہ کے اصحاب نے بھی اس کی حرمت کی تصریح کی ہے۔ بعض علماءِ کرام نے اسے مکروہ گردانا ہے، مگر ان علما کے متعلق حسن ظن کا تقاضا یہی ہے کہ اس کراہت کو تحریم پر محمول کیا جائے، کیونکہ ان کے بارے میں یہ سوچا بھی نہیں جا سکتا کہ وہ کسی ایسے عمل کے لیے سند جواز پیش کریں گے، جس کے متعلق ممانعت نبی ﷺ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

متواتر احادیث میں بیان ہوئی ہے اور ایسے کام کرنے والے پر لعنت کی گئی ہے۔''
(إغاثة اللّهفان من مَصايد الشّيطان: 1/184-185)

④ حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ:

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قَاتَلَ اللّٰهُ يَهُودَ، اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَّسَاجِدَ .

''اللہ تعالیٰ یہود ونصاریٰ کو تباہ و برباد کرے، انھوں نے اپنے انبیائے کرام کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا تھا۔'' (صحيح البخاري: 437، صحيح مسلم: 530)

❀ صحیح مسلم میں یہ الفاظ بھی ہیں:

لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارٰى، اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَّسَاجِدَ .

''اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ کو اپنی رحمت سے دور کرے، جنھوں نے اپنے انبیائے کرام کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔''

❀ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ نَهٰى عَنْ اتِّخَاذِ الْقُبُوْرِ مَساجِدَ فِي آخِرِ حَيَاتِهِ، ثُمَّ إِنَّهٗ لَعَنَ، وَهُوَ فِي السِّيَاقِ، مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ، لِيُحَذِّرَ أُمَّتَهٗ أَنْ يَّفْعَلُوْا ذٰلِكَ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ کے آخری ایام میں قبروں کو سجدہ گاہ بنانے سے منع فرما دیا تھا، جیسا کہ سیاقِ حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اہل کتاب پر لعنت فرمائی، جنھوں نے ایسا کیا تھا، تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو یہ کام کرنے سے بچائیں۔‘‘(إغاثة اللّهفان :1/186)

✿ علامہ شوکانی رحمہ اللہ (۱۲۵۰ھ) فرماتے ہیں:

ثُمَّ انْظُرْ كَيْفَ يَصِحُّ اسْتِثْنَاءُ أَهْلِ الْفَضْلِ بِرَفْعِ الْقِبَابِ عَلٰى قُبُوْرِهِمْ، وَقَدْ صَحَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَمَا قَدَّمْنَا أَنَّهٗ قَالَ : «أُوْلٰئِكَ قَوْمٌ إِذَا مَاتَ فِيْهِمُ الْعَبْدُ الصَّالِحُ أَوِ الرَّجُلُ الصَّالِحُ؛ بَنَوْا عَلٰى قَبْرِهٖ مَسْجِدًا»، ثُمَّ لَعَنَهُمْ بِهٰذَا السَّبَبِ، فَكَيْفَ يَسُوْغُ مِنْ مُّسْلِمٍ أَنْ يَّسْتَثْنِيَ أَهْلَ الْفَضْلِ بِفِعْلِ هٰذَا الْمُحَرَّمِ الشَّدِيْدِ عَلٰى قُبُوْرِهِمْ، مَعَ أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ الرَّسُوْلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَذَّرَ النَّاسَ مَا صَنَعُوْا، لَمْ يَعْمُرُوا الْمَسَاجِدَ إِلَّا عَلٰى قُبُوْرِ صُلَحَائِهِمْ، ثُمَّ هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدُ الْبَشَرِ، وَخَيْرُ الْخَلِيْقَةِ، وَخَاتِمُ الرُّسِلِ، وَصَفْوَةُ اللّٰهِ مِنْ خَلْقِهٖ، يَنْهٰى أُمَّتَهٗ أَنْ يَّجْعَلُوْا قَبْرَهٗ مَسْجِدًا أَوْ وَثَنًا أَوْ عِيْدًا، وَهُوَ الْقُدْوَةُ لِأُمَّتِهٖ، وَلِأَهْلِ الْفَضْلِ مِنَ الْقُدْوَةِ بِهٖ، وَالتَّأَسِّي بِأَفْعَالِهٖ وَأَقْوَالِهِ الْحَظُّ الْأَوْفَرِ، وَهُمْ أَحَقُّ الْأُمَّةِ بِذٰلِكَ وَأَوْلَاهُمْ بِهٖ، وَكَيْفَ يَكُوْنُ فِعْلُ بَعْضِ الْأُمَّةِ وَصَلَاحُهٗ مُسَوِّغًا لِّفِعْلِ هٰذَا الْمُنْكَرِ عَلٰى قَبْرِهٖ؟ وَأَصْلُ الْفَضْلِ وَمَرْجِعُهٗ هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَيُّ فَضْلٍ يُّنْسَبُ إِلٰى فَضْلِهٖ أَدْنٰى نِسْبَةٍ؟ أَوْ يَكُوْنُ لَهٗ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بِجَنْبِهٖ أَقَلُّ اعْتِبَارٍ؟ فَإِنْ كَانَ هٰذَا مُحَرَّمًا مَّنْهِيًّا عَنْهُ، مَلْعُوْنًا فَاعِلُهٗ فِي قَبْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَمَا ظَنُّكَ بِقَبْرِ غَيْرِهٖ مِنْ أُمَّتِهٖ؟ وَكَيْفَ يَسْتَقِيْمُ أَنْ يَّكُوْنَ لِلْفَضْلِ مَدْخَلٌ فِي تَحْلِيْلِ الْمُحَرَّمَاتِ وَفِعْلِ الْمُنْكَرَاتِ؟

''علاوہ ازیں! صالحین کی قبروں پر قبے بنانے کا استثنا کیسے صحیح ہوسکتا ہے، جبکہ نبی کریم ﷺ سے بسندِ صحیح ہم ذکر کر چکے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: یہی وہ لوگ ہیں کہ جب ان میں سے کوئی نیک آدمی فوت ہو جاتا، تو اس کی قبر پر مسجد بنا لیتے۔ پھر آپ ﷺ نے ان کی اس حرکت کے سبب ان پر لعنت بھی فرمائی ہے، لہٰذا کسی مسلمان کے لیے یہ کیسے جائز ہوسکتا ہے کہ وہ اس حرمت وممانعت سے صالحین کی قبروں کو مستثنیٰ قرار دے؟ جبکہ صورت حال یہ ہے کہ اہل کتاب، جنھیں رسول اللہ ﷺ نے ملعون قرار دیا اور ان کے اس فعل سے لوگوں کو ڈرایا، وہ صالحین کی قبروں ہی پر مسجدیں بناتے تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ جو نوعِ انسانی کے سردار، باکمال صورت کے مالک، خاتم الرسل اور اللہ تعالیٰ کے برگزید بندے ہیں، نے اپنی امت کو اپنے بعد اپنی قبر کو بھی مسجد، پوجا پاٹ اور میلے ٹھیلے کی جگہ بنانے سے منع فرمایا، حالانکہ آپ ﷺ ہی امت کے رہنما ہیں، صالحین امت کے لیے آپ ﷺ کی حیات ہی میں اسوہ ہے اور آپ ﷺ ہی کے اقوال وافعال کا اتباع مشعلِ راہ ہے۔ (اگر یہ کام جائز ہوتا، تو) آپ ﷺ سب سے بڑھ کر اس کے مستحق تھے، چنانچہ امت میں سے کسی کا فعل اور کسی کی نیکی کیسے اس منکر کام کو اس کی قبر پر جائز قرار دے سکتی ہے؟ فضیلت کا منبع و

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مرجع رسول اللہ ﷺ ہی کی ذات ہے۔ کسی بھی فضیلت کو آپ ﷺ کی فضیلت سے کوئی ادنیٰ سی نسبت بھی نہیں ہو سکتی اور آپ ﷺ کے مقابلے میں اس کا کوئی بھی اعتبار نہیں ہو سکتا۔ جب آپ ﷺ کی مبارک قبر پر بھی یہ کام ممنوع و حرام ہیں اور ایسا کرنے والا ملعون ہے، تو آپ ﷺ کے کسی امتی کی قبر کے بارے میں کیا رائے رکھی جا سکتی ہے؟ اور حرام و منکر کاموں کے جواز میں کسی فضیلت کا کیسے کوئی دخل ہو سکتا ہے؟''

(شرح الصُّدور بتحریم رفع القبور، ص 39-40)

❁ شیخ عبدالرحمٰن بن حسن رحمہ اللہ (۱۲۸۵ھ) فرماتے ہیں:

قَوْلُهُ : «وَالَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْقُبُوْرَ مَسَاجِدَ» مَعْطُوْفٌ عَلٰى خَبَرِ إِنَّ فِي مَحَلِّ نَصْبٍ عَلٰى نِيَّةِ تِكْرَارِ الْعَامِلِ، أَيْ وَإِنَّ مِنْ شِرَارِ النَّاسِ الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْقُبُوْرَ مَسَاجِدَ، أَيْ بِالصَّلَاةِ عِنْدَهَا وَإِلَيْهَا، وَبِنَاءِ الْمَسَاجِدِ عَلَيْهَا، وَتَقَدَّمَ فِي الْأَحَادِيْثِ الصَّحِيْحَةِ أَنَّ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى، وَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ، تَحْذِيرًا لِّلْأُمَّةِ أَنْ يَّفْعَلُوْا مَعَ نَبِيِّهِمْ وَصَالِحِيْهِمْ مِّثْلَ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى، فَمَا رَفَعَ أَكْثَرُهُمْ بِذٰلِكَ رَأْسًا، بَلِ اعْتَقَدُوْا أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ قُرْبَةٌ لِّلّٰهِ تَعَالٰى، وَهُوَ مِمَّا يُبْعِدُهُمْ عَنِ اللّٰهِ وَيَطْرُدُهُمْ عَنْ رَّحْمَتِهِ وَمَغْفِرَتِهِ، وَالْعَجَبُ أَنَّ أَكْثَرَ مَنْ يَّدَّعِي الْعِلْمَ مِمَّنْ هُوَ مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ لَا يُنْكِرُوْنَ ذٰلِكَ، بَلْ رُبَّمَا اِسْتَحْسَنُوْهُ وَرَغَّبُوْا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فِي فِعْلِهٖ، فَلَقَدِ اشْتَدَّتْ غُرْبَةُ الْإِسْلَامِ، وَعَادَ الْمَعْرُوْفُ مُنْكَرًا وَّالْمُنْكَرُ مَعْرُوْفًا، وَالسُّنَّةُ بِدْعَةً وَّالْبِدْعَةُ سُنَّةً، نَشَأَ عَلٰى هٰذَا الصَّغِيْرُ وَهَرِمَ عَلَيْهِ الْكَبِيْرُ .

''نبی کریم ﷺ کا فرمان: «وَالَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْقُبُوْرَ مَسَاجِدَ» إِنَّ کی خبر پر معطوف ہے، جو کہ تکرارِ عامل کی نیت پر محلاً منصوب ہے، مطلب اس کا یہ ہے کہ بدترین لوگ وہ ہیں، جو قبر کے پاس نماز پڑھتے اور ان پر مسجدیں بناتے ہیں، جیسا کہ اس بارے میں صحیح احادیث پہلے گزر چکی ہیں کہ یہ یہود و نصاریٰ کا وطیرہ ہے، اسی وجہ سے ان پر لعنت کی گئی۔ نبی کریم ﷺ کا مقصود اپنی امت کو اپنی اور دیگر صالحین کی قبروں پر یہود و نصاریٰ جیسا عمل کرنے سے ڈرانا تھا۔ مگر زیادہ امتیوں نے اس بات کی طرف دھیان نہیں دیا، بلکہ انہوں نے اس (قبر پرستی) کو قربتِ خداوندی کا ذریعہ سمجھ لیا، حالانکہ یہ کام تو انہیں اللہ تعالیٰ، رحمت الٰہی اور بخشش باری تعالیٰ سے دور کرتا ہے۔ حیرانی کی بات یہ ہے کہ امت میں اکثر علم کے دعوے دار بھی ان کاموں کا ردّ نہیں کرتے، بلکہ انہیں اچھا خیال کرتے ہیں اور ایسے کاموں کی ترغیب دیتے ہیں۔ اسلام کی تعلیمات اس قدر اجنبی ہوگئی ہیں کہ نیکی نے برائی، برائی نے نیکی، سنت نے بدعت اور بدعت نے سنت کا روپ دھار لیا ہے اور انہی حالات پر چھوٹے پروان چڑھ رہے ہیں اور نوجوان بوڑھے ہو رہے ہیں۔'' (فتح المجید شرح کتاب التوحید، ص 240)

⑤ حدیث ابی عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیّدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری بات یہ تھی:

اِعْلَمُوا أَنَّ شِرَارَ النَّاسِ الَّذِينَ اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ .

''جان لیں! بلاشبہ سب سے برے لوگ وہ ہیں، جنھوں نے اپنے انبیائے کرام کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔'' (مُسند الإمام أحمد : 196/1، وسندهٗ حسنٌ)

⑥ حدیث عائشہ وعبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہم:

سیّدہ عائشہ اور سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں :

لَمَّا نَزَلَ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَفِقَ يَطْرَحُ خَمِيصَةً لَّهٗ عَلٰى وَجْهِهٖ، فَإِذَا اغْتَمَّ بِهَا كَشَفَهَا عَنْ وَّجْهِهٖ، فَقَالَ وَهُوَ كَذٰلِكَ : لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارٰى، اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَّسَاجِدَ، يُحَذِّرُ مَا صَنَعُوْا .

''جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مرضِ وفات میں مبتلا ہوئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چادر کو بار بار رخِ زیبا پر ڈالتے۔ جب گھبراہٹ ہوتی، تو اپنے چہرۂ مبارک سے چادر ہٹا دیتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی اضطراب و پریشانی میں فرمایا: یہود و نصاریٰ کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے دور کرے، جنھوں نے اپنے انبیا کی قبروں کو مسجد بنا لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرما کر اپنی امت کو ایسے کاموں سے منع فرما رہے تھے۔''

(صحيح البخاري : 435، صحيح مسلم :531)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

قَوْلُهٗ : «لَأُبْرِزَ قَبْرُهٗ»، أَيْ لَكُشِفَ قَبْرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَلَمْ يُتَّخَذْ عَلَيْهِ الْحَائِلُ، وَالْمُرَادُ الدَّفْنُ خَارِجَ بَيْتِهٖ، وَهٰذَا قَالَتْهُ عَائِشَةُ قَبْلَ أَنْ يُّوَسَّعَ الْمَسْجِدُ النَّبَوِيُّ، وَلِهٰذَا لَمَّا وُسِّعَ الْمَسْجِدُ جُعِلَتْ حُجْرَتُهَا مُثَلَّثَةَ الشَّكْلِ مُحَدَّدَةً، حَتّٰى لَا يَتَأَتّٰى لِأَحَدٍ أَنْ يُّصَلِّيَ إِلٰى جِهَةِ الْقَبْرِ مَعَ اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ .

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کہ (اگر یہ ڈر نہ ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو سجدہ گاہ اور میلہ گاہ بنا لیا جائے گا)،تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کو ظاہر کر دیا جاتا۔اس کا مطلب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک قبر کو کھلا چھوڑا جاتا اور اس پر کوئی پردہ حائل نہ ہوتا۔نیز گھر سے باہر دفن کرنے سے مراد یہ ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات مسجدِ نبوی کی توسیع سے قبل کہی تھی،لہٰذا جب مسجد نبوی کی توسیع کی گئی،تو حجرہ کو مثلث نما بنا کر بند کر دیا گیا،یہاں تک کہ وہاں آنے والا کوئی نمازی بھی قبر کی جانب اور قبلہ رخ ایک ساتھ نہیں ہوسکتا۔(یعنی جب قبلہ رخ ہوکر نماز پڑھے گا،تو قبر کی جانب منہ نہیں ہوسکتا،اسی طرح اگر کوئی قبر کی جانب منہ کرکے نماز ادا کرے گا،تو قبلہ کی طرف منہ نہیں ہوگا)۔''

(فتح الباري : 3/200)

✿ علامہ ابو العباس قرطبی رحمہ اللہ (٦٥٦ھ) فرماتے ہیں:

لِهٰذَا بَالَغَ الْمُسْلِمُوْنَ فِي سَدِّ الذَّرِيْعَةِ فِي قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَعْلَوْا حِيطَانَ تُرْبَتِهٖ، وَسَدُّوا الْمَدَاخِلَ إِلَيْهَا، وَجَعَلُوْهَا مُحَدَّقَةً بِقَبْرِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ خَافُوْا أَنْ يُّتَّخَذَ مَوْضِعُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قَبْرِهِ قِبْلَةً، إِذْ كَانَ مُسْتَقْبَلَ الْمُصَلِّيْنَ، فَتُتَصَوَّرُ الصَّلَاةُ إِلَيْهِ بِصُوْرَةِ الْعِبَادَةِ، فَبَنَوْا جِدَارَيْنِ مِنْ رُكْنَيِ الْقَبْرِ الشِّمَالِيَيْنَ، وَحَرَّفُوْهُمَا حَتَّى الْتَقَيَا عَلٰى زَاوِيَةٍ مُثَلَّثٍ مِّنْ نَّاحِيَةِ الشِّمَالِ، حَتّٰى لَا يَتَمَكَّنَ أَحَدٌ مِنْ اسْتِقْبَالِ قَبْرِهِ، وَلِهٰذَا الَّذِي ذَكَرْنَاهُ كُلَّهُ، قَالَتْ عَائِشَةُ: وَلَوْلَا ذٰلِكَ أُبْرِزَ قَبْرُهُ.

''مسلمانوں نے نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک کے متعلق سختی سے سد ذرائع اختیار کرتے ہوئے دیواروں کو اونچا کر دیا، داخلی راستوں کو بند کر دیا، اسے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ نیز جب انہیں قبر نبوی کے متعلق قبلہ رخ ہونے کا خدشہ ظاہر ہوا، کیونکہ قبر نمازیوں کے سامنے آ رہی تھی اور بوقتِ عبادت، قبر کے لیے نماز کا تصور ہو سکتا تھا، تو انہوں نے قبر کی شمالی سمت دو دیواریں بنا دیں، دونوں دیواروں کو شمالی سمت سے تھوڑا سا موڑ کر مثلث کی شکل دے دی، تاکہ کسی کے لیے قبر کا قبلہ ہونا ممکن نہ رہے۔ اوپر ذکر کردہ اسباب کی بنا پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات کہی تھی: اگر یہ خدشہ نہ ہوتا، تو نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک کو ظاہر کر دیا جاتا۔''

(المُفهِم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم : 932/2)

جب نبی کریم ﷺ کو علم ہو گیا کہ آپ عنقریب فوت ہو جائیں گے، تو وفات سے پہلے آپ ﷺ نے افرادِ امت کو قبر پر مسجد بنانے سے ڈرایا، اسی خدشہ کے پیشِ نظر آپ ﷺ کو حجرۂ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا میں دفن کیا گیا، ورنہ بقیع الغرقد میں دفن کیا جاتا۔

فائدہ:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا قُبِضَ نَبِيٌّ؛ إِلَّا دُفِنَ حَيْثُ يُقْبَضُ.

''جب بھی کسی نبی کی وفات ہوئی، تو اسے وہیں دفن کیا گیا، جہاں اس کی روح قبض ہوئی۔'' (سنن ابن ماجه: 1628)

روایت ضعیف ہے۔ حسین بن عبداللہ بن عبیداللہ ہاشمی ضعیف ہے۔

❀ امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ أَكْثَرُ أَصْحَابِ الْحَدِيثِ.

''اسے اکثر محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔'' (السّنن الكبرٰى: 346/10)

❀ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ مَتْرُوكٌ، وَضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ.

''یہ متروک ہے، اسے جمہور محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(مَجمع الزّوائد: 5/60، 7/281)

اسے امام احمد بن حنبل، امام یحییٰ بن معین، امام علی بن مدینی، امام ابوحاتم، امام ابوزرعہ، امام نسائی اور امام ابن حبان رحمہم اللہ وغیرہم نے ضعیف و مجروح قرار دیا ہے۔

❀ سنن ترمذی (1018) کی سند بھی ضعیف ہے، عبدالرحمٰن بن ابی بکر مُلیکی ضعیف ہے۔

❀ مصنف عبد الرزاق (6534) اور مسند احمد (7/1) کی سند منقطع ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

❀ علامہ عبدالرحمٰن بن حسن رحمہ اللہ (۱۲۸۵ھ) فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قَوْلُهٗ : «يُحَذِّرُ مَا صَنَعُوْا»، اَلظَّاهِرُ أَنَّ هٰذَا مِنْ كَلَامِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، لِأَنَّهَا فَهِمَتْ مِنْ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ تَحْذِيْرَ أُمَّتِهٖ مِنْ هٰذَا الصَّنِيْعِ الَّذِي كَانَتْ تَفْعَلُهُ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى فِي قُبُوْرِ أَنْبِيَائِهِمْ، فَإِنَّهٗ مِنَ الْغُلُوِّ فِي الْأَنْبِيَاءِ، وَمِنْ أَعْظَمِ الْوَسَائِلِ إِلَى الشِّرْكِ، وَمِنْ غُرْبَةِ الْإِسْلَامِ أَنَّ هٰذَا الَّذِي لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاعِلَيْهِ، تَحْذِيْرًا لِأُمَّتِهٖ أَنْ يَّفْعَلُوْهُ مَعَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ الصَّالِحِيْنَ مِنْ أُمَّتِهٖ، قَدْ فَعَلَهُ الْخَلْقُ الْكَثِيْرُ مِنْ مُتَأَخِّرِي هٰذِهِ الْأُمَّةِ، وَاعْتَقَدُوْهُ قُرْبَةً مِّنَ الْقُرُبَاتِ، وَهُوَ مِنْ أَعْظَمِ السَّيِّئَاتِ وَالْمُنْكَرَاتِ، وَمَا شَعُرُوْا أَنَّ ذٰلِكَ مُحَادَّةٌ لِّلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ، قَالَ الْقُرْطَبِيُّ فِي مَعْنَى الْحَدِيْثِ : وَكُلُّ ذٰلِكَ لِقَطْعِ الذَّرِيْعَةِ الْمُؤَدِّيَةِ إِلٰى عِبَادَةِ مَنْ فِيْهَا كَمَا كَانَ السَّبَبُ فِي عِبَادَةِ الْأَصْنَامِ، اِنْتَهٰى، إِذْ لَا فَرْقَ بَيْنَ عِبَادَةِ الْقَبْرِ وَمَنْ فِيْهِ وَعِبَادَةِ الصَّنَمِ .

”آپ ﷺ اپنی امت کو یہود ونصاریٰ کے فعل شنیع سے دُور رکھنا چاہتے تھے۔ ظاہری طور پر یہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہی کا قول ہے، کیونکہ انھوں نے نبی کریم ﷺ کے فرمان سے یہ فہم لیا کہ آپ ﷺ اپنی امت کو ان کاموں سے ڈرانا چاہتے تھے، جو کام یہود ونصاریٰ نے اپنے انبیا کی قبروں کے ساتھ کیے، کیونکہ یہ کام انبیا کی شان میں غلو ہے اور شرک کے بڑے اسباب میں سے ہے۔ اسلام کی اجنبیت کا یہ عالم ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جس کام کے کرنے والوں پر لعنت

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کی اور امت کو متنبہ فرمایا کہ وہ آپ ﷺ اور دیگر صالحین کی قبروں کے ساتھ یہ کام نہ کریں، بہت سے متاخرین امت نے اسی کام کو اپنایا اور اسے قربِ الٰہی کا ذریعہ بھی سمجھ لیا، حالانکہ یہ بہت بڑا گناہ اور سخت منکر کام ہے۔ان لوگوں کو اس بات کا شعور تک نہیں کہ یہ تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مخالفت ہے۔علامہ قرطبی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے: ''یہ سب کچھ صاحب قبر کی عبادت سے بچانے کے لیے کیا گیا کہ بت پرستی کا سبب بھی یہی تھا۔'' کیونکہ قبر اور صاحبِ قبر کی عبادت اور بتوں کی پوجا میں کوئی فرق نہیں۔''

(فتح المجید شرح کتاب التّوحید، ص 234)

✿ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

بِالْجُمْلَةِ فَمَنْ لَّهٗ مَعْرِفَةٌ بِالشِّرْكِ وَأَسْبَابِهٖ وَذَرَائِعِهٖ، وَفَهِمَ عَنِ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰه تَعَالٰى عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مَقَاصِدَهٗ؛ جَزَمَ جَزْماً لَّا يَحْتَمِلُ النَّقِيْضَ أَنَّ هٰذِهِ الْمُبَالَغَةُ مِنْهُ بِاللَّعَنِ وَالنَّهْيِ بِصَيِغْتَيْهِ؛ صَيْغَةِ : «لَا تَفْعَلُوْا» وَصَيْغَةِ : «إِنِّي أَنْهَاكُمْ» لَيْسَ لِأَجْلِ النَّجَاسَةِ، بَلْ هُوَ لِأَجْلِ نَجَاسَةِ الشِّرْكِ اللَّاحِقَةِ بِمَنْ عَصَاهٗ، وَارْتَكَبَ مَا عَنْهُ نَهَاهٗ، وَاتَّبَعَ هَوَاهٗ، وَلَمْ يَخْشَ رَبَّهٗ وَمَوْلَاهٗ، وَقَلَّ نَصِيْبُهٗ أَوْ عَدِمَ فِي تَحْقِيْقِ شَهَادَةِ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، فَإِنَّ هٰذَا وَأَمْثَالَهٗ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ صِيَانَةٌ لِّحِمَى التَّوْحِيْدِ أَنْ يَّلْحَقَهُ الشِّرْكُ وَيَغْشَاهٗ، وَتَجْرِيْدٌ لَّهٗ وَغَضَبٌ لِرَبِّهٖ أَنْ يَّعْدِلَ بِهٖ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سِوَاهُ، فَأَبَى الْمُشْرِكُوْنَ إِلَّا مَعْصِيَةً لِّأَمْرِهٖ وَارْتِكَاباً لِّنَهْيِهٖ، وَغَرَّهُمُ الشَّيْطَانُ، فَقَالَ : بَلْ هٰذَا تَعْظِيْمٌ لِّقُبُوْرِ الْمَشَايِخِ وَالصَّالِحِيْنَ، وَكُلَّمَا كُنْتُمْ أَشَدَّ لَهَا تَعْظِيْمًا، وَأَشَدَّ فِيْهِمْ غُلُوًّا؛ كُنْتُمْ بِقُرْبِهِمْ أَسْعَدَ، وَمِنْ أَعْدَائِهِمْ أَبْعَدَ، وَلَعَمْرُ اللّٰهِ، مِنْ هٰذَا الْبَابِ بِعَيْنِهٖ دَخَلَ عَلٰى عُبَّادِ يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرَ، وَمِنْهُ دَخَلَ عَلٰى عُبَّادِ الْأَصْنَامِ مُنْذُ كَانُوْا إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، فَجَمَعَ الْمُشْرِكُوْنَ بَيْنَ الْغُلُوِّ فِيْهِمْ، وَالطَّعْنِ فِي طَرِيْقَتِهِمْ، وَهَدَى اللّٰهُ أَهْلَ التَّوْحِيْدِ لِسُلُوْكِ طَرِيْقَتِهِمْ، وَإِنْزَالِهِمُ الَّتِي أَنْزَلَهُمُ اللّٰهُ إِيَّاهَا، مِنَ الْعُبُوْدِيَّةِ وَسَلْبِ خَصَائِصِ الْإِلٰهِيَةِ عَنْهُمْ، وَهٰذَا غَايَةُ تَعْظِيْمِهِمْ وَطَاعَتِهِمْ.

’’الغرض جو شخص شرک کے اسباب و ذرائع کی معرفت رکھتا ہے اور مقاصد رسول کو سمجھتا ہے، اسے پختہ یقین ہے کہ اس کام (قبر پرستی) کے متعلق لعنت اور ممانعت میں ’’نہ کرو‘‘ اور ’’میں تمہیں منع کرتا ہوں‘‘ کے الفاظ سے جو مبالغہ کیا گیا ہے، یہ اس لیے نہیں کہ اس میں ظاہری نجاست ہے، بلکہ اس لیے کہ اس میں شرک کی نجاست ہے، جو ہر اس شخص کو لاحق ہو جائے گی، جو اس معاملے میں نبی کریم ﷺ کی مخالفت کرے گا، آپ ﷺ کے منع کردہ کام کا ارتکاب کرے گا، نفس پرستی کا شکار ہوگا، اپنے رب اور مولا سے نہ ڈرے گا اور اس کا کلمہ شہادت پر یقین بہت کم یا نہ ہونے کے برابر ہو جائے گا۔ یہ اور اس طرح کے دوسرے اقدام نبی کریم ﷺ نے توحید کی حفاظت کے لیے فرمائے، تاکہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

شرک اس کے ساتھ خلط ملط نہ ہو جائے، توحید پر شرک غالب نہ آ جائے اور توحید نکھر کر سامنے آئے۔ نیز اس میں نبی کریم ﷺ کی طرف سے اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے پر غصے کا اظہار ہے، مگر مشرکین نے آپ ﷺ کے فرمان مبارک کی نافرمانی اور منع کردہ کاموں کے ارتکاب کی ٹھان لی۔ شیطان نے انہیں دھوکا دیتے ہوئے کہا کہ یہ کام تو مشائخ اور صالحین کی قبروں کی تعظیم ہے، تم ان قبروں کی جتنی زیادہ تعظیم کرو گے اور غلو سے کام لو گے، تمہیں ان قبروں والوں کی اتنی ہی قربت حاصل ہو گی اور ان کے دشمنوں سے تم اتنے ہی دور ہو جاؤ گے۔ اللہ کی قسم! یغوث، یعوق اور نسر کے پجاریوں کے ہاں شیطان اسی دروازے سے داخل ہوا تھا، شروع دن سے بت پرستوں کے پاس بھی وہ اسی دروازے سے آیا اور قیامت تک ایسا ہی ہو گا۔ مشرکین نے ایک طرف انبیا و صالحین کے متعلق غلو سے کام لیا، تو دوسری طرف ان کی تعلیمات پر طعن و تشنیع کی۔ اللہ تعالیٰ نے اہل توحید کو انبیائے کرام کے راستے پر چلنے کی ہدایت دی، جنہوں نے انبیائے کرام سے الوہیت کے خصائص کی نفی کر کے انہیں وہی مقامِ عبدیت دیا، جن پر اللہ تعالیٰ نے انہیں فائز کیا تھا اور یہی ان کی حد درجہ تعظیم و اطاعت ہے۔" (إغاثة اللّهفان من مَصايد الشّيطان: 189/1)

❁ نیز فرماتے ہیں:

مِنْ أَعْظَمِ كَيْدِ الشَّيْطَانِ أَنَّهُ يَنْصِبُ لِأَهْلِ الشِّرْكِ قَبرَ مُعَظَّمٍ يُعَظِّمُهُ النَّاسُ، ثُمَّ يَجْعَلُهُ وَثَنًا يُعْبَدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ، ثُمَّ يُوْحِي إِلٰى أَوْلِيَائِهِ أَنَّ مَنْ نَهٰى عَنْ عِبَادَتِهِ، وَاتِّخَاذِهِ عِيْدًا، وَجَعْلِهِ وَثَنًا؛ فَقَدْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تَنَقَّصَهُ، وَهَضَمَ حَقَّهُ، فَيَسْعَى الْجَاهِلُوْنَ الْمُشْرِكُوْنَ فِي قَتْلِهِ وَعَقُوْبَتِهِ، وَيُكَفِّرُوْنَهُ، وَذَنْبُهُ عِنْدَ أَهْلِ الْإِشْرَاكِ أَمْرُهُ بِمَا أَمَرَ اللّٰهُ بِهِ وَرَسُوْلُهُ، وَنَهْيُهُ عَمَّا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ وَرَسُوْلُهُ، مِنْ جَعْلِهِ وَثَنًا وَّعِيْدًا، وَإِيْقَادِ السُّرُجِ عَلَيْهِ، وَبِنَاءِ الْمَسَاجِدِ وَالْقِبَابِ عَلَيْهِ، وَتَجْصِيْصِهِ، وَإِشَادَتِهِ، وَتَقْبِيْلِهِ، وَاسْتِلَامِهِ، وَدُعَائِهِ، وَالدُّعَاءِ بِهِ، أَوِ السَّفَرِ إِلَيْهِ، أَوِ الْاِسْتِغَاثَةِ بِهِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ، مِمَّا قَدْ عُلِمَ بِالِاضْطِرَارِ مِنْ دِيْنِ الْإِسْلَامِ أَنَّهُ مُضَادٌّ لِّمَا بَعَثَ اللّٰهُ بِهِ رَسُوْلَهُ، مِنْ تَجْرِيْدِ التَّوْحِيْدِ لِلّٰهِ وَأَنْ لَّا يُعْبَدَ إِلَّا اللّٰهُ، فَإِذَا نَهَى الْمُوَحِّدُ عَنْ ذٰلِكَ؛ غَضِبَ الْمُشْرِكُوْنَ، وَاشْمَأَزَّتْ قُلُوْبُهُمْ، وَقَالُوْا : قَدْ تَنَقَّصَ أَهْلَ الرُّتَبِ الْعَالِيَةِ، وَزَعَمَ أَنَّهُمْ لَا حُرْمَةَ لَهُمْ وَلَا قَدْرَ، وَيَسْرِي ذٰلِكَ فِي نُفُوْسِ الْجُهَّالِ وَالطَّغَامِ وَكَثِيْرٍ مِّمَّنْ يُّنْسَبُ إِلَى الْعِلْمِ وَالدِّيْنِ، حَتّٰى عَادَوْا أَهْلَ التَّوْحِيْدِ، وَرَمَوْهُمْ بِالْعَظَائِمِ، وَنَفَّرُوا النَّاسَ عَنْهُمْ، وَوَالَوْا أَهْلَ الشِّرْكِ وَعَظَّمُوْهُمْ، وَزَعَمُوْا أَنَّهُمْ هُمْ أَوْلِيَاءُ اللّٰهِ وَأَنْصَارُ دِيْنِهِ وَرَسُوْلِهِ، وَيَأْبَى اللّٰهُ ذٰلِكَ، فَمَا كَانُوْا أَوْلِيَائَهُ، وَإِنْ أَوْلِيَاؤُهُ إِلَّا الْمُتَّبِعُوْنَ لَهُ، الْمُوَافِقُوْنَ لَهُ، الْعَارِفُوْنَ بِمَا جَاءَ بِهِ، الدَّاعُوْنَ إِلَيْهِ، لَا الْمُتَشَبِّعُوْنَ بِمَا لَمْ يُعْطَوْا، لَابِسُوْا ثِيَابَ الزُّوْرِ، الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ النَّاسَ عَنْ سُنَّةِ نَبِيِّهِمْ، وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا، وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَصْلٌ : وَلَا تَحْسَبْ أَيُّهَا الْمُنْعَمُ عَلَيْهِ بِاتِّبَاعِ صِرَاطِ اللّٰهِ الْمُسْتَقِيْمِ، صِرَاطِ أَهْلِ نِعْمَتِهٖ وَرَحْمَتِهٖ وَكَرَامَتِهٖ أَنَّ النَّهْيَ عَنِ اتِّخَاذِ الْقُبُوْرِ أَوْثَانًا وَّأَعْيَاداً وَّأَنْصَاباً، وَالنَّهْيُ عَنِ اتِّخَاذِهَا مَسَاجِدَ، أَوْ بِنَاءِ الْمَسَاجِدَ عَلَيْهَا، وَإِيْقَادِ السُّرُجِ عَلَيْهَا، وَالسَّفَرِ إِلَيْهَا، وَالنَّذْرِ لَهَا، وَاسْتِلَامِهَا، وَتَقْبِيْلِهَا، وَتَعْفِيْرِ الْجِبَاهِ فِي عَرَصَاتِهَا؛ غَضٌّ مِنْ أَصْحَابِهَا، وَلَا تَنْقِيْصٌ لَّهُمْ، وَلَا تَنَقُّصٌ، كَمَا يَحْسَبُهُ أَهْلُ الْإِشْرَاكِ وَالضَّلَالِ، بَلْ ذٰلِكَ مِنْ إِكْرَامِهِمْ وَتَعْظِيْمِهِمْ وَاحْتِرَامِهِمْ، وَمُتَابَعَتِهِمْ فِيْمَا يُحِبُّوْنَهٗ وَتَجَنُّبِ مَا يَكْرَهُوْنَهٗ، فَأَنْتَ وَاللّٰهِ وَلِيُّهُمْ وَمُحِبُّهُمْ، وَنَاصِرُ طَرِيْقِهِمْ وَسُنَّتِهِمْ، وَعَلٰى هَدْيِهِمْ وَمِنْهَاجِهِمْ، وَهٰؤُلَاءِ الْمُشْرِكُوْنَ أَعْصَى النَّاسِ لَهُمْ، وَأَبْعَدُهُمْ مِنْ هَدْيِهِمْ وَمُتَابَعَتِهِمْ، كَالنَّصَارٰى مَعَ الْمَسِيْحِ، وَالْيَهُوْدِ مَعَ مُوْسٰى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ، وَالرَّافِضَةِ مَعَ عَلِيٍّ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَأَهْلُ الْحَقِّ أَوْلٰى بِأَهْلِ الْحَقِّ مِنْ أَهْلِ الْبَاطِلِ، فَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ، وَالْمُنَافِقُوْنَ وَالْمُنَافِقَاتُ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ.

فَاعْلَمْ أَنَّ الْقُلُوْبَ إِذَا اشْتَغَلَتْ بِالْبِدَعِ؛ أَعْرَضَتْ عَنِ السُّنَنِ، فَتَجِدُ أَكْثَرَ هٰؤُلَاءِ الْعَاكِفِيْنَ عَلَى الْقُبُوْرِ، مُعْرِضِيْنَ عَنْ طَرِيْقَةِ مَنْ فِيْهَا وَهَدْيِهٖ وَسُنَّتِهٖ؛ مُشْتَغِلِيْنَ بِقَبْرِهٖ عَمَّا أَمَرَ بِهٖ وَدَعَا إِلَيْهِ،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وَتَعْظِيْمُ الْأَنْبِيَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ وَمَحَبَّتُهُمْ؛ إِنَّمَا هِيَ بِاتِّبَاعِ مَا دَعَوْا إِلَيْهِ، مِنَ الْعِلْمِ النَّافِعِ وَالْعَمَلِ الصَّالِحِ، وَاقْتِفَاءِ آثَارِهِمْ، وَسُلُوْكِ طَرِيْقَتِهِمْ، دُوْنَ عِبَادَةِ قُبُوْرِهِمْ وَالْعُكُوْفِ عَلَيْهَا وَاتِّخَاذِهَا أَعْيَاداً، فَإِنَّ مَنِ اقْتَفٰى آثَارَهُمْ كَانَ مُتَسَبِّبًا إِلٰى تَكْثِيْرِ أُجُوْرِهِمْ بِاتِّبَاعِهٖ لَهُمْ، وَدَعْوَتِهِ النَّاسَ إِلَى اتِّبَاعِهِمْ، فَإِذَا أَعْرَضَ عَمَّا دَعَوْا إِلَيْهِ، وَاشْتَغَلَ بِضِدِّهٖ؛ حَرَمَ نَفْسَهٗ وَحَرَمَهُمْ ذٰلِكَ الْأَجْرَ، فَأَيُّ تَعْظِيْمٍ لَّهُمْ وَاحْتِرَامٍ فِي هٰذَا؟ وَإِنَّمَا اشْتَغَلَ كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ بِأَنْوَاعٍ مِّنَ الْعِبَادَاتِ الْمُبْتَدَعَةِ الَّتِي يَكْرَهُهَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ، لِإِعْرَاضِهِمْ عَنِ الْمَشْرُوْعِ أَوْ بَعْضِهٖ، وَإِنْ قَامُوْا بِصُوْرَتِهِ الظَّاهِرَةِ؛ فَقَدْ هَجَرُوْا حَقِيْقَتَهُ الْمَقْصُوْدَةَ مِنْهُ، وَإِلَّا فَمَنْ أَقْبَلَ عَلَى الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ بِوَجْهِهٖ وَقَلْبِهٖ، عَارِفاً بِمَا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ مِنَ الْكَلَامِ الطَّيِّبِ وَالْعَمَلِ الصَّالِحِ، مُهْتَمًّا بِهَا كُلَّ الِاهْتِمَامِ؛ أَغْنَتْهُ عَنِ الشِّرْكِ، وَكُلُّ مَنْ قَصَّرَ فِيْهَا أَوْ فِي بَعْضِهَا؛ تَجِدُ فِيْهِ مِنَ الشِّرْكِ بِحَسَبِ ذٰلِكَ، وَمَنْ أَصْغٰى إِلٰى كَلَامِ اللّٰهِ بِقَلْبِهٖ وَتَدَبُّرِهٖ وَتَفَهُّمِهٖ؛ أَغْنَاهُ عَنِ السَّمَاعِ الشَّيْطَانِيِّ الَّذِي يَصُدُّ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ، وَيَنْبُتُ النِّفَاقَ فِي الْقَلْبِ، وَكَذٰلِكَ مَنْ أَصْغٰى إِلَيْهِ وَإِلٰى حَدِيْثِ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ بِكُلِّيَّتِهٖ، وَحَدَّثَ نَفْسَهٗ بِاقْتِبَاسِ الْهُدٰى

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَالْعِلْمِ مِنْهُ، لَا مِنْ غَيْرِهِ؛ أَغْنَاهُ عَنِ الْبِدَعِ وَالْآرَاءِ وَالتَّخَرُّصَاتِ وَالشَّطَحَاتِ وَالْخَيَالَاتِ الَّتِي هِيَ وَسَاوِسُ النُّفُوْسِ وَتَخَيُّلَاتُهَا، وَمَنْ بَعُدَ عَنْ ذٰلِكَ؛ فَلَا بُدَّ لَهُ أَنْ يَتَعَوَّضَ عَنْهُ بِمَا لَا يَنْفَعُهُ، كَمَا أَنَّ مَنْ عَمَّرَ قَلْبَهُ بِمَحَبَّةِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَذِكْرِهِ وَخَشْيَتِهِ وَالتَّوَكُّلِ عَلَيْهِ وَالْإِنَابَةِ إِلَيْهِ؛ أَغْنَاهُ ذٰلِكَ عَنْ مَحَبَّةِ غَيْرِهِ وَخَشْيَتِهِ وَالتَّوَكُّلِ عَلَيْهِ، وَأَغْنَاهُ أَيْضًا عَنْ عِشْقِ الصُّوَرِ، وَإِذَا خَلَا مِنْ ذٰلِكَ صَارَ عَبْدَ هَوَاهُ، أَيُّ شَيْءٍ اسْتَحْسَنَهُ؛ مَلَّكَهُ وَاسْتَعْبَدَهُ، فَالْمُعْرِضُ عَنِ التَّوْحِيْدِ مُشْرِكٌ، شَاءَ أَمْ أَبٰى، وَالْمُعْرِضُ عَنِ السُّنَّةِ مُبْتَدِعٌ ضَالٌّ، شَاءَ أَمْ أَبٰى، وَالْمُعْرِضُ عَنْ مَّحَبَّةِ اللّٰهِ وَذِكْرِهِ عَبْدُ الصُّوَرِ، شَاءَ أَمْ أَبٰى، وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ، وَعَلَيْهِ التُّكْلَانُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ.

''شیطان کی ایک بڑی فریب کاری یہ بھی ہے کہ وہ مشرکوں کے لیے کسی بڑے نیک آدمی کی قبر کھڑی کرتا ہے، پھر اسے بت بنا کر ان سے غیر اللہ کی عبادت کراتا ہے، بعد میں اپنے دوستوں کے ذہنوں میں یہ بات ڈالتا ہے کہ جو شخص اس صاحبِ قبر کی عبادت، اسے میلہ گاہ اور بت بنانے سے روکتا ہے، وہ شخص اس (ولی) کی تنقیص اور حق تلفی کرتا ہے۔ جاہل مشرک ایسے شخص کو قتل کرنے، اسے سزا دینے اور اس کی تکفیر کرنے کے درپے ہو جاتے ہیں، حالانکہ مشرکوں کے نزدیک بھی اس کا جرم صرف اتنا ہوتا ہے کہ وہ اس کام کا حکم دیتا ہے، جس کا حکم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے دیا اور اس بات سے روکتا ہے جس سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے روکا ہے، جیسا کہ قبروں کو بت، میلہ گاہ بنانے، وہاں چراغ جلانے، ان پر مسجد اور قبے بنانے، انہیں پختہ و بلند کرنے، بوسہ و استلام کرنے، ان کی طرف سفر کرنے اور اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ان سے فریاد رسی کرنے سے روکا گیا ہے۔ دین اسلام میں یقینی طور پر یہ بات معلوم ہے کہ یہ سب کام ان تعلیمات سے متصادم ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ ﷺ کو دے کر مبعوث فرمایا ہے، یعنی توحید کو اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کر دیا جائے اور اس کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کی جائے۔ جب کوئی موحد ان (قبروں پر ہونے والے بدعی) کاموں سے روکے، تو مشرکین اظہار برہمی اور دلوں میں تنگی محسوس کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اس نے عالی مقام لوگوں کی تنقیص کی ہے، یہ سمجھتا ہے کہ ان کی کوئی عزت اور قدر و منزلت ہی نہیں ہے۔ یہ بات جاہل، کمینے اور دین و علم کی طرف منسوب ملاؤں کے دلوں میں سرایت کرتی رہتی ہے، یہاں تک کہ وہ توحید والوں سے دشمنی رکھنے لگتے ہیں، ان پر بڑے بڑے الزامات کی بوچھاڑ کرتے ہیں، لوگوں کو ان سے متنفر کرنے کی کوشش کرتے ہیں، مشرکوں سے دوستی اور ان کی تعظیم کرتے ہیں، یوں وہ جاہل اپنے تئیں خیال کرتے ہیں کہ ہم تو اللہ تعالیٰ کے ولی، نیز اس کے دین اور رسول کے مددگار ہیں، مگر اللہ تعالیٰ ان کے ولی ہونے کا انکار کرتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ولی تو صرف انبیاءِ کرام کی لائی ہوئی دعوت کی پیروی و موافقت اور اس کی معرفت رکھنے والے ہیں، نہ کہ وہ لوگ جو خود کو ایسا ظاہر کرتے ہیں، جیسے وہ نہیں ہیں، یہ بہروپیے لوگوں کو نبی کریم ﷺ کی سنت سے روک کر اور دین کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تروڑ مروڑ کر سمجھتے ہیں کہ بہت نیک کام کر رہے ہیں۔

ارے وہ صاحب، جسے اللہ تعالیٰ نے صراطِ مستقیم کی پیروی جیسی نعمت سے نواز رکھا ہے، جو راستہ انعام یافتہ اور اہل رحمت و کرامت کا ہے، یقیناً قبروں کو معبد خانہ، میلہ گاہ، بت خانہ اور سجدہ گاہ بنانے، نیز ان پر مساجد تعمیر کرنے، چراغ جلانے، ان کی طرف سفر کرنے، ان کے نام کی نذریں ماننے، استلام و بوسے دینے اور ان کے میدانوں میں اپنے ماتھوں کو خاک آلود کرنے، ان سب کاموں سے روکنا ان (نیک لوگوں) کی بے حرمتی نہیں، جیسا کہ مشرک اور گمراہ لوگ یہ کہتے سنائی دیتے ہیں، بلکہ یہ (قبروں پر ان امور کو روا رکھنا) دراصل ان کی تنقیص ہے۔ ایسے کاموں سے روکنا ہی صحیح معنوں میں ان کی عزت، تعظیم اور احترام ہے، کیونکہ ان کی عزت ان کی محبوب چیزوں کی پیروی اور ناپسندیدہ چیزوں سے اجتناب کرنے میں ہے۔

اللہ کی قسم! حقیقت میں تم (موحد) ہی ان نیک لوگوں کے دوست اور محبت کرنے والے ہو، ان کے طور وطریقے کے حامی اور ان کے منہج پر کاربند ہو، دوسری طرف یہ مشرکین سب ان کے نافرمان اور ان کی ہدایات و پیروی سے دور ہیں، جیسا کہ عیسائیوں کا سیدنا عیسیٰ علیہ السلام، یہودیوں کا سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور رافضیوں کا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ معاملہ ہے۔ اہل باطل کی بہ نسبت حق والے اہل حق کے زیادہ قریب ہوتے ہیں، مؤمن مرد و عورت ایک دوسرے کے دوست ہوتے ہیں اور منافق مرد و عورت آپس میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔

پس جان لو! جب دل بدعات میں مشغول ہو جائیں، تو سنت سے اعراض کرتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں،اس لیے تم دیکھو گے کہ قبروں کے مجاور اکثر نیک بزرگوں کی تعلیمات سے منہ موڑنے والے ہوتے ہیں،صالحین نے جس بات کا حکم دیا اور جس کی طرف دعوت دی،اسے چھوڑ کر صرف قبروں سے چمٹے ہوئے ہیں،انبیاءِ کرام اور صالحین عظام کی تعظیم دراصل ان کی دعوت،وراثت میں چھوڑا ہوا علم نافع اور اعمال صالحہ کی پیروی کرنے میں ہے،نیز ان کے نقش قدم اور طور وطریقے کے اتباع میں ہے،نہ کہ ان کی قبروں کی عبادت،ان کی مجاوری اور انہیں میلہ گاہ بنانے میں۔جو شخص ان صالحین کے نقش قدم کی پیروی کرے اور لوگوں کو ان کے اتباع کی دعوت دے،وہ (شخص) ان (صالحین) کے لیے اجر میں اضافے کا باعث بنے گا،مگر جو شخص ان کی دعوت سے اعراض برتے،بلکہ ان کے برعکس کام کرے،تو وہ خود اور انہیں بھی اجر وثواب سے محروم کرے گا۔اب بتائیں کہ اس میں تعظیم واحترام کہاں؟

کئی لوگ طرح طرح کی من گھڑت عبادات میں تو مشغول رہتے ہیں،جنہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ناپسند کرتے ہیں،مگر اکثر یا بعض مشروع عبادات سے منہ موڑتے ہیں،اگرچہ یہ ظاہری طور پر ان کا التزام بھی کرتے ہوں،کیونکہ انہوں نے ان عبادات کی حقیقتِ مقصودہ کو ترک کر دیا ہے۔ورنہ اگر کوئی خشوع وخضوع سے پانچ نمازوں کا پابند ہو،نماز کے پاکیزہ کلمات اور اعمالِ صالحہ سے مکمل آگاہ ہو اور پوری طرح ان کا اہتمام کرے،تو ایسا شخص شرک سے مستغنی ہو جاتا ہے۔اس کے برعکس ہر وہ شخص جو پانچ نمازوں میں یا بعض میں کوتاہی کا شکار ہو جائے،تو اس کی صورتِ حال کے مطابق آپ کو اس میں شرک نظر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آئے گا۔جو شخص کلام اللہ کو تفکر و تدبر سے سنتا ہے،وہ اس شیطانی سماع سے مستغنی ہو جاتا ہے،جو ذکر الٰہی اور نماز سے روکتا ہے اور دل میں نفاق کا بیج کاشت کرتا ہے۔اسی طرح جو شخص حدیث رسول کی طرف مکمل طور پر دھیان دیتا ہے اور اپنے دماغ میں یہ بات ڈال لیتا ہے کہ یہ دونوں(قرآن و حدیث) ہدایت اور علم کا سرچشمہ ہیں،تو ایسا شخص وساوس نفسانی اور تخیلات پر مشتمل بدعات،(باطل) آرا،تخمینہ آرائی،شطحیات اور خیالات سے مستغنی ہو جاتا ہے۔جو شخص ان (قرآن و حدیث) سے دوری اختیار کرتا ہے،ضروری طور پر اسے اس کے عوض غیر مفید چیزیں ملیں گی۔اسی طرح کوئی شخص اپنے دل کو اللہ کے ذکر،خشیت،توکل اور رجوع الی اللہ سے معمور رکھتا ہے،تو یہ رَوِش اسے غیر کی محبت وخشیت اور اس پر بھروسہ کرنے سے بے پرواہ کر دیتی ہے،نیز اسے صورتوں کے عشق سے بھی مستغنی کر دیتی ہے۔

اگر کوئی شخص ان صفات سے خالی ہو تو وہ اپنی خواہش کا بندہ بنے گا،اپنی پسند کا پجاری ہو گا،توحید سے اعراض کرنے والا چاہتے اور نہ چاہتے ہوئے بھی مشرک ہی ہو گا اور سنت سے منہ موڑنے والا،چاہتے اور نہ چاہتے ہوئے بھی بدعتی اور گمراہ کہلائے گا۔اسی طرح اللہ تعالیٰ کی محبت اور ذکر الٰہی سے اعراض برتنے والا،چاہتے اور نہ چاہتے ہوئے بھی صورتوں کا پجاری ہو گا۔

اللہ تعالیٰ ہی مددگار ہے اور اسی پر توکل ہے،ساری طاقت وقوت صرف اللہ عظیم و برتر کی ذات ہی سے ہے۔"(إغاثة اللّهفان من مَصايد الشّيطان :189/1)

❀ علامہ برکوی حنفی رحمہ اللہ (۹۸۱ھ) فرماتے ہیں :

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أَعْظَمُ الْفِتْنَةِ بِهٰذِهِ الْأَنْصَابِ فِتْنَةُ أَصْحَابِ الْقُبُوْرِ، وَهِيَ أَصْلُ فِتْنَةِ عُبَّادِ الْأَصْنَامِ، كَمَا قَالَ السَّلَفُ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْصِبُ لَهُمْ قَبْرَ رَجُلٍ مُّعَظَّمٍ يُعَظِّمُهُ النَّاسُ، ثُمَّ يَجْعَلُهٗ وَثَناً يُّعْبَدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ، ثُمَّ يُوْحِی إِلٰی أَوْلِيَائِهٖ أَنَّ مَنْ نَّهٰی عَنْ عِبَادَتِهٖ وَاتِّخَاذِهٖ عِيْداً وَّجَعْلِهٖ وَثَناً؛ فَقَدْ تَنَقَّصَهٗ وَهَضَمَ حَقَّهٗ، فَيَسْعَی الْجَاهِلُوْنَ فِي قَتْلِهٖ وَعُقُوْبَتِهٖ، وَيُكَفِّرُوْنَهٗ، وَمَا ذَنْبُهٗ إِلَّا أَنَّهٗ أَمَرَ بِمَا أَمَرَ بِهِ اللّٰهُ تَعَالٰی وَرَسُوْلُهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَنَهٰی عَمَّا نَهَی اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

''بت پرستی میں سب سے بڑا فتنہ قبر پرستوں کا ہے اور یہی بت پرستی کی بنیاد بنا، جیسا کہ سلف صالحین میں سے صحابہ کرام اور تابعین عظام نے فرمایا ہے۔ شیطان ایک ایسے آدمی کی قبر ان کے سامنے کرتا ہے، جس کی وہ تعظیم کرتے ہیں، پھر اُسے معبد خانہ بنا دیتا ہے، بعد ازاں شیطان اپنے دوستوں کے ذہنوں میں یہ بات ڈالتا ہے کہ جو لوگ ان کی عبادت کرنے، ان کی قبر کو میلہ، عرس گاہ اور معبد خانہ بنانے سے روکتے ہیں، وہ ان کی گستاخی اور حق تلفی کرتے ہیں۔ اس پر جاہل لوگ ایسے (حق گو) لوگوں کو قتل کرنے، انہیں پریشان کرنے اور ان کو کافر قرار دینے کے درپے ہو جاتے ہیں، حالانکہ ان کا جرم صرف اتنا ہوتا ہے کہ وہ اس بات کا حکم دیتے ہیں، جس کا اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حکم دیا ہے اور وہ اس بات سے منع کرتے ہیں، جس سے اللہ تعالیٰ اور اس کے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

رسول ﷺ نے منع فرمایا ہے۔''

(زیارۃ القُبور، ص 39)

⑦ حدیث ابی مرثد غنوی رضی اللہ عنہ:

سیّدنا ابو مرثد غنوی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

لَا تُصَلُّوا إِلَى الْقُبُورِ، وَلَا تَجْلِسُوا عَلَيْهَا .

''قبروں کی طرف منہ کر کے نماز نہ پڑھو، نہ ہی ان کے اوپر بیٹھو۔''

(صحیح مسلم: 972)

❁ علامہ برکوی حنفی رحمہ اللہ (۹۸۱ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ جَمَعَ بَيْنَ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقُبُوْرِ، وَمَا أَمَرَ بِهٖ وَنَهٰى عَنْهُ، وَمَا كَانَ عَلَيْهِ الصَّحَابَةُ وَالتَّابِعُوْنَ لَهُمْ بِإِحْسَانٍ، وَبَيْنَ مَا عَلَيْهِ أَكْثَرُ النَّاسِ الْيَوْمَ؛ رَآى أَحَدَهُمَا مُضَادًّا لِّلْآخِرِ، مُنَاقِضاً لَّهٗ، بِحَيْثُ لَا يَجْتَمِعَانِ أَبْدًا، فَإِنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَهٰى عَنِ الصَّلَاةِ إِلَى الْقُبُوْرِ، وَهُمْ يُخَالِفُوْنَهٗ وَيُصَلُّوْنَ عِنْدَهَا، وَنَهٰى عَنِ اتِّخَاذِ الْمَسَاجِدِ عَلَيْهَا، وَهُمْ يُخَالِفُوْنَهٗ وَيَبْنُوْنَ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ وَيُسَمُّوْنَهَا مَشَاهِدَ، وَنَهٰى عَنْ إِيْقَادِ السُّرُجِ عَلَيْهَا، وَهُمْ يُخَالِفُوْنَهٗ وَيُوْقِدُوْنَ عَلَيْهَا الْقَنَادِيْلَ وَالشُّمُوْعَ، بَلْ يُوْقِفُوْنَ لِذٰلِكَ أَوْقَافاً، وَأَمَرَ بِتَسْوِيَتِهَا وَهُمْ يُخَالِفُوْنَهٗ وَيَرْفَعُوْنَهَا مِنَ الْأَرْضِ كَالْبَيْتِ، وَنَهٰى عَنْ تَجْصِيْصِهَا وَالْبِنَاءِ عَلَيْهَا، وَهُمْ يُخَالِفُوْنَهٗ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَيُجَصِّصُوْنَهَا، وَيَعْقِدُوْنَ عَلَيْهَا الْقِبَابَ، وَنَهٰى عَنِ الْكِتَابَةِ عَلَيْهَا، وَهُمْ يُخَالِفُوْنَهُ وَيَتَّخِذُوْنَ عَلَيْهَا الْأَلْوَاحَ، وَيَكْتُبُوْنَ عَلَيْهَا الْقُرْآنَ وَغَيْرَهُ، وَنَهٰى عَنِ الزِّيَادَةِ عَلَيْهَا غَيْرَ تُرَابِهَا، وَهُمْ يُخَالِفُوْنَهُ وَيَزِيْدُوْنَ عَلَيْهَا سِوَى التُّرَابِ الْآجُرَ وَالْأَحْجَارَ وَالْجُصَّ، وَنَهٰى عَنِ اتِّخَاذِهَا عِيدًا، وَهُمْ يُخَالِفُونَهُ وَيَتَّخِذُونَهَا عِيدًا، وَيَجْتَمِعُونَ لَهَا كَاجْتِمَاعِهِمْ لِلْعِيْدِ وَأَكْثَرْ، وَالْحَاصِلُ أَنَّهُمْ مُّنَاقِضُوْنَ لِمَا أَمَرَ بِهِ الرَّسُوْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَنَهٰى عَنْهُ، وَمُحَادُّوْنَ لِمَا جَاءَ بِهِ.[1]

''جو شخص زیارتِ قبور سے متعلق رسول اللہ ﷺ کی سنت، آپ ﷺ کے اوامر و نواہی اور صحابہ و تابعین کے عمل کا موازنہ آج کل کے اکثر لوگوں کے عمل سے کرے گا، وہ ان دونوں کو ایک دوسرے کے اس قدر مخالف پائے گا کہ یہ دونوں کبھی اکٹھے ہو ہی نہیں سکتے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے قبروں کی طرف نماز پڑھنے سے منع کیا ہے، جبکہ یہ لوگ آپ ﷺ کی مخالفت میں ان کے پاس نماز پڑھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے قبروں کو سجدہ گاہ بنانے سے منع کیا، جبکہ یہ لوگ آپ ﷺ کی مخالفت میں قبروں پر مسجدیں بنا کر انہیں مزاروں کا نام دیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے قبروں پر چراغ جلانے سے منع کیا ہے، جبکہ یہ لوگ مخالفت میں چراغ اور موم بتیاں جلاتے ہیں اور اس سلسلے میں رقم جمع کرنے کے لیے اوقاف قائم کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے قبروں کو برابر کرنے کا حکم دیا ہے، جبکہ یہ لوگ آپ ﷺ کی مخالفت میں انہیں گھروں کی طرح بلند و بالا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بناتے ہیں۔ آپ ﷺ نے قبروں کو پختہ کرنے اور ان پر عمارت بنانے سے منع فرمایا، جبکہ یہ لوگ آپ ﷺ کی مخالفت میں انہیں پکا کرتے اور ان پر قبے بناتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے قبروں پر لکھنے سے منع فرمایا، جبکہ یہ لوگ نبی ﷺ کی مخالفت میں ان پر قرآن وغیرہ کی لکھی ہوئی تختیاں لگاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے قبروں پر اضافی مٹی ڈالنے سے منع فرمایا، جبکہ یہ لوگ آپ ﷺ کی مخالفت میں اضافی مٹی کے ساتھ ساتھ پکی اینٹیں، پتھر اور سیمنٹ بھی لگاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے قبروں کو میلہ گاہ اور مزار بنانے سے روکا، جبکہ یہ لوگ آپ ﷺ کی مخالفت کرتے ہوئے میلہ گاہ بناتے ہیں اور ان پر عید وغیرہ سے بڑھ کر اجتماعات کرتے ہیں۔ حاصل کلام یہ ہے کہ یہ ہر اس بات میں آپ ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں، جس کا نبی کریم ﷺ نے حکم فرمایا یا جس سے روکا۔ یوں یہ لوگ نبی کریم ﷺ کی لائی ہوئی شریعت سے دشمنی کماتے ہیں۔''

(زیارۃ القُبور، ص 15)

✿ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ (۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں:

أَيْ مُسْتَقْبِلِينَ (إِلَيْهَا)، لِمَا فِيهِ مِنَ التَّعْظِيمِ الْبَالِغِ، لِأَنَّهُ مِنْ مَّرْتَبَةِ الْمَعْبُودِ، فَجَمَعَ بَيْنَ الِاسْتِحْقَاقِ الْعَظِيمِ وَالتَّعْظِيمِ الْبَلِيغِ، قَالَهُ الطِّيبِيُّ، وَلَوْ كَانَ هٰذَا التَّعْظِيمُ حَقِيقَةً لِّلْقَبْرِ أَوْ لِصَاحِبِهٖ؛ لَكَفَرَ الْمُعَظِّمُ.

''اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز پڑھتے وقت ان (قبور) کی طرف رخ نہ کرو، کیونکہ یہ تعظیم میں مبالغہ آرائی ہے اور یہ حق صرف معبود کا ہے۔ ایسا شخص (غیر اللہ کے لیے) عظیم استحقاق اور حد درجہ تعظیم کو ایک ساتھ جمع کر دیتا ہے۔ یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

بات علامہ طیبی رحمہ اللہ نے کہی ہے۔اگر یہ تعظیم واقعی قبر اور صاحبِ قبر کے لیے کی جائے،تو ایسا کرنے والا کافر ہو جاتا ہے۔“

(مِرقاة المَفاتیح : 372/2)

⑧ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما:

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اجْعَلُوا فِي بُيُوتِكُمْ مِّنْ صَلَاتِكُمْ، وَلَا تَتَّخِذُوهَا قُبُورًا .

”اپنے گھروں میں نماز پڑھا کرو اور ان کو قبرستان مت بناؤ۔“

(صحيح البخاري : 432، صحيح مسلم : 777)

⑨ حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ:

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ مَقَابِرَ .

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے گھروں کو قبرستان مت بناؤ۔“

(صحيح مسلم : 780)

✿ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

وَجْهُ الدَّلَالَةِ أَنَّ قَبْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْضَلُ قَبْرٍ عَلٰى وَجْهِ الْأَرْضِ، وَقَدْ نَهٰى عَنِ اتِّخَاذِهٖ عِيْدًا، فَقَبْرُ غَيْرِهٖ أَوْلٰى بِالنَّهْيِ كَائِنًا مَّنْ كَانَ، ثُمَّ إِنَّهٗ قَرَنَ ذٰلِكَ بِقَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : «وَلَا تَتَّخِذُوا بُيُوْتَكُمْ قُبُوْرًا»، أَيْ لَا تُعَطِّلُوْهَا عَنِ الصَّلَاةِ فِيْهَا وَالدُّعَاءِ وَالْقِرَائَةِ، فَتَكُوْنَ بِمَنْزِلَةِ الْقُبُوْرِ، فَأَمَرَ بِتَحَرِّي

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

الْعِبَادَةِ فِي الْبُيُوْتِ، وَنَهٰى عَنْ تَحَرِّيْهَا عِنْدَ الْقُبُوْرِ، عَكْسَ مَا يَفْعَلُهُ الْمُشْرِكُوْنَ مِنَ النَّصَارٰى وَمَنْ تَشَبَّهَ بِهِمْ.

''وجہ دلالت یہ ہے کہ روئے زمین پر سب سے افضل قبر، نبی کریم ﷺ کی مبارک قبر ہے۔اس کے باوجود نبی کریم ﷺ نے اپنی قبر کو میلہ گاہ بنانے سے منع فرمایا ہے،تو پھر کسی بھی دوسری قبر کے ساتھ یہ معاملہ کرنا بطریق اولیٰ ممنوع ہے۔اس کے ساتھ آپ ﷺ نے ساتھ یہ بھی فرما دیا کہ ''اپنے گھروں کو قبرستان مت بناؤ۔'' مطلب اس کا یہ ہے کہ گھروں کو نماز، دعا اور تلاوت قرآن سے خالی مت کرو، کیونکہ ایسے تو وہ قبرستان کی طرح ہو جائیں گے۔ گھروں میں عبادت کا حکم دیا گیا اور قبروں کے پاس عبادت سے روکا گیا ہے، مگر نصاریٰ اور ان جیسے مشرک اس کے برعکس چلتے ہیں۔''

(اقتضاء الصّراط المستقیم : 172/2)

❁ علامہ امیر صنعانی رحمہ اللہ (۱۱۸۲ھ) فرماتے ہیں:

اَلتَّحْقِيْقُ أَنَّ قَبْرَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُعَمَّرْ عَلَيْهِ الْمَسْجِدُ، لِأَنَّهُ مَوْضِعٌ مُّسْتَقِلٌّ قَبْلَ بِنَاءِ الْمَسْجِدِ بِدَفْنِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمْ يَصْدُقْ عَلَيْهِ أَنَّهُ جَعَلَ قَبْرَهُ مَسْجِداً أَوْ وَثَناً يُّعْبَدُ، بَلْ قَدْ أَجَابَ اللّٰهُ دُعَائَهُ، فَدُفِنَ فِي بَيْتِهٖ وَفِي مَنْزِلِهِ الَّذِي يَمْلِكُهُ، أَوْ تَمْلِكُهُ زَوْجَهُ عَائِشَةُ، وَكَانَ الْمَسْجِدُ أَقْرَبَ شَيْءٍ إِلَيْهِ، ثُمَّ لَمَّا وُسِّعَ الْمَسْجِدُ لَمْ يَخْرُجْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْتِهٖ، وَلَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جَعَلَ بَيْتَهُ مَسْجِداً، بَلْ غَايَتُهُ أَنَّهُ اتَّصَلَ الْمَسْجِدُ بِهِ اتِّصَالًا أَشَدَّ مِمَّا كَانَ، فَالَّذِي يَصْدُقُ عَلَيْهِ أَنَّهُ اتَّخَذَ مَسْجِداً؛ إِنَّمَا هُوَ أَنْ يُّدْفَنَ الْمَيِّتُ فِي مَسْجِدٍ مُّسَبَّلٍ أَوْ فِي مُبَاحٍ، ثُمَّ يُعْمَرُ عَلَيْهِ مَسْجِدٌ.

”تحقیقی بات یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک پر مسجد نہیں بنائی گئی، کیونکہ یہ مقام مسجد تعمیر کیے جانے سے پہلے نبی کریم ﷺ کا مستقل مدفن تھا۔ چنانچہ یہ بات لازم نہیں آتی کہ آپ ﷺ کی قبر کو مسجد اور معبد خانہ بنایا گیا ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی دعا کو شرفِ قبولیت بخشا اور آپ ﷺ کو اپنے یا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی ملکیت والے گھر میں دفنایا گیا۔ مسجد اس کے بہت قریب تھی، جب مسجد کی توسیع ہوئی، تو اس وقت نہ ہی آپ ﷺ اپنے گھر سے خارج ہوئے اور نہ ہی اس گھر کو مسجد بنایا گیا۔ ہاں! البتہ مسجد بالکل متصل ہوگئی۔ قبر کو مسجد بنائے جانے والی بات تو تب لازم آتی ہے، جب کسی میت کو مباح و عام قبرستان میں دفنایا جائے، پھر اس پر مسجد بنالی جائے۔“

(العُدّة على إحكام الأحكام: 261/3)

❀ قبروں کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کی ممانعت کے متعلق وارد شدہ احادیث کے بارے میں علامہ شوکانی رحمہ اللہ (۱۲۵۰ھ) فرماتے ہیں:

أَحَادِيثُ النَّهْيِ الْمُتَوَاتِرَةُ كَمَا قَالَ ذٰلِكَ الْإِمَامُ، لَا تَقْصُرُ عَنِ الدَّلَالَةِ عَلَى التَّحْرِيمِ الَّذِي هُوَ الْمَعْنَى الْحَقِيقِيُّ لَهُ، وَقَدْ تَقَرَّرَ فِي الْأُصُولِ أَنَّ النَّهْيَ يَدُلُّ عَلَى فَسَادِ الْمَنْهِيِّ عَنْهُ، فَيَكُونُ الْحَقُّ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

التَّحْرِيمَ وَالْبُطْلَانَ.

''اس ممانعت والی احادیث متواتر ہیں، جیسا کہ امام نے فرمایا ہے۔ان کی دلالت، حرمت سے کم نہیں، جو اس کا حقیقی معنی ہے۔ اصول سے یہ بات واضح ہے کہ کسی چیز سے ممانعت اس کے فاسد ہونے کی دلیل ہوتی ہے۔ چنانچہ اس کا صحیح مطلب یہ ہوا کہ یہ کام حرام اور باطل ہے۔''(نیل الأوطار : 137/2)

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا إِذَا قَصَدَ الرَّجُلُ الصَّلَاةَ عِنْدَ بَعْضِ قُبُوْرِ الْأَنْبِيَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ، مُتَبَرِّكًا بِالصَّلَاةِ فِي تِلْكَ الْبُقْعَةِ؛ فَهٰذَا عَيْنُ الْمُحَادَّةِ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ، وَالْمُخَالِفَةِ لِدِيْنِهٖ، وَابْتِدَاعِ دِيْنٍ لَّمْ يَأْذَنْ بِهِ اللّٰهُ، فَإِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ قَدْ أَجْمَعُوْا عَلٰى مَا عَلِمُوْهُ بِالْاِضْطِرَارِ مِنْ دِيْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِنْ أَنَّ الصَّلَاةَ عِنْدَ الْقَبْرِ، أَيِّ قَبْرٍ كَانَ، لَا فَضْلَ فِيْهَا لِذٰلِكَ، وَلَا لِلصَّلَاةِ فِي تِلْكَ الْبُقْعَةِ مَزِيَّةُ خَيْرٍ أَصْلًا، بَلْ مَزِيَّةُ شَرٍّ.

''جب کوئی انسان انبیا اور نیک لوگوں کی قبروں کی طرف نماز کا قصد کرتا ہے، تا کہ اس جگہ سے برکت حاصل کرے، تو اس کا یہ کام اللہ اور اس کے رسول کی عین دشمنی، دین اسلام کی عین مخالفت اور ایسے دین کی ایجاد ہے، جس کا اللہ نے حکم نہیں دیا۔ مسلمانوں کا اتفاق ہے اور یقینی طور پر یہ بات دینِ رسول ﷺ سے واضح طور پر ثابت ہے کہ کسی بھی قبر کے پاس نماز پڑھنے میں کوئی فضیلت نہیں، نہ ہی اس جگہ نماز پڑھنے میں کوئی خاص بھلائی ہے، البتہ خاص شر کا عنصر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ضرور پایا جاتا ہے۔“(اقتضاء الصّراط المستقیم : 193/2)

فائدہ نمبر ①:

علامہ آلوسی حنفی رحمہ اللہ (۱۲۷۰ھ) سورت کہف (۲۱) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

هٰذَا وَاسْتُدِلَّ بِالْآيَةِ عَلٰى جَوَازِ الْبِنَاءِ عَلٰى قُبُوْرِ الصُّلَحَاءِ، وَاتِّخَاذِ مَسْجِدٍ عَلَيْهَا، وَجَوَازِ الصَّلَاةِ فِي ذٰلِكَ، وَمِمَّنْ ذَكَرَ ذٰلِكَ الشِّهَابُ الْخُفَاجِيُّ فِي حَوَاشِيْهِ عَلَى الْبَيْضَاوِيِّ، وَهُوَ قَوْلٌ بَاطِلٌ، عَاطِلٌ، فَاسِدٌ، كَاسِدٌ.

”اس آیت سے بعض لوگوں نے صالحین کی قبروں پر عمارت و مسجد بنانے اور اس میں نماز پڑھنے کا جواز پیش کرتے ہیں، جیسا کہ شہاب خفاجی نے بیضاوی کے حاشیہ میں ذکر کیا ہے، لیکن یہ بات باطل، بے بنیاد، فاسد اور مردود ہے۔“

(روح المَعاني : 225/8)

فائدہ نمبر ②:

علامہ امیر صنعانی رحمہ اللہ (۱۱۸۲ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ الْبَيْضَاوِيُّ : لَمَّا كَانَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارٰى يَسْجُدُونَ لِقُبُورِ أَنْبِيَائِهِمْ، تَعْظِيمًا لِّشَأْنِهِمْ، وَيَجْعَلُونَهَا قِبْلَةً يَّتَوَجَّهُونَ فِي الصَّلَاةِ نَحْوَهَا، اتَّخَذُوهَا أَوْثَانًا لَهُمْ، وَمَنَعَ الْمُسْلِمِينَ مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ : وَأَمَّا مَنِ اتَّخَذَ مَسْجِدًا فِي جِوَارِ صَالِحٍ، وَقَصَدَ التَّبَرُّكَ بِالْقُرْبِ مِنْهُ لَا لِتَعْظِيمٍ لَّهٗ، وَلَا لِتَوَجُّهٍ نَّحْوَهٗ، فَلَا يَدْخُلُ فِي ذَلِكَ الْوَعِيدِ.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

قُلْت : قَوْلُهٗ : لَا لِتَعْظِيمٍ لَّهٗ، يُقَالُ : اِتِّخَاذُ الْمَسَاجِدِ بِقُرْبِهٖ، وَقَصْدُ التَّبَرُّكِ بِهٖ تَعْظِيمٌ لَّهٗ، ثُمَّ أَحَادِيثُ النَّهْيِ مُطْلَقَةٌ، وَلَا دَلِيلَ عَلَى التَّعْلِيلِ بِمَا ذَكَرَ .

''علامہ بیضاوی کہتے ہیں: یہود و نصاریٰ چونکہ اپنے انبیاءِ کرام کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا کر ان کی تعظیم کیا کرتے تھے اور نماز وغیرہ میں ان کی طرف رُخ کیا کرتے تھے، یوں انہوں نے قبروں کو معبد خانہ بنا رکھا تھا۔رسولِ اکرم ﷺ نے مسلمانوں کو اس کام سے منع فرما دیا۔اب اگر کوئی شخص کسی نیک آدمی کی قبر کے پڑوس میں مسجد بنا لیتا ہے اور اس کا مقصد نیک آدمی سے تبرک حاصل کرنا ہے، نہ کہ اس کی تعظیم کرنا، نہ ہی وہ اس کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھتا ہے، تو وہ اس وعید میں داخل نہیں ہے۔میں (صنعانی رحمہ اللہ) کہتا ہوں: بیضاوی اگر یہ کہتا ہے کہ یہ کام تعظیم کے لیے نہ ہو، تو جائز ہے، تو اسے یہ جواب دیا جائے گا کہ قبر کے قریب مسجد بنانا اور اس سے تبرک حاصل کرنا تعظیم ہی تو ہے۔نیز قبر پر مسجد بنانے سے ممانعت والی احادیث مطلق ہیں اور بیضاوی کی ذکر کردہ تاویل پر کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔''

(سُبُل السّلام :229/1)

فائدہ نمبر ③:

بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ مسجدیں قبروں کے اوپر نہیں، ایک طرف بنائی جاتی ہیں۔ لیکن یاد رہے کہ جو مسجد قبر کے پاس بنائی جائے، وہ قبر کے اوپر ہی ہے، مثلاً کہا جاتا ہے:

بَنَى السُّلْطَانُ عَلٰى مَدِيْنَةِ كَذَا، أَوْ عَلٰى قَرْيَةِ كَذَا سُوْرًا .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”فلاں بادشاہ نے فلاں شہر یا بستی پر فصیل بنائی ہے۔“

حالانکہ فصیل شہر یا بستی کے اوپر نہیں بنائی جاتی، بلکہ اس کے اردگرد واقع ہوتی ہے۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُودٌ﴾ (البروج: ٦)

”جب وہ آگ کے پاس بیٹھے تھے۔“

❀ علامہ قرطبی رحمہ اللہ (٦٧١ھ) فرماتے ہیں:

مَعْنٰى ﴿عَلَيْهَا﴾ أَيْ عِنْدَهَا وَعَلٰى بِمَعْنٰى عِنْدَ.

”﴿عَلَيْهَا﴾ کا معنی عِنْدَهَا ہے، لفظ «عَلٰى» یہاں «عِنْدَ» کے معنی میں ہے۔“

(تفسير القرطبي: 294/19)

عربی زبان میں اس کا استعمال بکثرت ہے۔

قبروں پر مسجد بنانا اہل علم کی نظر میں:

قبروں پر مسجدیں بنانا بالاجماع حرام اور ممنوع ہیں، اہل علم کی تصریحات ملاحظہ ہوں:

① امام شافعی رحمہ اللہ (٢٠٤ھ) قبر پر مسجد بنانے، اس پر یا اس کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھنے کو مکروہ سمجھتے تھے۔“ (الأمّ: 278/1)

② شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (٧٢٨ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ عُلَمَاؤُنَا: لَا يَجُوزُ بِنَاءُ الْمَسْجِدِ عَلَى الْقُبُورِ، وَقَالُوا: إِنَّهُ لَا يَجُوزُ أَنْ يُّنْذَرَ لِقَبْرٍ، وَلَا لِلْمُجَاوِرِينَ عِنْدَ الْقَبْرِ شَيْئًا مِّنَ الْأَشْيَاءِ، لَا مِنْ دِرْهَمٍ، وَلَا مِنْ زَيْتٍ، وَلَا مِنْ شَمْعٍ، وَلَا مِنْ حَيَوَانٍ، وَلَا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

غَيْرِ ذٰلِكَ، كُلُّهٗ نَذْرُ مَعْصِيَةٍ .

”علمائے اسلام کا کہنا ہے کہ قبروں پر مساجد بنانا جائز نہیں ہے۔ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ کسی قبر اور وہاں بیٹھے مجاورین کیلئے کسی قسم کی چیز ،مثلاً درہم و دینار، تیل، موم بتی، جانور وغیرہ بغرضِ نذر لانا جائز نہیں، کیونکہ یہ تمام نذریں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر مبنی ہیں۔“(مَجموع الفتاویٰ : 77/27)

③ حافظ سیوطی رحمہ اللہ (۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا بِنَاءُ الْمَسَاجِدِ عَلَيْهَا، وَإِشْعَالُ الْقَنَادِيْلِ وَالشُّمُوْعِ أَوِ السُّرُجِ عِنْدَهَا؛ فَقَدْ لُعِنَ فَاعِلُهٗ ......، وَصَرَّحَ عَامَّةُ عُلَمَاءِ الطَّوائِفِ بِالنَّهْيِ عَنْ ذٰلِكَ مُتَابَعَةً لِّلْأَحَادِيْثِ الْوَارِدَةِ فِي النَّهْيِ عَنْ ذٰلِكَ، وَلَا رَيْبَ فِي الْقَطْعِ بِتَحْرِيْمِهٖ .

”قبروں پر مساجد بنانے،وہاں لالٹینیں وشمعیں جلانے والے پر لعنت کی گئی ہے۔......مختلف مکاتبِ فکر کے اکثر علمائے کرام نے اس کی ممانعت پر مبنی احادیث کی پیروی میں واضح طور پر اس سے منع کیا ہے۔اس کام کو قطعی طور پر حرام کہنے میں کوئی شک وشبہ نہیں۔“(الأمر بالاتّباع، ص 59-60)

❁ نیز فرماتے ہیں:

هٰذِهِ الْمَسَاجِدُ الْمَبْنِيَّةُ عَلَى الْقُبُوْرِ يَتَعَيَّنُ إِزَالَتُهَا، هٰذَا مِمَّا لَا خِلَافَ فِيْهِ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ الْمَعْرُوْفِيْنَ، وَتُكْرَهُ الصَّلَاةُ فِيْهَا مِنْ غَيْرِ خِلَافٍ .

”معروف علما کا اس پر اتفاق ہے کہ قبروں پر تعمیر شدہ مسجدیں منہدم کرنا ضروری

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہے، نیز وہاں نماز پڑھنا بھی بالاتفاق مکروہ ہے۔‘‘

(الأمر بالاتّباع، ص 115، وفي نسخة، ص 61)

④ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَتْ نُصُوصُ الشَّافِعِيِّ وَالْأَصْحَابِ عَلٰی کَرَاهَةِ بِنَاءِ مَسْجِدٍ عَلَی الْقَبْرِ، سَوَاءٌ کَانَ الْمَیِّتُ مَشْهُورًا بِالصَّلَاحِ، أَوْ غَیْرِهٖ، لِعُمُومِ الْأَحَادِیثِ.

’’امام شافعی رحمہ اللہ اور ان کے اصحاب کے فتاویٰ قبر پر مسجد بنانے کے مکروہ ہونے پر متفق ہیں۔ حدیث کے عموم کے پیشِ نظر میت نیک ہو یا بد، اس معاملے میں برابر ہے۔‘‘(المَجموع شرح المهذّب : 316/5)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ سے ایک سوال ہوا، اس کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

مَسْأَلَةٌ : مَقْبَرَةٌ مُّسَبَّلَةٌ لِّلْمُسْلِمِینَ، بَنٰی إِنْسَانٌ فِیهَا مَسْجِدًا، وَجَعَلَ فِیهَا مِحْرَابًا، هَلْ یَجُوزُ ذٰلِكَ؟ وَهَلْ یَجِبُ هَدْمُهٗ؟

اَلْجَوَابُ : لَا یَجُوزُ لَهٗ ذٰلِكَ، وَیَجِبُ هَدْمُهٗ.

’’سوال: اگر کوئی شخص مسلمانوں کے لیے وقف شدہ عام قبرستان میں مسجد اور محراب بناتا ہے، تو کیا یہ جائز ہے؟ نیز کیا اسے گرا دینا فرض ہے؟

جواب: ایسا کرنا جائز نہیں، نیز اسے گرا دینا فرض ہے۔‘‘(فتاوی النّووي، ص65)

❁ مزید فرماتے ہیں:

قَالَ الشَّافِعِيُّ فِي الْأُمِّ : وَرَأَیْتُ الْأَئِمَّةَ بِمَکَّةَ یَأْمُرُونَ بِهَدْمِ مَا یُبْنٰی، وَیُؤَیِّدُ الْهَدْمَ قَوْلُهٗ : «وَلَا قَبْرًا مُّشْرِفًا؛ إِلَّا سَوَّیْتَهٗ».

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”امام شافعی رحمہ اللہ نے کتاب الام میں کہا ہے: میں نے مکہ میں ائمہ کو دیکھا کہ وہ (قبروں پر بنائی گئی عمارات وغیرہ کو) منہدم کرنے کا حکم دیتے تھے، نیز انہدام کی تائید آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے ہوتی ہے کہ ہر اونچی قبر کو برابر کر دو۔“

(شرح مسلم: 27/7)

⑤ علامہ برکوی رحمہ اللہ (۹۸۱ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ صَرَّحَ عَامَّةُ الطَّوَائِفِ بِالنَّهْيِ عَنْ بِنَاءِ الْمَسَاجِدِ عَلَيْهَا، وَالصَّلَاةِ إِلَيْهَا .

”اکثر اسلامی مکاتبِ فکر نے قبروں پر مساجد بنانے اور ان کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھنے کی واضح طور پر ممانعت کی ہے۔“ (زيارة القبور، ص 4)

⑥ علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ (۱۲۵۲ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا الْبِنَاءُ عَلَيْهِ؛ فَلَمْ أَرَ مَنِ اخْتَارَ جَوَازَهُ .

”قبر پر عمارت بنانے کو جائز قرار دینے والے کسی اہل علم کو میں نہیں جانتا۔“

(حاشية ابن عابدين: 601/1)

⑦ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے استدلال کرتے ہیں:

هٰذَا يُحَرِّمُ عَلَى الْمُسْلِمِينَ أَنْ يَتَّخِذُوا قُبُورَ الْأَنْبِيَاءِ وَالْعُلَمَاءِ وَالصَّالِحِينَ مَسَاجِدَ .

”یہ حدیث انبیائے کرام، علما اور نیک لوگوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنانا مسلمانوں پر حرام قرار دیتی ہے۔“ (التّمهيد: 186/1)

⑧ علامہ ابو عبد اللہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) سورت کہف کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

اِتِّخَاذُ الْمَسَاجِدِ عَلَى الْقُبُورِ، وَالصَّلَاةُ فِيهَا، وَالْبِنَاءُ عَلَيْهَا، إِلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ، مِمَّا تَضَمَّنَتْهُ السُّنَّةُ مِنَ النَّهْيِ عَنْهُ؛ مَمْنُوعٌ لَّا يَجُوزُ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”قبروں پر مساجد، ان میں نماز، ان پر عمارت بنانا اور دیگر وہ امور جن سے سنت نے منع فرمایا ہے، وہ ممنوع اور حرام ہیں۔“(تفسير القُرطبي :379/1)

❀ نیز فرماتے ہیں:

أَمَّا تَعْلِيَةُ الْبِنَاءِ الْكَثِيرِ عَلٰى نَحْوِ مَا كَانَتِ الْجَاهِلِيَّةُ تَفْعَلُهُ تَفْخِيمًا وَّتَعْظِيمًا؛ فَذٰلِكَ يُهْدَمُ وَيُزَالُ، فَإِنَّ فِيهِ اسْتِعْمَالُ زِينَةِ الدُّنْيَا فِي أَوَّلِ مَنَازِلِ الْآخِرَةِ، وَتَشَبُّهًا بِمَنْ كَانَ يُعَظِّمُ الْقُبُورَ وَيَعْبُدُهَا، وَبِاعْتِبَارِ هٰذِهِ الْمَعَانِي وَظَاهِرِ النَّهْيِ أَنْ يَّنْبَغِي أَنْ يُّقَالَ: هُوَ حَرَامٌ.

”رہا قبروں پر اہل جاہلیت کی طرح تکریم و تعظیم کے لیے عمارتیں بلند کرنا، تو اسے منہدم کر کے ختم کر دیا جائے گا، کیونکہ اس طرح دنیا کی زینت کو آخرت کی سب سے پہلی منزل میں استعمال کیا جاتا ہے، نیز اس سے ان لوگوں کی مشابہت لازم آتی ہے جو قبروں کی تعظیم و عبادت کرتے ہیں۔ ان معانی کے اعتبار سے اور ظاہر ممانعت کو دیکھتے ہوئے اسے حرام قرار دینا ضروری ہے۔“

(تفسير القُرطبي : 381/10)

❀ نیز فرماتے ہیں:

قَالَ عُلَمَاؤُنَا : وَهٰذَا يُحَرِّمُ عَلَى الْمُسْلِمِينَ أَنْ يَّتَّخِذُوا قُبُورَ الْأَنْبِيَاءِ وَالْعُلَمَاءِ مَسَاجِدَ.

”علمائے اسلام نے کہا ہے کہ یہ دلائل مسلمانوں پر انبیا اور علما کی قبروں پر مساجد بنانے کو حرام قرار دیتے ہیں۔“(تفسير القرطبي :380/1)

⑨ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

هٰذِهِ الْمَسَاجِدُ الْمَبْنِيَّةُ عَلٰى قُبُوْرِ الْأَنْبِيَاءِ، وَالصَّالِحِيْنَ، وَالْمُلُوْكِ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وَغَيْرِهِمْ، يَتَعَيَّنُ إِزَالَتُهَا بِهَدْمٍ أَوْ بِغَيْرِهِ، هٰذَا مِمَّا لَا أَعْلَمُ فِيْهِ خِلَافًا بَيْنَ الْعُلَمَاءِ الْمَعْرُوْفِيْنَ، وَتُكْرَهُ الصَّلَاةُ فِيْهَا مِنْ غَيْرِ خِلَافٍ أَعْلَمُهُ، وَلَا تَصِحُّ عِنْدَنَا فِي ظَاهِرِ الْمَذْهَبِ لِأَجْلِ النَّهْيِ وَاللَّعْنِ الْوَارِدِ فِي ذٰلِكَ، وَلِأَحَادِيْثَ أُخَرَ.

”انبیائے کرام، صالحین اور بادشاہوں وغیرہ کی قبروں پر بنائی گئی ان مساجد کو منہدم کرنا یا کسی دوسرے طریقے سے ختم کرنا ضروری ہے۔ میرے علم کے مطابق اس بارے میں مشہور علما کے درمیان کوئی اختلاف نہیں۔ بلا اختلاف ان مسجدوں میں نماز بھی مکروہ ہے۔ اس حدیث اور دیگر احادیث میں مذکور ممانعت اور لعنت کی بنا پر ہمارا ظاہر مذہب یہی ہے کہ ایسا کرنا ناجائز ہے۔“

(اقتضاء الصّراط المُستقیم: 287/2)

❁ **نیز فرماتے ہیں:**

اِتَّفَقَ الْأَئِمَّةُ أَنَّهٗ لَا يُبْنٰى مَسْجِدٌ عَلٰى قَبْرٍ، لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ كَانُوا يَتَّخِذُونَ الْقُبُورَ مَسَاجِدَ، أَلَا فَلَا تَتَّخِذُوا الْقُبُورَ مَسَاجِدَ، فَإِنِّي أَنْهَاكُمْ عَنْ ذٰلِكَ»، وَأَنَّهٗ لَا يَجُوزُ دَفْنُ مَيِّتٍ فِي مَسْجِدٍ، فَإِنْ كَانَ الْمَسْجِدُ قَبْلَ الدَّفْنِ غُيِّرَ، إِمَّا بِتَسْوِيَةِ الْقَبْرِ، وَإِمَّا بِنَبْشِهِ إِنْ كَانَ جَدِيدًا، وَإِنْ كَانَ الْمَسْجِدُ بُنِيَ بَعْدَ الْقَبْرِ، فَإِمَّا أَنْ يُّزَالَ الْمَسْجِدُ، وَإِمَّا أَنْ تُزَالَ صُورَةُ الْقَبْرِ، فَالْمَسْجِدُ الَّذِي عَلَى الْقَبْرِ؛ لَا يُصَلّٰى فِيهِ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فَرْضٌ وَّلَا نَفْلٌ، فَإِنَّهُ مَنْهِيٌّ عَنْهُ.

”ائمہ کرام کا اتفاق ہے کہ قبر پر مسجد نہ بنائی جائے، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم سے پہلے لوگ قبروں پر مسجدیں بناتے تھے، خبردار، تم قبروں کو سجدہ گاہ مت بناؤ، میں تمہیں اس سے منع کرتا ہوں۔ اسی طرح مسجد میں میت کو دفن کرنا بھی جائز نہیں، اگر مسجد دفن کرنے سے پہلے بنی ہو، تو قبر کو برابر کر دیا جائے یا اگر قبر نئی ہے تو اُسے اکھاڑ دیا جائے۔ اگر مسجد بعد میں بنائی گئی ہو، تو ایسی صورت میں یا تو مسجد کو ختم کر دیا جائے، یا قبر کی صورت ختم کر دی جائے۔ قبر پر بنائی گئی مسجد میں فرض یا نفل کوئی بھی نماز پڑھنا ممنوع ہے۔“

(مَجموع الفتاوٰی: 22/194-195)

✿ مزید فرماتے ہیں:

اَلْمَقْصُودُ هَاهُنَا أَنَّ الصَّحَابَةَ وَالتَّابِعِينَ لَهُمْ بِإِحْسَانٍ لَّمْ يَبْنُوا قَطُّ عَلٰى قَبْرِ نَبِيٍّ وَّلَا رَجُلٍ صَالِحٍ مَّسْجِدًا، وَلَا جَعَلُوهُ مَشْهَدًا وَّمَزَارًا، وَلَا عَلٰى شَيْءٍ مِّنْ آثَارِ الْأَنْبِيَاءِ، مِثْلَ مَكَانٍ نَّزَلَ فِيهِ أَوْ صَلّٰى فِيهِ، أَوْ فَعَلَ فِيهِ شَيْئًا مِّنْ ذٰلِكَ، لَمْ يَكُونُوا يَقْصِدُونَ بِنَاءَ مَسْجِدٍ لِّأَجْلِ آثَارِ الْأَنْبِيَاءِ وَالصَّالِحِينَ.

”غرضیکہ صحابہ و تابعین نے کبھی بھی کسی نبی یا کسی نیک شخص کی قبر پر مسجد نہیں بنائی، نہ کسی کی قبر کو مزار و دربار بنایا۔ انہوں نے تو انبیائے کرام کے آثار میں سے کسی اثر، مثلاً جس جگہ نبی کریم ﷺ نے پڑاؤ کیا یا نماز ادا کی یا کوئی اور کام کیا، وہاں پر انبیا و صالحین کے آثار کی بنا پر مسجد بنانے کا قصد نہیں کیا۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

(مَجموع الفتاویٰ: 466/17)

۞ نیز فرماتے ہیں:

هٰذِهِ الْمَسَاجِدُ الْمَبْنِيَّةُ عَلٰى قُبُورِ الْأَنْبِيَاءِ، وَالصَّالِحِينَ، وَالْمُلُوكِ وَغَيْرِهِمْ، يَتَعَيَّنُ إِزَالَتُهَا بِهَدْمٍ أَوْ بِغَيْرِهٖ، هٰذَا مِمَّا لَا أَعْلَمُ فِيهِ خِلَافًا بَيْنَ الْعُلَمَاءِ الْمَعْرُوفِينَ، وَتُكْرَهُ الصَّلَاةُ فِيهَا مِنْ غَيْرِ خِلَافٍ أَعْلَمُهٗ.

''انبیا وصالحین اور بادشاہوں وغیرہ کی قبروں پر بنی ہوئی مسجدوں کو گرا کر یا کسی اور طریقے سے ختم کرنا ضروری ہے۔اس مسئلے میں معروف اہل علم میں کوئی اختلاف مجھے معلوم نہیں، نیز ایسی مساجد میں نماز کی ادائیگی بھی بالاتفاق مکروہ ہے۔''

(اقتضاء الصّراط المستقیم: 187/2)

۞ ایک مقام پر فرماتے ہیں:

اَلنَّصَارٰى كَثِيرًا مَّا يُعَظِّمُونَ آثَارَ الْقِدِّيْسِيْنَ مِنْهُمْ، فَلَا يُسْتَبْعَدُ أَنَّهُمْ أَلْقَوْا إِلٰى بَعْضِ جُهَّالِ الْمُسْلِمِينَ أَنَّ هٰذَا قَبْرُ بَعْضِ مَنْ يُعَظِّمُهُ الْمُسْلِمُونَ لِيُوَافِقُوهُمْ عَلٰى تَعْظِيمِهٖ، كَيْفَ لَا؟ وَهُمْ قَدْ أَضَلُّوا كَثِيرًا مِّنْ جُهَّالِ الْمُسْلِمِينَ، حَتّٰى صَارُوا يُعَمِّدُونَ أَوْلَادَهُمْ، وَيَزْعُمُونَ أَنَّ ذٰلِكَ يُوجِبُ طُولَ الْعُمْرِ لِلْوَلَدِ، وَحَتّٰى جَعَلُوهُمْ يَزُورُونَ مَا يُعَظِّمُونَهٗ مِنَ الْكَنَائِسِ وَالْبِيَعِ، وَصَارَ كَثِيرٌ مِّنْ جُهَّالِ الْمُسْلِمِينَ يَنْذِرُونَ لِلْمَوَاضِعِ الَّتِي يُعَظِّمُهَا النَّصَارٰى، كَمَا قَدْ صَارَ كَثِيرٌ مِّنْ جُهَّالِهِمْ يَزُورُونَ كَنَائِسَ النَّصَارٰى وَيَلْتَمِسُونَ الْبَرَكَةَ

www.KitaboSunnat.com

مِنْ قِسِّيسِيهِمْ وَرَهَابِينِهِمْ وَنَحْوِهِمْ، وَالَّذِينَ يُعَظِّمُونَ الْقُبُورَ وَالْمَشَاهِدَ لَهُمْ شَبَهٌ شَدِيدٌ بِالنَّصَارٰى، حَتّٰى إِنِّي لَمَّا قَدِمْتُ الْقَاهِرَةَ اجْتَمَعَ بِي بَعْضُ مُعَظِّمِيهِمْ مِنَ الرُّهْبَانِ، وَنَاظَرَنِي فِي الْمَسِيحِ وَدِينِ النَّصَارٰى، حَتّٰى بَيَّنْتُ لَهٗ فَسَادَ ذٰلِكَ وَأَجَبْتُهٗ عَمَّا يَدَّعِيهِ مِنَ الْحُجَّةِ، وَبَلَغَنِي بَعْدَ ذٰلِكَ أَنَّهٗ صَنَّفَ كِتَابًا فِي الرَّدِّ عَلَى الْمُسْلِمِينَ، وَإِبْطَالِ نُبُوَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَحْضَرَهٗ إِلَيَّ بَعْضُ الْمُسْلِمِينَ، وَجَعَلَ يَقْرَؤُهٗ عَلَيَّ لِأُجِيبَ عَنْ حُجَجِ النَّصَارٰى وَأُبَيِّنَ فَسَادَهَا، وَكَانَ مِنْ أَوَاخِرِ مَا خَاطَبْتُ بِهِ النَّصْرَانِيَّ أَنْ قُلْتُ لَهٗ: أَنْتُمْ مُّشْرِكُونَ، وَبَيَّنْتُ مِنْ شِرْكِهِمْ مَا هُمْ عَلَيْهِ مِنَ الْعُكُوفِ عَلَى التَّمَاثِيلِ وَالْقُبُورِ وَعِبَادَتِهَا وَالِاسْتِغَاثَةِ بِهَا، قَالَ لِي: نَحْنُ مَا نُشْرِكُ بِهِمْ وَلَا نَعْبُدُهُمْ، وَإِنَّمَا نَتَوَسَّلُ بِهِمْ كَمَا يَفْعَلُ الْمُسْلِمُونَ إِذَا جَائُوا إِلٰى قَبْرِ الرَّجُلِ الصَّالِحِ، فَيَتَعَلَّقُونَ بِالشُّبَّاكِ الَّذِي عَلَيْهِ وَنَحْوَ ذٰلِكَ، فَقُلْتُ لَهٗ: وَهٰذَا أَيْضًا مِّنَ الشِّرْكِ، لَيْسَ هٰذَا مِنْ دِينِ الْمُسْلِمِينَ، وَإِنْ فَعَلَهُ الْجُهَّالُ، فَأَقَرَّ أَنَّهٗ شِرْكٌ، حَتّٰى إِنَّ قِسِّيسًا كَانَ حَاضِرًا فِي هٰذِهِ الْمَسْأَلَةِ، فَلَمَّا سَمِعَهَا قَالَ: نَعَمْ، عَلٰى هٰذَا التَّقْدِيرِ نَحْنُ مُشْرِكُونَ، وَكَانَ بَعْضُ النَّصَارٰى يَقُولُ لِبَعْضِ الْمُسْلِمِينَ: لَنَا سَيِّدٌ وَّسَيِّدَةٌ، وَلَكُمْ سَيِّدٌ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وَّسَيِّدَةٌ، لَنَا السَّيِّدُ الْمَسِيحُ وَالسَّيِّدَةُ مَرْيَمُ، وَلَكُمُ السَّيِّدُ الْحُسَيْنُ وَالسَّيِّدَةُ نَفِيسَةُ، فَالنَّصَارٰى يَفْرَحُونَ بِمَا يَفْعَلُهُ أَهْلُ الْبِدَعِ وَالْجَهْلِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، مِمَّا يُوَافِقُ دِينَهُمْ وَيُشَابِهُونَهُمْ فِيهِ، وَيُحِبُّونَ أَنْ يَّقْوٰى ذٰلِكَ وَيَكْثُرَ، وَيُحِبُّونَ أَنْ يَّجْعَلُوا رُهْبَانَهُمْ مِّثْلَ عُبَّادِ الْمُسْلِمِينَ، وَقِسِّيسِيهِمْ مِّثْلَ عُلَمَاءِ الْمُسْلِمِينَ، وَيُضَاهِئُوْنَ الْمُسْلِمِينَ، فَإِنَّ عُقَلَائَهُمْ لَا يُنْكِرُونَ صِحَّةَ دِينِ الْإِسْلَامِ، بَلْ يَقُولُونَ: هٰذَا طَرِيقٌ إِلَى اللّٰهِ، وَهٰذَا طَرِيقٌ إِلَى اللّٰهِ، وَلِهٰذَا يَسْهُلُ إِظْهَارُ الْإِسْلَامِ عَلٰى كَثِيرٍ مِّنَ الْمُنَافِقِينَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا مِنْهُمْ، فَإِنَّ عِنْدَهُمْ أَنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالنَّصَارٰى كَأَهْلِ الْمَذَاهِبِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، بَلْ يُسَمُّونَ الْمِلَلَ مَذَاهِبَ.

''نصاریٰ اکثر اپنے ولیوں اور خدا رسیدہ بزرگوں کی قبروں کی حد درجہ تعظیم کرتے ہیں۔ بعید نہیں کہ انہوں نے ہی بعض جاہل مسلمانوں کے ذہن میں یہ بات ڈال دی ہو کہ یہ قبر کسی ایسے بزرگ کی ہے، جس کی مسلمان بہت تعظیم کرتے تھے، تاکہ قبروں کی تعظیم میں مسلمان بھی عیسائیوں کے ہم خیال ہو جائیں۔ یہ بات بعید ہو بھی کیونکر سکتی ہے؟ نصاریٰ نے مسلمانوں میں سے بہت سے جاہلوں کو گمراہ کر دیا ہے، حتی کہ جاہل مسلمان بھی عیسائیوں کی طرح اپنی اولادوں کو اس غرض سے ''بپتسمہ'' (عیسائیوں کے ہاں مقدس پانی کے چھینٹے) لگاتے ہیں کہ یہ عمل بچے کی عمر میں طوالت کا موجب ہے۔ یہاں تک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ عیسائیوں نے مسلمانوں کو اس حد تک گمراہ کر دیا کہ جاہل مسلمان بھی یہود و نصاریٰ کے عبادت خانوں کی زیارت اور تعظیم کرنے لگے ہیں۔بہت سے جاہل مسلمان بھی ان مقامات پر نذر و نیاز چڑھانے لگے، جن مقامات کی نصاریٰ تعظیم کرتے ہیں۔نوبت یہاں تک جا پہنچی ہے کہ بعض جاہل مسلمان نصاریٰ کے گرجوں کی زیارت کر کے ان کے پادریوں اور صوفیوں وغیرہ سے تبرک حاصل کرنے لگے ہیں۔

جولوگ قبروں اور خانقاہوں کی تعظیم کرتے ہیں،ان کی نصاریٰ کے ساتھ بہت زیادہ مشابہت ہے،چنانچہ جب میں قاہرہ آیا تو نصاریٰ کا ایک بڑا راہب میرے پاس آیا اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور دینِ نصاریٰ کے متعلق میرے ساتھ مناظرہ کرنے لگا، یہاں تک کہ میں نے مروجہ عیسائیت کی خرابیوں کو واضح کر دیا اور اس کے تمام دلائل کا جواب دے دیا۔بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ انھوں نے مسلمانوں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے رد میں ایک کتاب لکھی ہے۔ایک مسلمان میرے پاس وہ کتاب لے آیا اور اسے میرے سامنے پڑھنے لگا،تا کہ میں نصاریٰ کے دلائل کا جواب دوں اور ان کی خرابیوں کو واضح کروں۔اس عیسائی راہب کے ساتھ آخری مناظرے میں مَیں نے کہا:تم مشرک لوگ ہو۔ان کے مشرک ہونے کی وجہ یہ بیان کی کہ تم قبروں کے مجاور،بت پرست، قبروں کے پجاری اور ان سے مدد مانگنے والے ہو۔یہ سن کر اس نے کہا:نہ ہم ان بزرگوں کو شریک ٹھہراتے ہیں، نہ ہی ان کی عبادت کرتے ہیں، بلکہ ہم تو انھیں وسیلہ بناتے ہیں،جس طرح مسلمان فوت شدگان کو وسیلہ بناتے ہیں، نیز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسلمان کسی نیک آدمی کی قبر پر جاتے ہیں، اس کی کھڑکیوں سے جا چمٹتے ہیں اور اسی طرح کے دیگر کام کرتے ہیں۔

میں نے اسے کہا: یہ سب کچھ شرک ہے، دینِ اسلام سے اس کا کوئی تعلق نہیں، اگرچہ کچھ جاہل لوگ یہ کام کرتے ہیں۔اس پر اس نے اقرار کر لیا کہ یہ شرک ہے، یہاں تک کہ ایک عیسائی پادری بھی وہاں موجود تھا، جب اس نے یہ بات سنی، تو اس نے کہا: جی ہاں! اس بنا پر تو ہم مشرک ہی ٹھہرے۔

کچھ عیسائی مسلمانوں سے کہتے ہیں: ہمارا بھی ایک سید اور ایک سیدہ ہیں، آپ کا بھی ایک سید اور ایک سیدہ ہیں۔ ہمارے سید مسیح علیہ السلام اور سیدہ مریم رضی اللہ عنہا ہیں، جبکہ آپ کے لئے سید حسین رضی اللہ عنہ اور سیدہ نفیسہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

جاہل اور بدعتی مسلمانوں کے شرک و بدعت والے کاموں سے عیسائی بڑے خوش ہوتے ہیں، کیونکہ یہ ان کے دین سے موافقت ومشابہت رکھتے ہیں۔ وہ یہی چاہتے ہیں کہ یہ کام مسلمانوں میں مزید مضبوط اور زیادہ ہو جائیں۔ان کی تو خواہش ہے کہ ان کے راہب مسلمانوں کے درباریوں کی طرح بن جائیں اور ان کے پادری مسلمان علما کی مانند ہو جائیں۔یوں وہ مسلمانوں سے مشابہت اختیار کر لیں۔ نصاریٰ کے دانش وَر لوگ دین اسلام کی صداقت کے انکاری نہیں، بلکہ وہ کہتے ہیں کہ نصرانیت بھی اللہ تعالیٰ کی طرف ایک راستہ ہے اور اسلام بھی ایک راستہ۔ اسی لئے ان میں سے اکثر منافقین کیلئے اظہارِ اسلام آسان ہو گیا ہے، کیونکہ ان کے نزدیک اسلام اور عیسائیت ایسے ہی ہے جیسے مسلمانوں کے باہمی مذاہب ہیں، یعنی انہوں نے ملتوں کو مسلک کہنا شروع کر دیا ہے۔''

(مجموع الفتاویٰ: 27/460-462)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۱۰) علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

مِنَ الْأَنْصَابِ مَا قَدْ نَصَبَهُ الشَّيْطَانُ لِلْمُشْرِكِينَ؛ مِنْ شَجَرَةٍ، أَوْ عُمُودٍ، أَوْ وَثَنٍ، أَوْ قَبْرٍ، أَوْ خَشَبَةٍ، أَوْ غَيْرِ ذٰلِكَ، وَالْوَاجِبُ هَدْمُ ذٰلِكَ كُلِّهِ، وَمَحْوُ أَثَرِهِ، كَمَا أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ عَلِيًّا رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِهَدْمِ الْقُبُورِ الْمُشَرَّفَةِ، وَتَسْوِيَتِهَا بِالْأَرْضِ.

''شیطان نے مشرکین کے لیے درختوں، ستونوں، تھانوں، قبروں یا لکڑیوں وغیرہ کی صورت میں جو بت قائم کیے ہیں، ان سب کو منہدم کرنا اور ان کے آثار ختم کرنا ضروری ہے، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بلند قبروں کو گرانے اور زمین کے ساتھ برابر کرنے کا حکم فرمایا۔''

(إغاثة اللّهفان من مَصايد الشّيطان: 209/1)

(۱۱) علامہ ابن الحاج رحمہ اللہ (۷۳۷ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا إِجْمَاعٌ مِّنْ هٰؤُلَاءِ الْعُلَمَاءِ الْمُتَأَخِّرِينَ، فَكَيْفَ يَجُوزُ الْبِنَاءُ فِيهَا؟ فَعَلٰى هٰذَا؛ فَكُلُّ مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ، فَقَدْ خَالَفَهُمْ.

''یہ متاخرین علما کی طرف سے پختہ اور بلند قبروں کو گرانے پر اجماع ہے۔ اس صورت میں قبروں پر قبے وغیرہ بنانا کیسے جائز ہوگا؟ اس لیے جو بھی ایسا کرے گا، وہ ان اہل علم کا مخالف ہوگا۔'' (المَدخل: 182/1، وفي نسخة: 253/1)

(۱۲) احناف کی معتبر کتاب میں لکھا ہے:

يُكْرَهُ أَنْ يُّبْنٰى عَلَى الْقَبْرِ مَسْجِدٌ أَوْ غَيْرُهٗ، كَذَا فِي السِّرَاجِ الْوَهَّاجِ، وَيُكْرَهُ عِنْدَ الْقَبْرِ مَا لَمْ يُعْهَدْ مِنَ السُّنَّةِ، وَالْمَعْهُودُ مِنْهَا لَيْسَ إِلَّا زِيَارَتُهٗ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

وَالدُّعَاءُ عِنْدَهٗ قَائِمًا، كَذَا فِي الْبَحْرِ الرَّائِقِ .

’’قبر پر مسجد یا کوئی اور عمارت بنانا مکروہ ہے۔السراج الوہاج میں اسی طرح ہے۔ نیز قبر کے پاس وہ کام کرنا بھی مکروہ ہیں، جو سنت سے ثابت نہیں۔سنت سے صرف یہی ثابت ہے کہ قبر کی زیارت کی جائے اور اس کے پاس کھڑے ہو کر (صاحب قبر کے لیے) دُعا کی جائے۔البحر الرائق میں یہی لکھا ہے۔‘‘

(فتاویٰ عالمگیری :1/166)

⑬ علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے علامہ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ (۹۷۴ھ) سے نقل کیا ہے:

قَدْ أَفْتٰی جَمْعٌ بِهَدْمِ كُلِّ مَا بِقُرَافَةِ مِصْرَ مِنَ الْأَبْنِيَةِ، حَتّٰی قُبَّةَ الْإِمَامِ الشَّافِعِيِّ عَلَيْهِ الرَّحْمَةُ، الَّتِي بَنَاهَا بَعْضُ الْمُلُوْكِ، وَيَنْبَغِي لِكُلِّ أَحَدٍ هَدْمُ ذٰلِكَ مَا لَمْ يُخْشَ مِنْهُ مَفْسَدَةٌ، فَيَتَعَيَّنُ الرَّفْعُ لِلْإِمَامِ أَخْذًا مِّنْ كَلَامِ ابْنِ الرُّفْعَةِ فِي الصُّلْحِ .

’’مصر کے قبرستان میں جتنی بھی قبروں پر عمارتیں ہیں، حتی کہ امام شافعی کی قبر پر بعض بادشاہوں کا بنایا ہوا قبہ بھی، ان سب کے منہدم کرنے کا علماءِ کرام کے جم غفیر نے فتویٰ دیا ہے۔اگر فتنہ و فساد کا خدشہ نہ ہو، تو ہر ایک کے لیے انہیں منہدم کرنا فرض ہے۔حاکم کے سامنے یہ معاملہ اٹھانا ضروری ہے، جیسا کہ صلح کے باب میں ابن رفعہ کی کلام سے معلوم ہوتا ہے۔‘‘

(روح المَعاني : 226/8)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابدال کی حقیقت

اللہ کے رسول ﷺ سے ابدال کے بارے میں کچھ ثابت نہیں۔

❀ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

لَيْسَ فِي هٰذِهِ الْأَحَادِيثُ شَيْءٌ صَحِيحٌ.

''ان احادیث میں سے کوئی بھی ثابت نہیں۔''

(المَوضُوعات : 3/152)

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

تَكَلَّمَ بِهٖ بَعْضُ السَّلَفِ، وَيُرْوٰى فِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثٌ ضَعِيفٌ.

''اس بارے میں بعض سلف نے کلام کیا ہے۔ اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے ایک غیر ثابت حدیث مروی ہے۔'' (مَجموع الفتاوٰی : 4/394)

❀ نیز فرماتے ہیں:

اَلْأَشْبَهُ أَنَّهٗ لَيْسَ مِنْ كَلَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

''درست بات یہی ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا کلام نہیں ہے۔''

(مَجموع الفتاوٰی : 11/441)

❀ نیز فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

كُلُّ حَدِيثٍ يُرْوٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عِدَّةِ الْأَوْلِيَاءِ وَالْأَبْدَالِ وَالنُّقَبَاءِ وَالنُّجَبَاءِ وَالْأَوْتَادِ وَالْأَقْطَابِ، مِثْلُ أَرْبَعَةٍ أَوْ سَبْعَةٍ أَوِ اثْنَي عَشَرَ أَوْ أَرْبَعِينَ أَوْ سَبْعِينَ أَوْ ثَلَاثِمِائَةٍ وَثَلَاثَةَ عَشَرَ أَوِ الْقُطْبِ الْوَاحِدِ، فَلَيْسَ فِي ذٰلِكَ شَيْءٌ صَحِيحٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَمْ يَنْطِقِ السَّلَفُ بِشَيْءٍ مِّنْ هٰذِهِ الْأَلْفَاظِ إِلَّا بِلَفْظِ الْأَبْدَالِ ....

”ہر وہ روایت جو نبی کریم ﷺ سے اولیاء، ابدال، نقباء، نجباء، اوتاد اور اقطاب کی تعداد مثلاً چار، سات، بارہ، چالیس، ستر، تین سو، تیرہ یا ایک قطب کے بارے میں بیان کی گئی ہے، ان میں سے کوئی بھی نبی کریم ﷺ سے ثابت نہیں، نہ سلف نے ایسا کوئی لفظ استعمال کیا ہے، سوائے ابدال کے......۔“

(الفُرقان بين أولياء الرَّحمٰن وأولياء الشّيطان، ص 101)

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

أَحَادِيثُ الْأَبْدَالِ وَالْأَقْطَابِ وَالْأَغْوَاثِ وَالنُّقَبَاءِ وَالنُّجَبَاءِ وَالْأَوْتَادِ كُلُّهَا بَاطِلَةٌ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

”ابدال، اقطاب، اغواث، نقباء، نجباء اور اوتاد کے بارے میں تمام کی تمام احادیث خود گھڑ کر رسول اللہ ﷺ کے ذمے لگائی گئی ہیں۔“

(المَنار المُنيف، ص 136)

اتنی وضاحت کے بعد ابدال کے متعلق مروی احادیث پر مختصر تبصرہ پیش خدمت ہے:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

① سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خِيَارُ أُمَّتِي فِي كُلِّ قَرْنٍ خَمْسُمِائَةٍ، وَالْأَبْدَالُ أَرْبَعُونَ، فَلَا الْخَمْسُمِائَةِ يَنْقُصُونَ وَلَا الْأَرْبَعُونَ، كُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ أَبْدَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنَ الْخَمْسِمِائَةِ مَكَانَهُ، وَأَدْخَلَ مِنَ الْأَرْبَعِينَ مَكَانَهُمْ.

”میری امت میں ہر زمانہ میں پانچ سو خیار (پسندیدہ لوگ) ہوں گے اور چالیس ابدال۔ ان دونوں میں کمی نہ ہوگی۔ ان میں سے جو فوت ہوگا، ان پانچ سو میں سے اللہ اس کی جگہ دوسرے شخص کو ان چالیس میں داخل کر دے گا۔“

(حِلية الأولياء لأبي نُعَيْم: 8/1، تاريخ ابن عساكر: 302/1)

روایت باطل ہے۔

① عبد اللہ بن ہارون صوری کی توثیق نہیں مل سکی۔

✿ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، لَا يُعْرَفُ، وَالْخَبَرُ كِذْبٌ فِي أَخْلَاقِ الْأَبْدَالِ.

”یہ اوزاعی سے بیان کرتا ہے اور غیر معروف راوی ہے۔ اس کی طرف سے ابدال کے اوصاف میں بیان کی گئی روایت جھوٹ ہے۔“

(میزان الاعتدال: 516/2)

② زہری مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

✿ اس حدیث کے بارے میں حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَوْضُوعٌ، وَفِيهِ مَجَاهِيلُ.

”یہ من گھڑت روایت ہے۔ اس میں کئی مجہول راوی ہیں۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(المَوضُوعات : 151/3)

② سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلْأَبْدَالُ فِي هٰذِهِ الْأُمَّةِ ثَلَاثُونَ مِثْلُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلِ الرَّحْمٰنِ كُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ أَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهُ رَجُلًا .

”اس امت میں تیس ابدال ہوں گے، جو ابراہیم علیہ السلام کی طرح ہوں گے۔ ان میں سے جو فوت ہوگا، اللہ اس کی جگہ دوسرے کو لے آئے گا۔“

(مسند الإمام أحمد : 322/5، أخبار أصفهان لأبي نُعَيم : 180/1)

سند ضعیف ہے۔

① عبدالواحد بن قیس شامی سے حسن بن ذکوان نے منکر روایات بیان کی ہیں۔

❀ امام یحییٰ بن سعید قطان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ الْحَسَنُ بْنُ ذَكْوَانَ يُحَدِّثُ عَنْهُ بِعَجَائِبَ .

”حسن بن ذکوان، عبدالواحد بن قیس شامی سے عجیب وغریب (منکر) روایات بیان کرتا تھا۔“

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 23/6، وسندهٗ صحيحٌ)

② حسن بن ذکوان ضعیف و مدلس ہے۔

③ عبدالواحد بن قیس کا سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں۔

❀ اس حدیث کو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے ”منکر“ کہا ہے۔

(مُسند الإمام أحمد : 322/5)

③ سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اَلْأَبْدَالُ فِي أُمَّتِي ثَلَاثُونَ، بِهِمْ تَقُومُ الْأَرْضُ، وَبِهِمْ تُمْطَرُونَ وَبِهِمْ تُنْصَرُونَ.

''میری امت میں تیس ابدال ہوں گے۔ ان کی وجہ سے ہی زمین قائم رہے گی اوران کی وجہ سے ہی آپ پر بارش کی جائے گی اور آپ کی مدد کی جائے گی۔''

(تفسیر ابن کثیر :1/304، مَجمع الزّوائد : 10/63)

سند ضعیف ہے۔

①، ② عمرو بزار اور عنبسہ خواص کے متعلق حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كِلَاهُمَا لَمْ أَعْرِفْهُ. ''ان دونوں کو میں نہیں جانتا۔''

(مَجمع الزّوائد : 10/63)

③ قتادہ مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

④ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ الْأَبْدَالَ بِالشَّامِ يَكُونُونَ، وَهُمْ أَرْبَعُونَ رَجُلًا، بِهِمْ تُسْقَوْنَ الْغَيْثَ، وَبِهِمْ تُنْصَرُونَ عَلٰى أَعْدَائِكُمْ، وَيُصْرَفُ عَنْ أَهْلِ الْأَرْضِ الْبَلَاءُ وَالْغَرْقُ.

''ابدال شام میں ہوں گے اور وہ چالیس مرد ہوں گے۔ ان کی وجہ سے آپ کو بارش دی جائے گی اور انہی کی وجہ سے آپ کو دشمنوں پر فتح دی جائے گی اور ان کی وجہ سے ہی اہل زمین کو تکالیف اور پانی میں غرق ہونے سے نجات ملے گی۔''

(تاریخ ابن عساکر :1/289)

سند ضعیف ہے۔ شریح بن عبید کا سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا مُنْقَطِعٌ بَيْنَ شُرَيْحٍ وَّعَلِيٍّ، فَإِنَّهٗ لَمْ يَلْقَهٗ.

''یہ روایت شریح اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے درمیان منقطع ہے، کیونکہ شریح نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات نہیں کی۔''

⑤ سیدنا مالک بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل شام کے بارے میں فرمایا:

فِيهِمُ الْأَبْدَالُ، وَبِهِمْ تُنْصَرُونَ، وَبِهِمْ تُرْزَقُونَ.

''ان میں ابدال ہوں گے۔ انہی کی وجہ سے آپ کی مدد کی جائے گی اور انہی کی وجہ سے آپ کو رزق دیا جائے گا۔''

(المُعجم الكبير للطّبراني: 65/18، تاريخ ابن عساكر: 290/1)

سند سخت ضعیف ہے۔

① عمرو بن واقد ضعیف و متروک ہے۔

(تقريب التّهذيب لابن حَجَر: 5132)

❁ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ ضَعَّفَهٗ جُمْهُورُ الْأَئِمَّةِ.

''اسے جمہور ائمہ کرام نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(مَجمع الزّوائد: 63/10)

② محمد بن مبارک صوری اور اس کے متابع ہشام بن عمار کی عمرو بن واقد سے ملاقات نہیں۔ عمرو بن واقد کی وفات ۱۳۰ھ میں ہوئی، جبکہ ان دونوں کی ولادت ۱۵۳ھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں ہوئی تھی۔

⑥ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلْأَبْدَالُ یَکُونُونَ بِالشَّامِ، وَهُمْ أَرْبَعُونَ رَجُلًا، كُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ أَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهٗ رَجُلًا، يُسْقٰى بِهِمُ الْغَيْثُ، وَيُنْتَصَرُ بِهِمْ عَلَى الْأَعْدَاءِ، وَيُصْرَفُ عَنْ أَهْلِ الشَّامِ بِهِمِ الْعَذَابُ.

”ابدال شام میں ہیں۔ وہ چالیس مرد ہیں۔ جو ان میں سے فوت ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرا ابدل دیتا ہے۔ ان کی وجہ سے آپ کو بارش دی جاتی ہے اور دشمنوں کے مقابلہ میں امداد دی جاتی ہے، نیز اہل شام سے انہی کے سبب عذاب دور کیا جاتا ہے۔“

(مسند الإمام أحمد :112/1)

سند ضعیف ہے۔ شریح بن عبید کا سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے سماع و لقا نہیں۔

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ حَدِيثٌ مُنْقَطِعٌ، لَيْسَ بِثَابِتٍ.

”یہ حدیث منقطع ہے، ثابت نہیں ہے۔“

(الفُرقان، ص 101)

❀ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَصِحُّ أَيْضًا، فَإِنَّهٗ مُنْقَطِعٌ.

”یہ روایت بھی ثابت نہیں، کیونکہ یہ منقطع ہے۔“

(المَنار المُنيف، ص 136)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

منقطع حدیث ضعیف ہوتی ہے۔سند کا متصل ہونا صحتِ حدیث کے لیے ضروری اور بنیادی شرط ہے۔

⑦ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلْأَبْدَالُ أَرْبَعُونَ رَجُلًا وَأَرْبَعُونَ امْرَأَةً كُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ بَدَّلَ اللّٰهُ مَكَانَهُ رَجُلًا وَكُلَّمَا مَاتَتِ امْرَأَةٌ بَدَّلَ اللّٰهُ مَكَانَهَا امْرَأَةً.

''ابدال چالیس مرد اور چالیس عورتیں ہیں۔ جب ان میں سے کوئی مرد فوت ہو جاتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرا ابدل دیتا ہے اور جب کوئی عورت فوت ہو جاتی ہے، تو اللہ اس کی جگہ دوسری عورت بدل دیتا ہے۔''

(مسند الدّيلمي : 119/1، ح : 405، القول المُسَدّد لابن حَجَر : 83، من طريق الخَلّال)

سند ضعیف ہے۔

❀ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِيهِ مَجَاهِيلُ. ''اس میں کئی مجہول راوی ہیں۔''

(المَوضُوعات : 125/3)

نیز عطاء خراسانی کا سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں، لہذا یہ سند منقطع بھی ہے۔

⑧ عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلْأَبْدَالُ مِنَ الْمَوَالِي. ''ابدال موالی میں سے ہوں گے۔''

(ميزان الاعتدال للذّهبي : 47/2)

روایت باطل ہے۔

① عطاء بن ابی رباح تابعی براہِ راست نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کر رہے ہیں،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

لہٰذا سند مرسل ہے۔

② ابو عبید آجری نامعلوم ہے۔

③ رجال بن سالم مجہول ہے۔

✿ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يُدْرٰى مَنْ هُوَ، وَالْخَبَرُ مُنْكَرٌ.

”اس کا کوئی پتہ نہیں اور اس کی (یہ) روایت منکر ہے۔“

(میزان الاعتدال: 47/2)

⑨ بکر بن خنیس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عَلَامَةُ أَبْدَالِ أُمَّتِي أَنَّهُمْ لَا يَلْعَنُونَ شَيْئًا أَبَدًا.

”میری امت کے ابدال کی نشانی یہ ہے کہ وہ کسی بھی چیز پر لعن طعن نہیں کرتے۔“

(كتاب الأولياء لابن أبي الدنيا: 59)

سند باطل ہے۔

① بکر بن خنیس کوفی ضعیف و متروک ہے۔

② یہ تبع تابعی ہے، بھلا یہ مرفوع کیسے بیان کر سکتا ہے؟ لہٰذا یہ سند معضل (پے در پے منقطع) ہے۔

③ عبد الرحمٰن بن محمد محاربی مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

⑩ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَنْ تَخْلُوَ الْأَرْضُ مِثْلَ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلِ الرَّحْمٰنِ، بِهِمْ تُغَاثُونَ، وَبِهِمْ تُرْزَقُونَ، وَبِهِمْ تُمْطَرُونَ.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”زمین ایسے لوگوں سے کبھی خالی نہ رہے گی، جو ابراہیم خلیل الرحمٰن علیہ السلام کی طرح کے ہوں گے۔ ان کی وجہ سے آپ کی مدد کی جائے گی، رزق دیا جائے گا اور بارش برسائی جائے گی۔“

(كتاب المَجروحين لابن حِبّان : 61/2، ت : 605)

من گھڑت ہے۔ اسے عبد الرحمٰن بن مرزوق بن عوف نے گھڑا ہے۔

❀ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

يَضَعُ الْحَدِيثَ، لَا يَحِلُّ ذِكْرُهُ إِلَّا عَلٰى سَبِيلِ الْقَدْحِ فِيهِ .

”یہ حدیثیں گھڑتا تھا، جرح کے بغیر اس کا ذکر جائز نہیں۔“

⑪ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

إِنَّ أَبْدَالَ أُمَّتِي لَمْ يَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِالْأَعْمَالِ، وَلٰكِنْ إِنَّمَا دَخَلُوهَا بِرَحْمَةِ اللّٰهِ، وَسَخَاوَةِ الْأَنْفُسِ، وَسَلَامَةِ الصُّدُورِ، وَرَحْمَةٍ لِجَمِيعِ الْمُسْلِمِينَ .

”میری امت کے ابدال اپنے اعمال کے سبب سے جنت میں داخل نہ ہوں گے، بلکہ اللہ کی رحمت، نفسوں کی سخاوت، سینوں کی سلامتی اور تمام مسلمانوں کے لیے رحمت ہونے کی وجہ سے داخل ہوں گے۔“

(شُعَب الإيمان للبَيْهقي : 10394)

سند سخت ضعیف ہے۔

① صالح بن بشیر مری ابو بشر بصری ضعیف ہے۔

(تقريب التّهذيب لابن حَجَر : 2844)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

② حسن بصری رحمہ اللہ مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

⑫ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلْبُدَلَاءُ أَرْبَعُونَ، اثْنَانِ وَعِشْرُونَ بِالشَّامِ وَثَمَانِيَةَ عَشَرَ بِالْعِرَاقِ كُلَّمَا مَاتَ مِنْهُمْ وَاحِدٌ بَدَّلَ اللّٰهُ مَكَانَهُ آخَرَ فَإِذَا جَاءَ الْأَمْرُ قُبِضُوا كُلُّهُمْ فَعِنْدَ ذٰلِكَ تَقُومُ السَّاعَةُ.

''ابدال چالیس ہیں، بائیس شام میں ہوتے ہیں اور اٹھارہ عراق میں۔ ان میں سے جو فوت ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرا بدل دیتا ہے اور جب اللہ کا حکم آئے گا، تو سب فوت ہو جائیں گے۔ اسی وقت قیامت قائم ہو گی۔''

(الكامل لابن عدي: 220/5)

روایت من گھڑت ہے۔ علاء بن زید ثقفی وضاع (حدیثیں گھڑنے والا) ہے۔ امام ابن عدی رحمہ اللہ نے ''منکر الحدیث'' قرار دیا ہے۔ کبار محدثین نے ''متروک'' کہا ہے۔

⑬ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَنْ تَخْلُوَ الْأَرْضُ مِنْ أَرْبَعِينَ رَجُلًا مِثْلَ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلِ الرَّحْمٰنِ، فَبِهِمْ يُسْقَوْنَ وَبِهِمْ يُنْصَرُونَ، مَا مَاتَ مِنْهُمْ أَحَدٌ إِلَّا أَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهُ آخَرَ.

''چالیس مرد جو مثل ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے ہیں، ان سے زمین کبھی خالی نہ ہو گی۔ ان کی وجہ سے آپ پر بارش برسائی جائے گی اور آپ کی مدد کی جائے گی۔ جب ان میں سے کوئی فوت ہوگا، تو اللہ اس کی جگہ دوسرا بدل دے گا۔''

(المُعجم الأوسط للطّبراني: 247/4، ح: 4101)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

سند ضعیف ہے۔

① ، ② ، ③ عبد الوہاب بن عطاء خفاف، سعید بن ابی عروبہ اور قتادہ تینوں مدلس ہیں، سماع کی تصریح ثابت نہیں۔

④ اسحاق بن زریق مجہول الحال ہے۔

⑭ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَزَالُ أَرْبَعُونَ رَجُلًا مِنْ أُمَّتِي قُلُوبُهُمْ عَلٰى قَلْبِ إِبْرَاهِيمَ، يَدْفَعُ اللّٰهُ بِهِمْ عَنْ أَهْلِ الْأَرْضِ، يُقَالُ لَهُمُ الْأَبْدَالُ.

''میری امت میں چالیس مرد ہمیشہ ایسے رہیں گے، جن کے دل ابراہیم علیہ السلام کے دل کی کی مانند ہوں گے۔ ان کی وجہ سے اہل زمین سے تکالیف دور کی جائیں گی۔ ان کو ''ابدال'' کہا جاتا ہے۔''

(المُعجم الكبير للطّبراني : 181/10، حِلية الأولياء لأبي نُعَيم : 172/4)

سند ضعیف ہے۔

① اعمش مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

② ثابت بن عیاش احدب غیر معروف ہے۔

⑮ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فِي الْخَلْقِ ثَلَاثَمِائَةٍ قُلُوبُهُمْ عَلٰى قَلْبِ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَلِلّٰهِ تَعَالٰى فِي الْخَلْقِ أَرْبَعُونَ قُلُوبُهُمْ عَلٰى قَلْبِ مُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَلِلّٰهِ تَعَالٰى فِي الْخَلْقِ سَبْعَةٌ قُلُوبُهُمْ عَلٰى قَلْبِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَلِلّٰهِ تَعَالٰى فِي الْخَلْقِ خَمْسَةٌ قُلُوبُهُمْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَلٰى قَلْبِ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَلِلّٰهِ تَعَالٰى فِي الْخَلْقِ ثَلَاثَةٌ قُلُوبُهُمْ عَلٰى قَلْبِ مِيكَائِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَلِلّٰهِ تَعَالٰى فِي الْخَلْقِ وَاحِدٌ قَلْبُهٗ عَلٰى قَلْبِ إِسْرَافِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ.

''مخلوق میں اللہ کے تین سو بندے ایسے ہیں، جن کے دل آدم علیہ السلام کے دل کی مانند ہیں، چالیس ایسے ہیں، جن کے دل موسیٰ علیہ السلام کے دل کی مانند ہیں، سات ایسے ہیں جن کے دل ابراہیم علیہ السلام کے دل کی مانند ہیں، پانچ ایسے ہیں، جن کے دل جبرائیل علیہ السلام کے دل پر ہیں، تین ایسے ہیں، جن کے دل میکائیل کے قلب پر ہیں اور ایک ایسا بندہ ہے، جس کا دل اسرافیل علیہ السلام کے دل پر ہے۔''

(حِلية الأولياء لأبي نُعَيم: 8/1)

جھوٹی روایت ہے۔

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ كِذْبٌ، فَقَاتَلَ اللّٰهُ مَنْ وَضَعَ هٰذَا الْإِفْكَ.

''یہ جھوٹ ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ جھوٹ اختراع کرنے والے کو تباہ و برباد کرے۔''

(میزان الاعتدال: 50/3)

❀ نیز فرماتے ہیں:

أَتَّهِمُهٗ بِهٖ أَوْ عُثْمَانَ.

''میں اس جھوٹ کا ملزم عبد الرحیم بن یحییٰ یا عثمان بن عمارہ کو سمجھتا ہوں۔''

(میزان الاعتدال: 608/2)

اس حدیث کو عبد الرحیم بن یحییٰ نے گھڑا ہے یا عثمان بن عمارہ نے۔ یہ دونوں حضرات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نامعلوم و مجہول ہیں، نیز ابراہیم نخعی مدلس ہیں، انہوں نے سماع کی صراحت نہیں کی۔

⑯ محمد بن علی بن جعفر ابوبکر کتانی صوفی سے مروی ہے:

اَلنُّقَبَاءُ ثَلَاثُ مِاَةٍ، وَالنُّجبَاءُ سَبْعُونَ، وَالْبُدَلَاءُ أَرْبَعُونَ، وَالْأَخْيَارُ سَبْعَةٌ، وَالْعُمُدُ أَرْبَعَةٌ، وَالْغَوْثُ وَاحِدٌ.

”نقباء تین سو ہیں، نجباء ستر ہیں، ابدال چالیس ہیں، اخیار سات، قطب چار اور غوث ایک ہے۔“ (تاریخ بغداد للخطیب : 75/3)

جھوٹ ہے، جسے علی بن عبداللہ بن الحسن بن جہضم ہمدانی نے گھڑا ہے۔

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مُتَّهَمٌ بِوَضْعِ الْحَدِيثِ. ”یہ حدیث گھڑنے کے ساتھ متہم ہے۔“

(میزان الاعتدال : 142/3)

❁ نیز فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِثِقَةٍ، بَلْ مُتَّهَمٌ، يَأْتِي بِمَصَائِبَ.

”یہ ثقہ نہیں، بلکہ متہم ہے۔ جھوٹ طوفان بیان کرتا ہے۔“

(سِیَر أعلام النُّبلاء : 376/17)

❁ اس باطل وضعیف قول کے اگلے الفاظ یہ ہیں:

مَسْكَنُ النُّقَبَاءِ الْمَغْرِبُ، وَمَسْكَنُ النُّجَبَاءِ مِصْرُ، وَمَسْكَنُ الْأَبْدَالِ الشَّامُ، وَالْأَخْيَارُ سَيَّاحُونَ فِي الْأَرْضِ، وَالْعُمُدُ فِي زَوَايَا الْأَرْضِ، وَمَسْكَنُ الْغَوْثِ مَكَّةَ، فَإِذَا عَرَضَتِ الْحَاجَةُ مِنْ أَمْرِ الْعَامَّةِ ابْتَهَلَ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فِيهَا النُّقَبَاءُ، ثُمَّ النُّجبَاءُ، ثُمَّ الْأَبْدَالُ، ثُمَّ الْأَخْيَارُ، ثُمَّ الْعُمُدُ، ثُمَّ أُجِيبُوا، وَإِلَّا ابْتَهَلَ الْغَوْثُ، فَلَا يَتِمُّ مَسْأَلَتُهُ حَتّٰى تُجَابَ دَعْوَتُهُ .

''نقباء کا مسکن مغرب، نجباء کا مصر، ابدال کا شام ہے۔ اخیار سیّاح (گھومنے پھرنے والے) ہوتے ہیں۔ قطب زمین کے گوشوں میں ہوتے ہیں اور غوث کا مسکن مکہ ہے۔ جب مخلوق کو عمومی مصیبت آ جائے، تو دعا کے لیے نقباء ہاتھ پھیلاتے ہیں، پھر نجباء، پھر اخیار، پھر قطب، اگر قبول نہ ہو، تو غوث دُعا کے لیے ہاتھ پھیلاتا ہے حتی کہ دعا مکمل ہونے سے پہلے ہی قبول ہو جاتی ہے۔''

(تاریخ بغداد للخطیب: 75/3)

❁ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

سَتَكُونُ فِتْنَةٌ يُحَصَّلُ النَّاسُ مِنْهَا كَمَا يُحَصَّلُ الذَّهَبُ فِي الْمَعْدِنِ، فَلَا تَسُبُّوا أَهْلَ الشَّامِ، وَسُبُّوا ظَلَمَتَهُمْ، فَإِنَّ فِيهِمُ الْأَبْدَالُ، وَسَيُرْسِلُ اللّٰهُ إِلَيْهِمْ سَيْبًا مِّنَ السَّمَاءِ فَيُغْرِقُهُمْ حَتّٰى لَوْ قَاتَلَتْهُمُ الثَّعَالِبُ غَلَبَتْهُمْ، ثُمَّ يَبْعَثُ اللّٰهُ عِنْدَ ذٰلِكَ رَجُلًا مِّنْ عِتْرَةِ الرَّسُولِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي اثْنَيْ عَشَرَ أَلْفًا إِنْ قَلُّوا، وَخَمْسَةَ عَشَرَ أَلْفًا إِنْ كَثُرُوا، أَمَارَتُهُمْ أَوْ عَلَامَتُهُمْ أَمِتْ أَمِتْ عَلٰى ثَلَاثِ رَايَاتٍ يُقَاتِلُهُمْ أَهْلُ سَبْعِ رَايَاتٍ لَيْسَ مِنْ صَاحِبِ رَايَةٍ إِلَّا وَهُوَ يَطْمَعُ بِالْمُلْكِ، فَيَقْتَتِلُونَ وَيُهْزَمُونَ، ثُمَّ يَظْهَرُ الْهَاشِمِيُّ فَيَرُدُّ اللّٰهُ إِلَى النَّاسِ إِلْفَتَهُمْ وَنِعْمَتَهُمْ، فَيَكُونُونَ عَلٰى ذٰلِكَ حَتّٰى يَخْرُجَ الدَّجَّالُ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''عنقریب ایک فتنہ نمودار ہوگا۔ لوگ اس سے ایسے کندن بن کر نکلیں گے، جیسے سونا بھٹی میں کندن بنتا ہے۔ تمام اہل شام کو بُرا بھلا نہ کہیں، بلکہ ان میں سے ظلم کرنے والوں کو بُرا بھلا کہیں، کیونکہ اہل شام میں ابدال (نیک لوگ) بھی ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ اہل شام پر آسمان سے بارش نازل کرے گا اور ان کو غرق کر دے گا۔ اگر لومڑیوں جیسے مکار لوگ بھی ان سے لڑیں گے، تو وہ ان پر غالب آ جائیں گے۔ پھر اللہ رسول اللہ ﷺ کے خاندان میں سے ایک شخص (مہدی) کو کم از کم بارہ ہزار اور زیادہ سے زیادہ پندرہ ہزار لوگوں میں بھیجے گا۔ ان کی علامت «أَمِتْ أَمِتْ» ہوگی۔ وہ تین جھنڈوں پر ہوں گے۔ ان سے سات جھنڈوں والے لڑائی کریں گے۔ ہر جھنڈے والا بادشاہت کا طمع کرتا ہو گا۔ وہ لڑیں گے اور شکست کھائیں گے، پھر ہاشمی (مہدی) غالب آ جائے گا اور اللہ تعالیٰ لوگوں کی طرف ان کی الفت اور محبت و مودّت لوٹا دے گا۔ وہ دجال کے نکلنے تک یونہی رہیں گے۔''

(المُستدرك للحاكم: 4/596، ح: 8658، وسندهٗ صحيحٌ)

اسے امام حاکم رحمہ اللہ نے ''صحیح الاسناد'' اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❀ ابدال کی تعریف وتفسیر میں علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

فَسَّرُوهُ بِمَعَانٍ: مِنْهَا أَنَّهُمْ أَبْدَالُ الْأَنْبِيَاءِ وَمِنْهَا أَنَّهُ كُلَّمَا مَاتَ مِنْهُمْ رَجُلٌ أَبْدَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى مَكَانَهُ رَجُلًا وَّمِنْهَا أَنَّهُمْ أُبْدِلُوا السَّيِّئَاتِ مِنْ أَخْلَاقِهِمْ وَأَعْمَالِهِمْ وَعَقَائِدِهِمْ بِحَسَنَاتٍ، وَهٰذِهِ الصِّفَاتُ كُلُّهَا لَا تَخْتَصُّ بِأَرْبَعِينَ وَلَا بِأَقَلَّ وَلَا بِأَكْثَرَ وَلَا تُحْصَرُ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

بِأَهْلِ بُقْعَةٍ مِنَ الْأَرْضِ .

''اہل علم نے اس کے کئی معانی بیان کیے ہیں۔ ایک یہ ہے کہ وہ انبیا کے بدل ہیں۔ ایک یہ کہ ان میں سے جب کوئی فوت ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرے شخص کو کھڑا کر دیتے ہیں۔ ایک یہ کہ انھوں نے اپنے اخلاق، اعمال اور عقائد سے برائیوں کو نکال کر ان کی جگہ نیکیوں کو دے دی ہے۔ یہ صفات چالیس یا کم و بیش کے ساتھ خاص نہیں، نہ ہی (شام کے علاوہ) کسی اور علاقے میں ابدال کا ہونا ممنوع ہے۔''(مَجموع الفتاوٰی: 442/11)

لمحہ فکریہ:

''حاجی کفایت اللہ صاحب بیان کرتے ہیں: اعلیٰ حضرت (احمد رضا خان بریلوی) بنارس تشریف لے گئے۔ ایک دن دوپہر کو ایک جگہ دعوت تھی۔ میں ہمراہ تھا، واپسی میں تانگے والے سے فرمایا: اس طرف فلاں مندر کے سامنے سے ہوتے ہوئے چل۔ مجھے حیرت ہوئی کہ اعلیٰ حضرت بنارس کب تشریف لائے اور کیسے یہاں کی گلیوں سے واقف ہوئے اور اس مندر کا نام کب سنا؟ اسی حیرت میں تھا کہ تانگہ مندر کے سامنے پہنچا، دیکھا کہ ایک سادھو مندر سے نکلا اور تانگہ کی طرف دوڑا۔ آپ نے تانگہ رُکوا دیا۔ اس نے اعلیٰ حضرت کو ادب سے سلام کیا اور کان میں کچھ باتیں ہوئیں، جو میری سمجھ سے باہر تھیں، پھر وہ سادھو مندر میں چلا گیا، ادھر تانگہ بھی چل پڑا، تب میں نے عرض کی: حضور! یہ کون تھا؟ فرمایا: ابدالِ وقت۔ عرض کی: مندر میں؟ فرمایا: آم کھایئے، پیتے نہ گنیے۔''

(اعلیٰ حضرت، اعلیٰ سیرت از محمد رضا الحسن قادری بریلوی، ص۱۳۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات کو زمین نگل جاتی تھی؟

اس پر کوئی صحیح دلیل معلوم نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات کو زمین نگل جاتی تھی۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے:

”جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لیے بیت الخلا جاتے، تو بعد میں میں بھی داخل ہوتی، مگر وہاں (بول و براز میں سے) کچھ نظر نہ آتا، البتہ میں وہاں خوشبو محسوس کرتے۔ یہ بات میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کی، تو فرمایا: ”عائشہ! آپ جانتی نہیں! ہمارے (انبیائے کرام کے) اجسام جنتی روحوں پر پروان چڑھتے ہیں، ان اجسام سے جو بھی نکلتا ہے، زمین اسے نگل جاتی ہے۔“

(دلائل النُّبُوّة للبَيْهقي : 70/6)

روایت جھوٹی ہے۔ حسین بن علوان کذاب ہے۔

❁ حافظ بیہقی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ”موضوع“ (من گھڑت) قرار دیا ہے۔

اس حدیث کی اور بھی سندیں ہیں؛

❁ طبقات ابن سعد (۱/۱۳۵)، دلائل النبوہ لابی نعیم (۳۶۴) اور معجم اوسط طبرانی (۸۳۵۷) والی سند جھوٹی ہے۔

① عنبسہ بن عبدالرحمٰن قرشی متروک وکذاب ہے۔

② محمد بن زاذان مدنی متروک ہے۔

❁ الخصائص الکبری للسیوطی (۱/۱۲۱) میں مذکور امام ابونعیم اصبہانی رحمہ اللہ والی سند

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

باطل ہے۔

① عبدالکریم الخزاز غیر ثقہ اور غیر معتبر ہے۔

② ابو عبداللہ مدینی کا مجہول ہے۔

(الاستیعاب لابن عبد البر : 4080)

❀ نیز حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔

(الاستیعاب لابن عبد البر : 4080)

❀ مستدرک حاکم (۶۹۵۰) والی سند بھی سخت ضعیف ہے۔

① منہال بن عبیداللہ کے حالات زندگی نہیں ملے۔

② اس کا استاذ مبہم و نامعلوم ہے۔

❀ العلل المتناہیہ لابن الجوزی (۱۸۲/۱) میں الافراد للدارقطنی سے منقول روایت بھی سخت ضعیف ہے۔ محمد بن حسان اموی کی توثیق نہیں مل سکی۔

❀ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ضعیف و غیر ثابت قرار دیا ہے۔

❀ اس معنی کی روایت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی منقول ہے۔

(إمتاع الأسماع للمَقريزي : 302/5)

سند جھوٹی ہے۔

① محمد بن سائب کلبی متروک کذاب ہے۔

② ابو صالح باذام ضعیف و مختلط ہے۔

③ ابو صالح کا سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سماع ثابت نہیں۔

❀ اسی معنی کی روایت سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے۔

(تاریخ جُرجان : 1106، رُواۃ مالك للخطیب [الزیادات علی الموضوعات للسّیوطي : 250])

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سند سخت ضعیف ہے۔

① عبد اللہ بن لیث استرابازی کی توثیق نہیں ملی۔

② اسحاق بن صلت غیر معتبر راوی ہے، اس کی توثیق ثابت نہیں۔

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اس (اسحاق بن صلت) نے امام مالک رحمہ اللہ سے منسوب سخت منکر روایت بیان کی ہے۔ یہاں تک سند ''مظلم'' (اندھیری) ہے۔''

(میزان الاعتدال: 192/1)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا کسی صحابی نے نبی کریم ﷺ کا پیشاب پیا؟

کسی صحابی سے نبی کریم ﷺ کا پیشاب پینا ثابت نہیں، اس بارے میں مروی تمام روایات ضعیف و غیر ثابت ہیں، تحقیق پیش خدمت ہے؛

❀ سیدہ اُم ایمن رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک رات نبی کریم ﷺ مٹی کے برتن کے پاس اُٹھ کر تشریف لائے اور اس میں پیشاب کیا۔ اسی رات میں اُٹھی اور مجھے پیاس لگی ہوئی تھی۔ میں نے جو اس میں تھا، پی لیا۔ جب صبح ہوئی تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس واقعہ کی خبر دی، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''خبردار! بے شک آپ آج کے بعد کبھی اپنے پیٹ میں بیماری نہ پاؤ گی۔''

(المُستدرك للحاكم : 63/4، حِلية الأولياء لأبي نُعيم : 67/2، دلائل النّبوة لأبي نُعيم : 380/2، المُعجم الكبير للطّبراني : 89/25، التّلخيص الحَبير لابن حَجَر : 31/1، البِداية والنّهاية لابن كثير : 326/5، الإصابة لابن حَجَر : 433/4)

سند باطل اور مضطرب ہے۔ عبد الملک بن حسین ابو مالک نخعی متروک ہے۔

(تقريب التّهذيب لابن حَجَر : 8337)

❀ امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَبُو مَالِكٍ ضَعِيفٌ، وَالْاِضْطِرَابُ فِيهِ مِنْ جِهَتِهٖ .

''ابو مالک ضعیف ہے اور اس حدیث میں اضطراب اسی کی طرف سے ہے۔''

(عِلَل الدّارقطني : 4106)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

تنبیہ:

ابو یعلی کی سند میں ابو مالک نخعی کا واسطہ گر گیا ہے۔اس پر قرینہ یہ ہے:

۱۔ ابو مالک نخعی کے اساتذہ میں یعلی بن عطاء اور یعلی بن عطاء کے شاگردوں میں ابو مالک نخعی موجود ہے۔

۲۔ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے بھی اس روایت کی بنیاد ابو مالک نخعی کو بنایا ہے۔

(عِلَل الدّارقطني : 4106)

۳۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی ابن سکن رحمہ اللہ کی سند میں ابو مالک نخعی کا واسطہ ذکر کیا ہے۔

(الإصابة في تمييز الصّحابة : 433/4، إمتاع)

۴۔ حافظ سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”ابو یعلی، حاکم، دارقطنی اور ابونعیم نے اسے ام ایمن رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے۔“

(الخَصائص الكُبرٰى للبَيْهقي : ٢٥٢/٢)

حافظ سیوطی رحمہ اللہ یہ باور کرا رہے ہیں کہ یہ سند ایک ہی ہے، جس کا دار و مدار ابو مالک نخعی پر ہے جو متروک ہے، نیز الولید بن عبد الرحمٰن کا ام ایمن رضی اللہ عنہا سے سماع بھی درکار ہے۔ ابو یعلی کے علاوہ باقی سب میں نبیح عنزی اور ام ایمن رضی اللہ عنہا کے درمیان انقطاع ہے۔

(التّلخيص الحبير لابن حَجَر :171/1)

❀ ایک روایت میں ہے:

”......اس کے بعد خاتون مرض الموت تک کبھی بیمار نہیں ہوئی۔“

(التّلخيص الحبير لابن حَجَر :32/1)

سند ضعیف ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

① امام عبد الرزاق کا عنعنہ ہے۔

② ابن جریج مدلس ہیں، مخبر نا معلوم ومجہول ہے۔

❁ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قضائے حاجت کی، تو میں نے سوچا:

لَعَلَّ اللّٰهُ يُطْلِعُنِي عَلٰى مَا خَرَجَ مِنْ جَوْفِهٖ فَآكُلَهٗ فَرَأَيْتُ الْأَرْضَ بَيْضَاءَ فَقُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَمَا كُنْتَ تَوَضَّأْتَ؟ قَالَ : بَلٰى وَلٰكِنَّا مَعْشَرُ النَّبِيِّينَ أُمِرَتِ الْأَرْضُ أَنْ تُوَارِيَ مَا خَرَجَ مِنَّا مِنَ الْغَائِطِ وَالْبَوْلِ .

”ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلہ سے آگاہ کر دے اور میں اسے کھا لوں، مگر میں نے دیکھا، تو زمین صاف ستھری تھی، میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ نے قضائے حاجت نہیں کی؟ فرمایا: جی ہاں، قضائے حاجت کی ہے، مگر زمین کو حکم ہے کہ وہ ہم انبیا کے بول وبراز کو چھپا لے۔“

(تاريخ جُرجان : 1106، رُواة مالك للخطيب، [الزيادات على الموضوعات للسّيوطي : 250])

سند سخت ضعیف ہے۔

① عبد اللہ بن لیث استرابازی کی توثیق نہیں ملی۔

② اسحاق بن صلت غیر معتبر راوی ہے، اس کی توثیق بھی ثابت نہیں۔

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”اس (اسحاق بن صلت) نے امام مالک رحمہ اللہ سے منسوب سخت منکر روایت بیان کی ہے۔ یہاں تک سند ”مظلم“ (اندھیری) ہے۔“

(میزان الاعتدال :192/1)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❀ امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لکڑی کا ایک پیالا تھا، جس میں آپ پیشاب کرتے تھے، پھر اسے چارپائی کے نیچے رکھ دیا جاتا۔ ایک ”برکہ“ نامی عورت آئی۔ وہ سیدہ امِ حبیبہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حبشہ سے آئی تھی۔ اس نے وہ پیالا نوش کرلیا۔ سیدنا زینب رضی اللہ عنہا نے اس سے پوچھا، تو اس نے کہا: میں نے اسے پی لیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو نے آگ سے بچاؤ حاصل کرلیا ہے، یا فرمایا: ڈھال بنا لی ہے یا اس طرح کی کوئی بات کہی۔“

(الآحاد والمَثاني لابن أبي عاصم: 3342، الاستيعاب في مَعرِفة الأصحاب لابن عبد البرّ: 251/4، المُعجم الكبير للطّبراني: 189/24، السّنن الكُبرى للبَيْهقي: 67/7)

سند ضعیف ہے۔ حکیمہ بنت اُمیمہ غیر معروفہ ہے، اسے صرف ابن حبان رحمہ اللہ نے ”الثقات: ۴/ ۱۹۵“ میں ذکر کیا ہے۔

تنبیہ:

❀ حافظ سہیلی رحمہ اللہ (۵۸۱ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ دَمَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَالِفُ دَمَ غَيْرِهٖ فِي التَّحْرِيمِ وَكَذَاكَ بَوْلُهٗ.

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خون دوسروں کے خون کی طرح حرام نہیں، اسی حکم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیشاب کا ہے۔“

(الرّوض الأنف: 471/5)

❀ علامہ حسین بن محمد الدیار بکری (۹۶۶ھ) لکھتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

طَهَارَةُ دَمِهٖ وَبَوْلِهٖ وَغَائِطِهٖ وَيُسْتَشْفٰى بِهَا .

”نبی ﷺ کا خون اور بول و براز پاک ہیں اور ان سے شفا حاصل کی جاتی تھی۔“

(تاریخ الخَمِیس :218/1)

یہ بات مبنی بر خطا ہے، نیز اس میں مبالغہ بھی ہے۔ اس پر کوئی صحیح دلیل معلوم نہیں، اسلاف اُمت میں سے کسی نے یہ بات نہیں کی، حالانکہ وہ نبی کریم ﷺ کی سیرت کو سب سے بہتر جاننے والے تھے، نیز کسی صحابی سے ثابت نہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کا خون یا بول و براز حصولِ شفا یا برکت کے لیے کھایا یا پیا ہو۔

❁❁❁❁❁❁❁

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کیا کسی صحابی نے نبی کریم ﷺ کا خون پیا؟

کسی صحابی سے رسول اللہ ﷺ کا خون پینا ثابت نہیں۔اس پر پیش کیے جانے والے دلائل پر مختصر اور جامع تبصرہ پیش خدمت ہے:

دلیل نمبر ①:

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جنگ احد کے دن نبی اکرم ﷺ کی پیشانی مبارک پر زخم آ گیا ۔ آپ ﷺ کے پاس سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے والد مالک بن سنان رضی اللہ عنہ آئے ۔انہوں نے نبی کریم ﷺ کے چہرۂ مبارک سے خون صاف کیا اور پھر اس خون کو نگل لیا۔آپ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلٰى مَنْ خَالَطَ دَمِي فَلْيَنْظُرْ إِلٰى مَالِكِ بْنِ سِنَانٍ.

”جو شخص پسند کرتا ہے کہ وہ اس شخص کو دیکھے،جس کے خون کے ساتھ میرا خون مل چکا ہے تو وہ مالک بن سنان کو دیکھ لے۔“

(الآحاد والمَثاني لابن أبي عاصم : 2097، المُعجم الكبير للطّبراني : 34/6، المُستدرك للحاكم: 563/3)

روایت ضعیف ہے۔

① موسیٰ بن محمد بن علی جحبی مجہول ہے۔

② ام سعید بنت مسعود بن حمزہ بن ابی سعید کی توثیق نہیں۔

③ ام عبدالرحمٰن بنت ابی سعید کی توثیق و حالات نہیں ملے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِسْنَادُهُ مُظْلِمٌ .

’’اس کی سند اندھیری ہے۔‘‘

(تلخيص المُستدرك : 564/3)

❀ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِيهِ مَجَاهِيلُ لَا أَعْرِفُهُمْ بَعْدَ الْكَشْفِ عَنْهُمْ .

’’اس میں مجہول راوی ہیں، تحقیق کے باوجود میں انہیں نہیں پہچان سکا۔‘‘

(البدر المُنير :481/1)

دلیل نمبر ②:

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کے والد مالک بن سنان رضی اللہ عنہ غزوۂ احد میں نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم مبارک کو چاٹنے اور چوسنے لگے، جس سے زخم کی جگہ چمکنے لگی۔ ان سے کہا گیا کہ کیا تم خون پی رہے ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خون پی رہا ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خَالَطَ دَمِي بِدَمِهِ، لَا تَمَسُّهُ النَّارُ .

’’اس کے خون کے ساتھ میرا خون مل گیا ہے۔ اس کو آگ کبھی نہیں چھوئے گی۔‘‘

(المُعجم الأوسط للطّبراني : 47/9، ح : 9098)

سند سخت ضعیف ہے۔

① مسعدۃ بن سعد عطار ابوالقاسم مکی کی معتبر توثیق نہیں مل سکی۔

② مصعب بن الاسقع مجہول الحال ہے، اسے صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”الثقات : ۹/۱۷۴“ میں ذکر کیا ہے۔

③ عباس بن ابی شملہ ضعیف ہے۔

✿ اسے امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ نے ضعیف کہا ہے۔

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 228/7)

❀ سنن سعید بن منصور (۲۵۷۳) والی سند بھی ضعیف و منقطع ہے۔

① عمر بن السائب مجہول الحال ہے، اسے صرف ابن حبان رحمہ اللہ نے ”الثقات : ۷/۱۷۵) میں ذکر کیا ہے۔

② اس واقعہ کی خبر عمر بن السائب کو کس نے دی؟ معلوم نہیں۔ لہٰذا یہ سند منقطع، بلکہ معضل ہے۔

دلیل نمبر ③ :

سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگی لگوائی۔ مجھے حکم دیا کہ میں اس خون کو ایسی جگہ چھپا دوں جہاں سے درندے، کتے (وغیرہ) یا کوئی انسان نہ پا سکے۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دُور چلا گیا اور دُور جا کر اس خون کو پی لیا۔ پھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا : آپ نے خون کا کیا کیا ؟ میں نے عرض کی : میں نے ویسے ہی کیا ہے، جیسے آپ نے حکم دیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : میرے خیال میں آپ نے اسے پی لیا ہے۔ میں نے عرض کیا : جی ہاں! فرمایا : اب آپ سے میرا کوئی میرا امتی بغض و کینہ سے نہیں ملے گا۔

(الآحاد والمَثاني لابن أبي عاصم : 578، مُسند أبي يعلى [المَطالب لابن حجَر : 3821]، مُسند البزّار : 2210، المُستدرك للحاكم : 6343، السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 67/7)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سند ضعیف ہے۔ ہنید بن قاسم بن عبد الرحمٰن مجہول الحال ہے، اسے صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات'' (۵/۵۱۵) میں ذکر کیا ہے۔

❁ حافظ ابن دقیق العید رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ فِي إِسْنَادِ الْبَزَّارِ مَنْ يُحْتَاجُ إِلَى الْكَشْفِ عَنْ حَالِهِ إِلَّا هُنَيْدُ .

''مسند بزار کی سند میں صرف ہنید کے حالات ہی محتاج تحقیق ہیں۔''

(الإمام في مَعرِفة أحاديث الأحكام : 385/3)

❁ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ نے ''مجہول'' کہا ہے۔

(مَجمع الزّوائد :28/1)

❁ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هَنِيدٌ لَا يُعْلَمُ لَهٗ حَالٌ .

''ہنید کی حالت معلوم نہیں۔''

(البدر المُنير :476/1)

❁ ایک روایت میں ہے:

لَعَلَّكَ شَرِبْتَهٗ؟ قَالَ : نَعَمْ، قَالَ : وَلِمَ شَرِبْتَ الدَّمَ؟ وَيْلٌ لِلنَّاسِ مِنْكَ، وَوَيْلٌ لَكَ مِنَ النَّاسِ .

''آپ ﷺ نے فرمایا: شاید آپ نے پی لیا ہے۔ صحابی نے عرض کیا: جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: آپ نے خون کیوں پیا؟ نیز فرمایا: لوگ آپ سے محفوظ ہو گئے اور آپ لوگوں سے محفوظ رہیں گے۔''

اس کی سند میں بھی ہنید بن قاسم مجہول ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

❀ ایک روایت میں ہے:

لَا تَمَسَّكَ النَّارُ إِلَّا قَسْمَ الْيَمِينِ .

”آپ کو آگ صرف قسم پوری کرنے کے لیے چھوئے گی۔“

(حِلية الأولياء لأبي نُعيم : 330/1، جُزء ابن الغِطريف : 65، تاريخ ابن عَساكر : 233/20، 162/28، الإصابة لابن حجَر : 93/4)

سند سخت ضعیف ہے۔

① سعد بن زیاد ابو عاصم مولیٰ سلیمان بن علی ضعیف ہے۔

❀ امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يُكْتَبُ حَدِيثُهُ، وَلَيْسَ بِالْمَتِينِ .

”اس کی حدیث لکھی جائے گی، یہ مضبوط راوی نہیں ہے۔“

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 83/4)

❀ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِالْمَتِينِ عِنْدَهُمْ .

”محدثین کے نزدیک مضبوط راوی نہ تھا۔“

(الاستغناء : 827/2)

② کیسان مولیٰ عبد اللہ بن زبیر کے حالات نہیں ملے۔

❀ سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے:

لَا تَمَسَّكَ النَّارُ، وَمَسَحَ عَلَى رَأْسِهِ .

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

آپ کو آگ ہرگز نہ چھوئے گی۔

(سنن الدّارقطني :228/1)

روایت جھوٹی ہے۔

① محمد بن حمید رازی ضعیف وکذاب ہے۔

② علی بن مجاہد ضعیف ومتروک ہے۔

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اسے ''کذاب'' قرار دیا ہے۔

(المُغني في الضّعفاء : 905/2)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

مَتْرُوكٌ، وَلَيْسَ فِي شُيُوخِ أَحْمَدَ أَضْعَفُ مِنْهُ .

''یہ متروک ہے۔امام احمد رحمہ اللہ کے اساتذہ میں اس سے بڑھ کر ضعیف کوئی نہیں۔''

(تقريب التّهذيب : 4790)

❀ امام یحییٰ بن ضُریس رحمہ اللہ نے اسے جھوٹا قرار دیا ہے۔

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 205/6، وسندهٗ حسنٌ)

❀ ابوغسان محمد بن عمرو رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

تَرَكْتُهٗ . ''میں نے اسے چھوڑ دیا۔''

(الضّعفاء للعُقيلي : 252/3، وسندهٗ صحيحٌ)

③ رباح نوبی غیر معتبر ہے۔

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

لَيَّنَهٗ بَعْضُهُمْ، وَلَا يُدْرٰى مَنْ هُوَ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”اسے بعض محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے، معلوم نہیں یہ کون ہے؟“

(میزان الاعتدال : 38/2)

✿ اس روایت کو علامہ عبد الحق اشبیلی رحمہ اللہ نے ”غیر ثابت“ قرار دیا ہے۔

(الأحکام الوسطی :232/1)

دلیل نمبر ④ :

سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگی لگوائی اور مجھے حکم دیا کہ یہ خون لے جایئے اور اسے ایسی جگہ دفن کر دیجئے، جہاں پرندے، چوپائے اور انسان نہ پہنچ سکیں۔ کہتے ہیں کہ میں ایک جگہ چھپ گیا اور اسے پی لیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پوچھا یا آپ کو بتایا گیا کہ میں نے اسے پی لیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیئے۔

(التّاریخ الکبیر للبخاري : 209/4، السّنن الکبریٰ للبیهقي : 67/7، المُعجم الکبیر للطّبراني : 81/7، ح : 6434، التّاریخ الکبیر لابن أبي خیثمة : 3088)

سند ضعیف ہے۔ بریہ بن عمر بن سفینہ ضعیف ہے۔

✿ امام عقیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

لَا یُتَابَعُ عَلٰی حَدِیثِهٖ .

”اس کی حدیث پر متابعت نہیں کی گئی۔“

(الضّعفاء الکبیر :167/1)

✿ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ”لین“ کہا ہے۔

(الکاشِف :99/1)

✿ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

يُخَالِفُ الثِّقَاتَ فِي الرِّوَايَاتِ، فَلَا يَحِلُّ الْاِحْتِجَاجُ بِخَبَرِهٖ بِحَالٍ.

”یہ روایات میں ثقہ راویوں کی مخالفت کرتا ہے۔ کسی حال میں بھی اس کی روایت سے حجت لینا جائز نہیں۔“

(کتاب المَجروحین: 111/1)

❀ اس روایت کے بارے میں امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِي إِسْنَادِهٖ نَظَرٌ. ”اس کی سند محل نظر ہے۔“

❀ نیز فرماتے ہیں:

إِسْنَادُهٗ مَجْهُوْلٌ. ”اس کی سند مجہول ہے۔“

(التّاریخ الکبیر: 160/6)

دلیل نمبر ⑤:

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک قریشی لڑکے نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سینگی لگائی۔ جب وہ اس سے فارغ ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خون لے کر دیوار کے پیچھے چلا گیا۔ پھر اس نے اپنے دائیں بائیں دیکھا۔ جب اسے کوئی نظر نہ آیا تو اس نے وہ خون پی لیا۔ جب واپس لوٹا تو نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے چہرے کی طرف دیکھ کر پوچھا: اللہ کے بندے! آپ نے اس خون کا کیا کیا؟ اس نے عرض کیا: میں نے دیوار کے پیچھے اسے چھپا دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہاں چھپایا ہے؟ اس نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں نے زمین پر آپ کا خون گرانا مناسب نہیں سمجھا، تو وہ میرے پیٹ میں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جائیے، آپ نے خود کو جہنم سے بچا لیا۔

(کتاب المَجروحین لابن حبّان: 59/3، التّلخیص الحَبیر لابن حَجَر: 111/1)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جھوٹ ہے۔

❁ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”اس کے راوی نافع سلمی ابو ہرمز بصری نے عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کی طرف منسوب ایک جھوٹا نسخہ روایت کیا تھا۔“

یہ حدیث بھی اسی نسخے میں سے ہے۔

❁ نافع سلمی کے بارے میں امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِثِقَةٍ، كَذَّابٌ .

”یہ ثقہ نہیں۔ پرلے درجے کا جھوٹا ہے۔“

(الكامِل لابن عدي : 49/7، وسندهٗ حسنٌ)

❁ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ”غیر ثابت“ قرار دیا ہے۔

(العِلَل المُتناهِية :181/1)

❁ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ نے اس روایت کو ”سخت ضعیف“ کہا ہے۔

(البدر المُنير :474/1)

دلیل نمبر ⑥ :

سالم ابو ہند حجام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سینگی لگائی اور اس سے بہنے والا خون پی لیا اور عرض کی: اللہ کے رسول! میں نے یہ خون پی لیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَيْحَكَ يَا سَالِمُ! أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الدَّمَ حَرَامٌ ، لَا تَعُدْ .

”سالم! آپ کی خیر ہو، کیا آپ کو علم نہیں کہ خون حرام ہے؟ آئندہ ایسا مت کیجئے گا۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(مَعرِفة الصَّحابة لابن منده، ص 717، مَعرِفة الصَّحابة لأبي نُعيم : 3044)

سند سخت ضعیف ہے۔

① محمد بن مغیرہ سکری کی توثیق نہیں ملی۔

② موسیٰ بن عبد الرحمن صباغ کی توثیق ثابت نہیں۔

③ ابو الحجاف داؤد بن ابی عوف کا سالم رضی اللہ عنہ سے سماع و لقاء ثابت نہیں۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اسے طبقہ سادسہ (چھٹے طبقہ) میں ذکر کیا ہے۔ اس طبقہ کے راوی کا کسی صحابی سے ملنا ممکن نہیں۔

دلیل نمبر ⑦:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خون پیا۔

یہ بے سند قول ہے۔

❀ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا أَعْلَمُ مَنْ خَرَّجَهٗ بَعْدَ الْبَحْثِ عَنْهُ .

”باوجود بسیار کوشش کے، معلوم نہیں ہو سکا کہ اس روایت کو کس نے نقل کیا ہے۔“

(البدر المُنير :479/1)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ أَجِدْهُ .

”یہ روایت مجھے (کسی کتاب میں) نہیں ملی۔“

(التَّلخيص الحَبير :170/1)

الحاصل:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کسی صحابی سے نبی کریم ﷺ کا خون پینا ثابت نہیں۔

فائدہ:

سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ کی زوجہ سیدہ سلمیٰ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے غسل کا بچا ہوا پانی پیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اذْهَبِي، فَقَدْ حَرَّمَكِ اللّٰهُ بِذٰلِكَ عَلَى النَّارِ.

''جائیے، اللہ تعالیٰ نے اس عمل کی وجہ سے آپ کو جہنم پر حرام کر دیا ہے۔''

(المُعجم الأوسط للطّبراني: 9221)

روایت سخت ضعیف ہے۔

① محمد بن عبید اللہ بن رافع ضعیف ہے۔

② معمر بن محمد بن عبید اللہ ضعیف و منکر الحدیث ہے۔

③ نصر بن علی بن عبد الملک سنجاری مجہول الحال ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "